حضور سرورِ عالم ﷺ کے سدرہ سے آگے تشریف لے جانے، دیدارِ الٰہی، تحقیقِ حدیثِ شریک
اور معجزۂ معراج پر اردو زبان میں مثالی کتاب

معراجِ حبیبِ خدا ﷺ

تصنیف

مُفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	معراجِ حبیبِ خدا ﷺ
تصنیف	مفتی محمد خان قادری
اہتمام	محمد فاروق قادری
ناشر	کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور
اشاعت اول	اگست ۲۰۰۴
اشاعت دوم	جون ۲۰۰۹ء
قیمت	200

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی ☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی
☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی ☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ مکتبہ دار العلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ مکتبہ دار العلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ کرماوالا دربار مارکیٹ لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042,5300353...03004407048

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

حُسنِ ترتیب

الاھداء	15
پیش لفظ	16
باب نمبرا — اسراء اور قرآن	17
شان نزول	19
افتتاح باتسبیح	19
لفظ سبحان کی تحقیق	20
فضیلت تسبیح	20
اسریٰ (اس نے سیر کروائی)	21
بعبدہ (اپنے کامل بندے کو)	23
خود بھی یہی مانگا	24
مقام عبدہ	25
حبیب اور دیگر انبیاء میں امتیاز	26
عبد کون؟	27
عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر	28
معراج جسمانی پر دلالت	28
اہم فائدہ	29
لیلاً (رات کے کچھ حصہ میں)	29
انتخاب شب کی حکمت	30
رات میں دیگر انعامات	30
شب معراج افضل یا شب قدر؟	31
من المسجد الحرام (مسجد حرام سے)	32

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

	اشکال و جواب	32
	الی المسجد الا قصی (مسجد اقصی تک)	33
	بیت المقدس جانے کی حکمتیں	34
	الذی بار کنا حولہ (جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا)	35
	لنریہ من آیاتنا (تا کہ ہم انہیں اپنی آیات دکھائیں)	36
	انہ ھو السمیع البصیر (وہی دیکھنے اور سننے والا ہے)	37
باب نمبر ۲	معراج اور قرآن	38
	والنجم (ستارے کی قسم)	42
	ماضل صاحبکم وما غوی (تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا اور نہ بھٹکا)	42
	صاحبکم کی حکمت	43
	وما ینطق عن الھوی (اور یہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں)	44
	عن الھوی کی حکمت	44
	ھوی کا مفہوم	45
	سب سے بڑا بت	46
	ہلاک کرنے والی	47
	ضل اور ینطق کا اہم فائدہ	47
	ان ھو الاوحی یوحی (یہ تو وحی ہے جو کی جاتی ہے)	48
	اہم فائدہ، حدیث بھی وحی ہے	48
	اجتہاد نبوی وحی ہے	50
	علمہ شدید القوی (زبردست قوتوں والے نے اسے سکھایا)	51
	ذو مرۃ (جو بڑا دانا ہے)	51

WWW.NAFSEISLAM.COM

فاستوٰی وھو بالا فق الاعلیٰ (پھر اس نے قصد کیا اور سب سے بلند کنارہ پہ تھے) 51

خصوصیت نبوی ﷺ 52

ثم دنا فتدلی (پھر قریب ہوا اور قریب ہوا) 52

فکان قاب قوسین او ادنی (تو ہو گئے دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا) 55

فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحی (پس اس نے وحی کی اپنے بندے پر جو کرنا تھی) 56

وہاں کی گفتگو 57

ما کذب الفواد ما رأی (نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا) 57

مشاہدہ کس کا؟ 57

افتمارونہ علی مایری (تو کیا تم اس چیز پر جھگڑتے ہو جس کا وہ مشاہدہ کر رہے ہیں) 58

ولقد رأہ نزلۃ اخری (اور یقیناً انھوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا) 58

عند سدرۃ المنتھی (سدرۃ المنتہیٰ کے پاس) 59

دونوں میں تطبیق 60

چار انہار 61

نام کی وجہ 62

عندھا جنۃ الماوٰی (اس کے پاس ہی جنت الماوٰی ہے) 63

اذ یغشی السدرۃ ما یغشی (جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا) 63

مازاغ البصر وما طغی (نہ نگاہ چوندھیائی اور نہ حد سے بڑھی) 64

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ (بلاشبہ انھوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں) 65

باب نمبر۳ احادیث اور معراج

حدیث (۱) 69

حدیث (۲) 71

حدیث (۳) 73

حدیث (۴) 75

حدیث (۵) 76

حدیث (۶) 77

حدیث (۷) 81

حدیث (۸) 82

پھر سیڑھی لائی گئی 83

حلال کا چھوڑنا 84

یہ سود کھاتے تھے 84

یتیموں کا مال ظلماً کھانے والے 86

زانیوں کی سزا 86

غیبت کرنے والے 86

حضرت یوسف سے ملاقات 86

جنت کا وعدہ 87

مکہ والوں کے سوالات 88

حدیث (۹) 89

جہاد کرنے والوں کی شان 89

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

	نماز نہ پڑھنے والوں کی سزا	89
	زکوۃ نہ دینے والوں کی سزا	90
	بدکردار کی سزا	90
	راستہ کاٹنے والے	90
	امانت کی پاس داری نہ کرنا	91
	فتنہ پرور خطباء و مقررین	91
	بری بات پر ندامت	91
	جنت کی خوبصورت آواز	91
	دوزخ کی بدتر آواز	92
	حضرات انبیاء سے ملاقات	93
	حضرت داؤد علیہ السلام کا خطاب	93
	حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب	93
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب	94
	حضور ﷺ کا خطاب	94
	تین برتنوں کا آنا	95
	آسمانی سفر	95
	اضافی گفتگو	99
	آج تمہاری رب تعالیٰ سے ملاقات	101
باب نمبر ۴	**اہم فوائد از احادیث معراج**	102
	ا۔ اچانک معراج، مقام مراد	105
	فضائل حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام	105
	شق و شرح صدر	106

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

٢۔دس سال کی عمر میں 106

٣۔اعلان نبوت کے وقت 107

٤۔معراج کے موقعہ پر 107

انکار مناسب نہیں 108

ہم تسلیم کرلیں 108

یہ نہایت ہی اشق تھا 109

قول فرشتہ کا مفہوم 109

قوت یقین میں اضافہ 110

کیا یہ آپ کا خاصہ ہے؟ 110

تکرار کی حکمت 111

نور علی نور 111

شعائراللہ کی تعظیم 111

زمزم کی افضلیت 112

جبریل امین کا دستک دینا 112

بعثت وارسال کے بارے میں سوال 113

مرحبا بالنبی الصالح 114

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا 114

حضرت انبیاء علیہم السلام سے ملاقات اور اس کے اسرار 115

دس سالہ ہجرت اور معراج میں مناسبت 116

جنت کا دورہ 117

دوزخ کا مشاہدہ 117

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب نمبر ۵ معراج شریف کے موقع پر حضور ﷺ کا سدرہ سے آگے تشریف لے جانا 119
علماء عقائد کی تصریح 125
احادیث مبارکہ 128
سحاب اور رفرف 129
مقام مستویٰ سدرہ سے اوپر 132
امام الحرمین کا پر لطف قول 139
حضور علیہ ﷺ کا علمی مقام 142
تدلی کی دو اقسام 143
علمی اور تحقیقی گفتگو 146
سات دلائل 148
تدلی فوق العرش 150
بعض لوگوں کی غلطی 153
جہاں کوئی نہیں پہنچا 155
جس جا پہنچا تلوا تیرا 156
نور عرش سے آگے جانا 158
سیدنا ابن عباس کا ارشاد گرامی 160
محدثین کرام کی تصریح 161
اب تک یہ حقائق سامنے آئے ہیں 164
جمہور امت کا موقف 165
منکر کا معتزلی ہونا 165
شیخ قزوینی کی رائے 167

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب نمبر ۶	دیدار الٰہی اور جمہور اہل سنت	170
	دیدار الٰہی اور آثار مبارکہ	173
	ارشاد نبوی ﷺ اکبر ہے	174
	شارح مسلم امام نووی کی گفتگو	175
	جمہور کی تصریح	177
	جمہور صحابہ کی رائے	179
	بعض کی کمزور گفتگو	182
باب نمبر ۷	حدیث شریک پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب	185
	حدیث شریک کی صحت	187
	اعتراضات کی فہرست	188
	پہلے اعتراض کا جواب	191
	نوٹ	192
	البدایہ میں ایک نوٹ	194
	اہم نوٹ	196
	ثالثاً	196
	رابعاً	198
	خامساً	201
	کچھ لوگوں کی رائے	202
	امام حسن بصری کی روایت	204
	ایک اور مفہوم	204
	سادساً، بوقت معراج شق صدر	205
	سابعاً، آسمانوں پر مقامات انبیاء	208

nafseislam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

	ان کی موافقت	208
	آئمہ امت کی تحقیق	209
	ثامناً، سدرۃ المنتہیٰ کی جگہ	210
	آیئے جوابات کی طرف	212
	چھٹے اور ساتویں میں تطبیق	213
	تاسعاً، نیل وفرات کا مقام	214
	عاشراً، اپنے رب کی بارگاہ میں	215
	حضرت موسیٰ کا پھر واپس جانے کا مشورہ	216
	اولاً	216
	ایک اور وہم	219
	مخلوق سے مشابہت	221
	جوابات سنیئے	222
	معراج منامی کا اس سے ثبوت نہیں ہوتا	223
	موافق شواہد موجود ہیں	224
	دیگر آیات واحادیث کا کیا بنے گا؟	226
	تدلی کی نسبت	226
	دیدار الٰہی ماننے والے	227
باب نمبر ۸	معراج اور صحابہ	231
	واقعہ معراج کی تفصیل	231
	مقام زمزم پر	233
	براق کی حاضری	233
	سب سے معزز سوار	234

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت جبریل نے رکاب تھامی	234
یہ شہر طیبہ	235
شجر موسیٰ علیہ السلام	235
نوٹ	235
یہ طور سینا ہے	235
حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت	236
جنات کا بھاگنا	236
یہ مجاہد ہیں	236
یہ خوشبو کس کی ہے	237
چار بچوں کا کلام	237
تارک نماز کی سزا	238
تارک صدقات کی سزا	238
زنا کی سزا	238
راہ کاٹنے والے	238
سود خور کی سزا	239
خائن کی سزا	239
فتنہ پرور مقررین کی سزا	239
غیبت کرنے والوں کی سزا	239
بری بات پر شرمندگی	240
جنت کی خوشبو	240
دوزخ کی بدبو	241
دجال کا حال	241
خوبصورت ستون	241

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

یہود کی آواز	241
دنیا کی حالت	242
ابلیس لعین	242
بوڑھی عورت	242
ہر طرف سے سلام	242
قبر میں نماز	243
رب سے ملاقات کی رات	243
دو چمکتے نور	244
حوروں سے ملاقات	244
ادائیگی نماز	245
تمام انبیاء وملائکہ کی امامت	245
حضرات انبیاء علیہم السلام کے خطبات	245
قیامت کا تذکرہ	246
یاجوج وماجوج کا خروج	246
حضور ﷺ کی پیاس	247
پھر سیڑھی لائی گئی	247
آسمان دنیا پر	248
سیدنا آدم سے ملاقات	248
حلال چھوڑنے والے	249
سود کھانے والے	249
کمزور کا مال کھانے والے	250
زنا کار عورتیں	250
طعن کرنے والے	250

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

دوسرے آسمان پر	250
تیسرے آسمان پر	251
چوتھے آسمان پر	251
چھٹے آسمان پر	252
ساتویں آسمان پر	252
جبریل اور خشیت الٰہی	254
سدرۃ المنتہیٰ	254
جنت کا دورہ	256
دوزخ کا مشاہدہ	256
بادل نے ڈھانپ لیا	257
سدرہ سے آگے	257
دیدار اور کلام کا شرف	258
چند خصوصیات	259
ایک کا نہ مسکرانا	261
راستہ میں قافلہ قریش	262
ابو جہل کا تمسخر	262
سیدنا ابو بکر کی تصدیق	263
قافلہ کے بارے میں سوال	264
دولہا سے بڑھ کر خوشبو	265

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

الاهداء

معراجِ حبیب خدا ﷺ کے مصدِّق اوّل

خلیفۃ الرسول حضرت امیر المومنین

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی خدمتِ بابرکت میں

بصد عجز و نیاز

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

خادمِ اسلام

محمد خان قادری

یکم رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو معجزات کثیرہ عطا فرمائے اور معجزۂ معراج بھی آپ ﷺ کے امتیازات میں سے ایک ہے۔ معراج شریف کے موضوع پر ویسے تو بیسوں رسائل اور کتب موجود ہیں لیکن ہم نے قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ سے معراج مبارک کے تذکار کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث سے استنباط کرتے ہوئے حضور ﷺ کے سدرہ سے آگے تشریف لے جانے اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کے حوالے سے علم اور تحقیق کی روشنی میں دلائل جمع کر دیئے ہیں اور مزید یہ کہ حدیثِ شریک پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب بھی دیا ہے تا کہ اس موضوع پر پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کا قلع قمع ہو۔ اور جمہور امت کا موقف (دیدار الٰہی) نکھر کر سامنے آجائے۔

اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کے لیے نافع ومفید بنائے

خادمِ اسلام

محمد خان قادری

امیر ...... کاروان اسلام

WWW.NAFSEISLAM.COM

باب ۱

اسراء اور قرآن

سبحان الذی اسراء کی تفسیر

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء اور وہاں سے آگے لامکان تک کی سیر کو معراج سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں پہلے حصہ کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل میں جبکہ دوسرے حصہ کا تذکرہ سورۃ النجم میں ہے، اسراء کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر (سورۃ الاسراء، ۱)

پاکیزگی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی، کہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

شان نزول

امام ابو حیان اندلسی رقمطراز ہیں، جب حضور اکرم ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا بیان کیا اور کفار نے اس کی تکذیب کی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

افتتاح بالتسبیح

اس سورت کا آغاز تسبیح سے کرنے کی حکمتیں یہ ہیں۔

۱۔ قرآن مجید لوگوں کے محاورہ کے مطابق نازل ہوا ہے، تاکہ وہ اس کے حقائق کو اچھی طرح جان سکیں چونکہ لوگ امر عجیب دیکھنے سننے پر تسبیح کرتے ہیں مثلاً جب کوئی قدرت کا شاہکار دیکھتے ہیں تو پکار اٹھتے ہیں سبحان اللہ۔

فکان اللہ عجب خلقہ بما اسدی الی رسولہ ﷺ من الاسراء بہ

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو معراج عطا کر کے مخلوق کو متعجب کر دیا

۲۔ جب کفار نے انکار کرتے ہوئے اس بات میں آپ ﷺ کو جھوٹا قرار دینے کی کوشش کی، تو اللہ نے ان کی تردید کردی۔

فیکون المعنی تنزہ اللہ تعالیٰ ان یتخذ رسولا کذابا (زاد المسیر)	تو اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ کسی جھوٹے شخص کو اپنا رسول بنائے۔

۳۔ یہاں بیان ایسی چیز کا ہے جسے انسانی عقل قبول نہیں کرتی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کا اظہار یوں فرمایا: کہ جو ذات سیر کروانے والی ہے وہ قادر مطلق ہے اور ہر قسم کے عجز اور کمزوری سے مبرا و پاک ہے۔

لفظ سبحان کی تحقیق

اکثر طور پر یہ لفظ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے. بعض اوقات بطور علم بھی آتا ہے، اس کا معنی ہے اللہ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔

امام حاکم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ سے، سبحان اللہ، کا مفہوم پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

تنزیہ اللہ من کل سوء	اللہ تعالیٰ کا ہر عیب سے پاک ہونا

(المستدرک)

فضیلت تسبیح

تسبیح کی فضیلت پر متعدد روایات ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

ا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہیں بتاؤں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلمات کون سے ہیں؟ پھر فرمایا:

ان احب الکلام الی اللہ سبحان اللہ و بحمدہ (مسلم)	اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارے کلمات ''سبحان اللہ وبحمدہ'' ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سے کلمات افضل ہیں؟

فرمایا:

ما اصطفی الله لعباده سبحان الله   جو کلمات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے
وبحمده   چنے ''سبحان الله و بحمده'' ہیں

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن میں سو دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھا۔

غفرت ذنوبه و ان كانت مثل   اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اگرچہ
زبد البحر   وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔   (مسلم)

۴۔ امام بزار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ کلمات سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے۔

غرست له نخلة فی الجنة   اس کے لیے جنت میں کھجور کا پودا لگا دیا جاتا ہے

(مسند بزار)

اسریٰ (اس نے سیر کروائی)

یہاں چند نکات نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔

۱۔ اس واقعہ کو سفر کے بجائے سیر سے تعبیر فرمایا، کیونکہ سفر بعض اوقات مجبوراً کیا جاتا ہے، جبکہ سیر بحالت خوشی و سرور ہی ہوتی ہے۔

۲۔ سفر میں ضروری نہیں کہ انسان دوران سفر ہر شے کو دیکھے، ہاں سیر میں اس کی نظر اشیاء کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے آپ ﷺ زمین کے اوپر کے احوال سے ہی نہیں، بلکہ اس کے نیچے کے حالات سے بھی آگاہ ہو رہے تھے۔ مثلاً فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۳۔ سیر کرنے اور کروانے میں بھی زمین اور آسمان کا فرق ہے، جب آدمی خود سیر کرتا ہے تو ممکن ہے اس کی نگاہ سیر گاہ کی ہر شے پر نہ جائے، لیکن جب وہاں کا انچارج سیر کروائے گا تو پھر کسی شے کے اوجھل رہ جانے کا امکان کہاں؟ مثلاً ہم عجائب گھر جائیں اور وہاں کا سربراہ ہمیں سیر کروائے تو وہاں کا کونسا گوشہ اور چیز ہوگی جو ہمیں نہیں دکھائے گا، بلکہ اس کی کوشش یہی ہوگی کہ کوئی چیز ان دیکھی نہ رہ جائے۔

ذرا سوچئے جب سیر کروانے والی خود خالق کائنات کی ذات ہو اور وہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کو سیر کروائے تو کائنات کا کون سا گوشہ ہوگا جو آپ کے سامنے نہ لایا گیا ہوگا؟ اس لیے آپ ﷺ کا مقدس فرمان ہے۔

ظهرت لمستوى حتى اسمع فيه صريف الاقلام (بخاری و مسلم)

میں مقام مستوی تک پہنچا حتیٰ کہ میں نے اقلامِ تقدیر کی آواز سنی

شارح بخاری امام بدر الدین عینی (التوفی ۸۵۵ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

المعنى انى اقمت مقاماً بلغت فيه من رفعة المحل الى حيث اطلعت على الكوائن و ظهرلي مايراد من امر الله و تدبيره في خلقه و هذا والله هو المنتهى الذى لانقدم فيه لاحد عليه

اس کا معنی یہ ہے کہ اس مقام تک جا پہنچا کہ میں تمام کائنات پر مطلع ہوا اور مجھ پر مخلوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اوامر و تدابیر کا ظہور ہوا اللہ کی قسم! یہ وہ انتہا ہے جس پر آپ ﷺ کے سوا کوئی نبی نہیں پہنچا۔

(عمدۃ القاری: ۴، ۴۷)

(مرقاۃ المفاتیح: ۱۰، ۱۷۴)

یعنی تمام کائنات سے بھی آگاہ ہوا اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا جو

مرکزی دفتر ہے، اس کا مشاہدہ بھی کروایا گیا۔

۴۔ لفظ سبحان کی طرح لفظ اسریٰ بھی تمام اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کر رہا ہے، کہ اس طویل سیر و مشاہدات کا انکار مت کرو، جب یہ عطیہ و انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو پھر ماننے والے بن جاؤ، کیونکہ اس کے لیے ایسے معاملات دشوار ہرگز نہیں۔

بعبدہ (اپنے کامل بندے کو)

تمام امت کا اتفاق ہے کہ یہاں عبد سے حضور سید کائنات ﷺ کی ذات ہی مراد ہے۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری، فتح الرحمٰن میں لکھتے ہیں۔ نبی یا حبیب نہیں، بلکہ لفظ ''عبد'' لایا گیا تاکہ

۱ لئلا تضل امته کالنصاری — کہیں نصاریٰ کی طرح آپ کی امت گمراہ نہ ہو جائے۔

اور اس کے ذہن میں آپ ﷺ کی عبدیت اجاگر رہے۔ (جواہر البحار: ۳، ۴۳۷)

۲۔ اللہ تعالیٰ کی ''عبدیت'' سب سے اعلیٰ وصف ہے امام ابو علی دقاق فرماتے ہیں۔

لیس للمؤمن صفة اتم ولا اشرف من العبودیة — کسی مومن کے لیے عبدیت سے بڑھ کر کوئی کامل و اعلیٰ وصف نہیں ہو سکتا۔

(الرسالة القشیریہ، ۱۰۰)

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ مقامات پر آپ ﷺ کا تذکرہ اسی لفظ سے کیا ہے،

مثلاً! واقعہ معراج کے حوالے سے فرمایا

سبحان الذی اسری بعبدہ (الاسراء، ۱) — پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کروائی۔

نزول وحی کے حوالے سے فرمایا

الحمد لله الذی انزل علی عبدہ الکتاب — تمام حمد اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔ (الکھف، ۱)

آپ ﷺ کی رسالت عامہ کا تذکرہ ہوتے فرمایا

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ — بابرکت ذات ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا۔ (الفرقان، ۱)

اپنے اور حبیب ﷺ کے درمیان راز و نیاز کی گفتگو کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے

فاوحی الی عبدہ ما اوحی — تو وحی کی اس نے اپنے بندے پر جو کرنا تھی (النجم، ۱۰)

یعنی بندے کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی مقام ہی نہیں کہ اسے مالک اپنا بندہ قرار دیدے۔

خود بھی یہی مانگا

امام فخر الدین رازی اپنے والد ماجد شیخ عمر حسین کے حوالہ سے لکھتے ہیں، امام ابو القاسم سلیمان انصاری نے بیان کیا، شبِ معراج جب حضور اکرم ﷺ مقام عالی پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا محمد بم اشرفک؟ — اے محمد! ﷺ میں تمہیں کون سا لقب عطا کروں؟

آپ ﷺ نے عرض کیا

رب بان تنسبنی الی نفسک بالعبودیة — میرے پروردگار! مجھے اپنا بندہ بنا لے

تو اللہ تعالیٰ نے ''سبحان الذی اسری بعبدہ'' میں وہ لقب آپ ﷺ کو عطا

WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمادیا۔ (مفاتیح الغیب،۲۰،۲۹۲)

چونکہ یہ سب سے اعلیٰ وصف ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی لقب عطا فرمایا،

امام ابوعلی دقاق فرماتے ہیں۔

ولذلک قال سبحانه فی وصف النبی ﷺ لیلة المعراج و کان اشرف اوقاته فی الدنیا سبحان الذی اسری بعبده و قال تعالیٰ فاوحی الی عبده ما اوحی فلو کان اسم اجل من العبودية لسماه به

(الرسالة القشیریہ،۱۰۰)

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شب معراج جو دنیا میں حضور ﷺ کے لیے سب سے اعلیٰ موقعہ تھا، لفظ عبد سے یاد فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سبحان الذی اسری بعبده، فاوحی الی عبده ما اوحی ،اگراس سے بڑھ کر کوئی نام و وصف ہوتا تو اس سے نوازا جاتا۔

مقام عبدہ

پھر صرف عبد نہیں بلکہ عبدہ فرمایا یعنی اس کائنات میں سب سے کامل عبدیت آپ ﷺ کو ہی حاصل ہے یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی یہ لفظ ذکر کیا ہے حضرت ذکریا علیہم السلام کے بارے میں فرمایا۔

ذکر رحمة ربک عبده زکریا (مریم،۲)

یہ ذکر ہے میرے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے ذکریا پر کی

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

اصبر علی مایقولون و اذکر عبدنا داؤد

ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

واذکر عبدنا ایوب اذنادی ربه انی مسنی الضر و انت ارحم الراحمین (الانبیاء، ۸۳)

اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے رب کو پکارا، مجھے تکلیف نے مس کیا ہے اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

حبیب اور دیگر انبیاء میں امتیاز

جن آیات میں اپنے حبیب ﷺ اور دیگر برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنا عبد قرار دیا، وہ ہمارے سامنے ہیں ان میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک امتیاز قائم رکھا، دیگر انبیاء کو عبد فرمایا مگر متصلاً ان کا نام بھی ذکر کر دیا، مگر اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کو عبد کہا تو عبد کے بعد آپ ﷺ کا نام نہیں لیا، جو آشکار کر رہا ہے کامل عبد آپ ہی کی ذات اقدس ہے۔ مفسر قرآن شیخ زادہ اس قرآنی امتیاز کی بنا پر رقمطراز ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات، وجود حق میں فنا تھی ہی مگر آپ کا نام بھی فنا ہو چکا تھا۔

هو الحر المعتق عن عبودية الموجودات ورق وجوده، فلهذا سماه الله تعالیٰ بعبد عبر فيما اسمه ورسمه اسما ماليس به احدا من خلقه الا و اشعر ببقاء اسمه و رسمه كما قال عبده ذكريا

(شرح قصیدہ بردہ، ۱۷۰)

آپ ﷺ عبدیت موجودات اور وجود کی غلامی سے آزاد اور بالاتر ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دیگر مخلوق کی عبدیت کے ساتھ اس کا نام ونشان بھی ذکر کیا، مگر آپ ﷺ کی عبدیت کے بعد نام کا ذکر تک نہ کیا۔

یعنی بعد میں باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کا ذکر اور آپ کے اسم مبارک کا عدم

WWW.NAFSEISLAM.COM

ذکر بتا رہا ہے کہ حضورﷺ کی ہستی وجودِ حق میں اس طرح فنا ہو چکی ہے کہ نام بھی باقی نہیں رہا، اس پر حدیث شفاعت کے حوالہ سے تائید لاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ومن ھھنا یقول کل نبی یوم القیامۃ نفسی نفسی ببقاء وجودھم وھو ﷺ یقول امتی امتی لفناء وجودہ

چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا وجود باقی ہے، اس لیے وہ روز قیامت میری ذات، میری ذات فرمائیں گے اور حضورﷺ چونکہ کاملاً فنا ہو چکے ہیں اس لیے آپ میری امت، میری امت فرمائیں گے۔

(ایضاً، ۱۷۰)

عبد کون؟

ویسے تو تمام کائنات عبد کہلاتی ہے۔ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

بل عباد مکرمون

بلکہ وہ معزز بندے ہیں

(الانبیاء)

دوسرے مقام پر ہر شے کے بارے میں فرمایا کہ روز قیامت

ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمن عبدا

آسمانوں اور زمین میں سے ہر شے رحمٰن کی بارگاہ میں بطور عبد حاضر ہوگی۔

(مریم)

لیکن مقامات عبدیت کون پاتا ہے؟ اس بارے میں اہل معرفت فرماتے ہیں، عبد وہ ہے جو یہ کہے سب کچھ میرے رب کے قبضے میں ہے، حتی کہ اس کی نقل و حرکت بھی اپنی نہیں۔

شیخ ابن عطاء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

العبد الذی لا ملک لہ

عبد کسی شے کا مالک نہیں ہوا کرتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

بعض نے کہا جو ہر حال میں اپنے رب کے حکم کا پابند بن جائے۔ امام ابو حفص نیشاپوری کہتے ہیں۔

العبد القائم باوامر سیدہ علی النشاط حیث جعلہ علی محل امرہ — عبد وہ ہوتا ہے جسے اس کا آقا جب بھی کوئی حکم دے تو وہ اسے دل وجان سے بجالائے۔

متاع بے بہا ہے درود سوز و ارز و مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر

مفکر اسلام علامہ اقبال نے عبد اور عبدہ میں خوب فرق واضح کرتے ہوئے کہا

عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر
ما سراپا انتظار او منتظر

(یعنی ان میں فرق یہ ہے کہ عبد اپنے مالک کے سلام وکرم کا منتظر رہتا ہے، لیکن جسے مقام عبدہ مل جائے خالق کا اس پر اس قدر کرم ہو جاتا ہے پھر خالق و مالک خود اس کا انتظار فرماتا ہے)

شب معراج حضرت جبریل امین کا یہ جملہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے، انھوں نے عرض کیا تھا حضور چلیے

ان ربک لمشتاق الیک — آپ کا رب آپ ﷺ کا مشتاق ومنتظر ہے۔

معراج جسمانی پر دلالت

لفظ عبد واضح کر رہا ہے کہ سیر فقط روحانی نہیں بلکہ جسمانی بھی تھی، کیونکہ اس لفظ کا اطلاق جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے، امام رازی فرماتے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان العبد اسم لمجموع الجسد والروح فوجب ان يكون الاسراء حاصلا لمجموع الجسد والروح

عبد کا اطلاق جسم و روح دونوں پر ہوتا ہے، لہذا یقیناً یہ سیر دونوں کے مجموعہ کو حاصل ہوئی۔

(مفاتیح الغیب، ۲۰، ۲۹۵)

اس پر یہ آیات مبارکہ بھی شاہد ہیں۔

ارأیت الذی ینهی عبدا اذا صلی (العلق، ۹، ۱۰)

کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جس نے بندے کو نماز سے روکا۔

۲. وانه لما قام عبد الله یدعوه کادوا یکونون علیه لبدا (الجن، ۱۹)

اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں۔

اہم فائدہ

اس موقعہ پر عبد فرما کر یہ بھی واضح کر دیا، شب معراج اس قدر قرب پانے کے باوجود آپ ﷺ عبد ہی ہیں نہ کہ معبود، یعنی عبد اور معبود کا فرق قائم رکھنا ضروری ہے۔

لیلاً (رات کے کچھ حصہ میں)

لیل کو معرفہ کی بجائے نکرہ ذکر کیا، تاکہ قلت مدت پر دلالت ہو، شیخ جار اللہ زمخشری کہتے ہیں۔

اراد بقوله لیلاً بلفظ التنکیر تقلیل مدة الاسراء (الکشاف)

لیلاً نکرہ ذکر کر کے واضح کر دیا کہ سیر کی مدت بہت ہی کم تھی۔

پھر لیلاً (تاء) کے بغیر فرمایا نہ کہ لیلة کیونکہ لفظ لیلة کی تمام رات پر دلالت ہوتی ہے،

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

چونکہ یہ سیر رات کے تھوڑے حصہ میں تھی، لہذا لیلاً فرمایا تا کہ واضح ہو جائے کہ اس سیر کے لیے تمام رات نہیں بلکہ اس کے کچھ حصہ میں ہوئی۔

امام نجم الدین الغیطی رقمطراز ہیں۔

اذا قالوا اسری لیلة کان ذلک فی الغالب لاستعیاب اللیلة باسری (المعراج الکبیر، ۹)

جب ''اسری لیلۃ'' کا لفظ آئے تو اس سے اغلب تمام رات میں سیر کرانا مراد ہوتی ہے۔

انتخاب شب کی حکمت

اہل علم و معرفت نے معراج کے لیے رات کے انتخاب کی بھی متعدد حکمتیں بیان کی ہیں۔ امام ابن منیر لکھتے ہیں، دن کا انتخاب نہ کرنے کی حکمت یہ ہے۔

۱. لانه وقت الخلوة — رات وقت خلوت ہے۔

۲. لیکون ابلغ للمومن بالایمان بالغیب و فتنة للکافر — اہل ایمان کے ایمان بالغیب میں اضافہ اور منکرین کے لیے زیادہ آزمائش ہو۔

۳۔ رات کو دن پر فضیلت بھی حاصل ہے، کیونکہ ہر رات میں ایسی گھڑی آتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے جب کہ سوائے جمعہ کے کسی دن کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔

۴۔ رات پہلے جب کہ دن بعد میں آتا ہے۔

۵۔ نزول قرآن کی ابتداء رات میں ہوئی۔ ''انا انزلنه فی لیلة القدر''

۶۔ سب سے بڑی نعمت دیدار الٰہی ہے اور یہ بھی آپ ﷺ کو رات میں ہی نصیب ہوا۔

رات میں دیگر انعامات

معراج کے علاوہ بھی متعدد انعامات و معجزات ایسے ہیں جو آپ ﷺ کو رات کے

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

وقت عطا کیے گئے مثلاً معجزۂ شق القمر، ہجرت رات کو ہوئی، غار ثور میں داخلہ، اکثر طور پر آپ ﷺ سفر رات کو فرماتے اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

علیکم بالدلجة فان الارض تطوی باللیل — رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات میں زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔

دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بھی یہی ہے کہ انہیں رات کے وقت بہت سی نعمتوں سے نوازا گیا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس راتوں کے اعتکاف کا حکم دیا، ان سے رات میں کلام فرمایا اور پھر رات کو ہی قوم کو لے کر نکلنے کا حکم ہوا۔

شب معراج افضل یا شب قدر

شب معراج افضل ہے یا شب قدر؟ اس پر اہل علم نے تفصیلی گفتگو کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معراج کی معین رات جس میں یہ معجزہ نصیب ہوا وہ ہر شب قدر سے افضل ہے، کیونکہ اس رات میں آپ ﷺ کو دیدار الٰہی کا شرف نصیب ہوا جو سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ امام ابو امامہ بن نقاش اس حقیقت کو یوں آشکار کرتے ہیں۔

لیلة الاسراء افضل من لیلة القدر فی حق النبی ﷺ — شب اسراء حضور ﷺ کے حق میں لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

(وھو بالافق الاعلی، ۲۷)

امام سراج الدین بلقینی قصیدہ نعتیہ میں لکھتے ہیں۔

اولاک رؤیته فی لیلة فضلت — لیالی القدر فیها الرب ارضا کا

(یارسول اللہ ﷺ جس رات آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا وہ شب قدر سے کہیں بلند و افضل ہے)

امام صالحی شامی لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''اسری بعبدہ لیلاً'' سے شب قدر سے شب اسری کی فضیلت معلوم ہوتی ہے

یؤخذ من قوله ان ليلة الاسراء افضل من ليلة القدر

(جواہر البحار، ۳، ۴۳۸)

من المسجد الحرام (مسجد حرام سے)

یہاں مسجد حرام سے حرم کعبہ اور مکہ مراد ہے، کیونکہ اس وقت آپ ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تھے، جو حرم کعبہ کے قریب تھا، روئے کائنات میں سب سے پہلی مسجد بھی یہی ہے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا زمین پر سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ فرمایا: مسجد حرام، عرض کیا، اس کے بعد کونسی؟ فرمایا: مسجد اقصیٰ، عرض کیا ان کے درمیان مدت کتنی ہے؟ فرمایا: چالیس سال

اشکال وجواب

بعض اذہان میں ہے کہ بیت المقدس حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کروایا تو مسجد حرام کی تعمیر سے ہزار سال بعد کا معاملہ ہے، پھر چالیس سال فرمانا کیسے درست ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی، ان کے چالیس سال بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی توسیع اور تعمیر نو کی تھی، بلکہ ابن ہشام نے یہ نقل کیا ہے سیدنا آدم علیہ السلام نے جب کعبہ کی تعمیر کی، تو اس کے بعد انھوں نے ہی بیت المقدس کی تعمیر کی، اس مقدس گھر بیت اللہ شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان اول بيت وضع للناس للذى ببكة مباركا وهدى للعالمين (ال عمران، ۹۶)

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا سارے جہان کا راہنما

اس مسجد میں بیت اللہ (کعبہ) ہے اس میں ایک نماز کا ثواب لاکھ نماز کے برابر ہے اس پر تفصیلی گفتگو کے لیے ہماری کتاب ''حضور ﷺ کا سفر حج'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

الی المسجد الاقصیٰ (مسجد اقصیٰ تک)

مسجد اقصیٰ ہی کو بیت المقدس کہا جاتا ہے، یہ آپ ﷺ کی زمینی سیر کی انتہا ہے، یہ نہایت ہی متبرک مقام ہے جن تین مساجد کی زیارت کا آپ ﷺ نے امتیوں کو شوق دلایا وہ تین یہ ہیں۔ا مسجد حرام ۔۲۔ مسجد نبوی اور ۔۳۔ مسجد اقصیٰ، امام داؤد اور ابن ماجہ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیت المقدس کے بارے پوچھا تو فرمایا: وہ مقام محشر ہے وہاں جاؤ تو نماز ادا کرو۔

فان صلاۃ فیہ کالف صلاۃ فی غیرہ	کیونکہ وہاں کی نماز ہزار نماز کے برابر ہے

(فضائل بیت المقدس، ۱۰۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے۔

من حج وصلی فی مسجد المدینۃ و المسجد الاقصی فی عام واحد خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ	جس نے حج کیا اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں اس سال نماز پڑھی تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے پیدا ہونے کے دن (گناہوں سے پاک ہوتا ہے)

(اعلام الساجد للزرکشی، ۲۹۶)

کچھ عرصہ کے لیے امت مسلمہ کا یہ قبلہ بھی رہا اور اس کی سمت نماز ادا کی جاتی رہی، حتیٰ کہ سولہ ماہ تک مدینہ منورہ میں نماز اس طرف منہ کر کے ادا کی جاتی رہی۔ حضور ﷺ کی تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ بیت اللہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی تمنا کے مطابق

WWW.NAFSEISLAM.COM

کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ یاد رہے بیت المقدس سے پہلے قبلہ کعبہ ہی تھا، گویا امت مسلمہ کو اپنے اصل کی طرف لوٹا دیا گیا۔

بیت المقدس معدن انبیاء بھی کہلواتا ہے، اس لیے کہ وہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو آپ ﷺ کے لیے جمع کیا گیا اور آپ ﷺ نے ان کی امامت کروائی۔

لیدل ذلک علی انہ الرئیس تاکہ آشکار ہو جائے کہ آپ ﷺ سربراہ اور
المقدم والامام الاعظم سب سے بڑے امام ہیں۔

بیت المقدس جانے کی حکمتیں

اولاً آپ ﷺ کو مسجد حرام سے بیت المقدس لے جایا گیا اس کی علماء نے متعدد حکمتیں بیان کی ہیں، شارح بخاری امام ابن ابی جمرہ رقمطراز ہیں۔

ا۔ تاکہ معاندین پر حق کا اظہار ہو جب آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں بتایا، وہ جانتے تھے کہ آپ نے اس سے پہلے وہاں کا سفر نہیں کیا اور اسے نہیں دیکھا، پھر اس کے بارے میں متعدد سوالات اٹھائے، آپ ﷺ نے تمام کے جوابات عنایت کر کے انہیں ساکت کر دیا، اگر مکہ سے آسمانی معراج کی ابتداء ہو جاتی تو یہ فائدہ کاملاً حاصل نہ ہوتا۔

۲۔ چونکہ آپ ﷺ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے عملاً آپ کو دکھا بھی دیا۔

۳۔ وہ معدن ارواح انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔

فاراد اللہ تعالیٰ ان یشرفھم اللہ تعالیٰ نے چاہا تاکہ وہ تمام آپ ﷺ کی
بزیارتہ ﷺ زیارت کا شرف پالیں۔

۴۔ وہ ہجرت انبیاء کا مرکز ہے، آپ کو وہاں سے لے جایا گیا تاکہ یہ فضیلت بھی آپ ﷺ کو حاصل ہو جائے۔

۵۔امام ابن دحیہ کہتے ہیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہو کہ میرا حبیب ﷺ وہاں نماز ادا کرے تا کہ بیت المقدس میں آپ ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے سے اس کی فضیلت دوبالا ہو جائے۔

فلما تمم تقديسه اخبر ﷺ انه لاتشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد المسجد الحرام لانه مولد ومسقط رأسه و موضع نبوته و مسجد المدينة لانه محل هجرته وارض تربته ومسجد الاقصیٰ لانه موضع معراجه ﷺ

جب اس کا تقدس کامل ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی طرف سفر نہ کرو، مسجد حرام کیونکہ یہ آپ ﷺ کی جائے ولادت اور مقام نبوت ہے، مسجد مدینہ کیونکہ یہ آپ ﷺ کا مقام ہجرت اور جائے مزار ہے، مسجد اقصیٰ کیونکہ یہ آپ ﷺ کا مقام معراج ہے۔

(المعراج الکبیر،۱۳،۱۴)

۶۔یہ محل قیامت و محشر ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ ﷺ کے مبارک قدم وہاں لگ جائیں، تا کہ ان کی برکت سے روز قیامت امت کا وہاں قیام آسان ہو جائے۔

(جواہر البحار،۳،۴۳۹)

WWW.NAFSEISLAM.COM

الذی بارکنا حولہ (جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا)

یہ مسجد اقصیٰ کی شان ہے کہ ہم نے اسے خوب برکات سے نوازا ہے، وہ برکات کیا ہیں؟ وہ دینی بھی ہیں اور دنیاوی بھی۔

۱۔یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مرکز، معبد اور وحی و ملائکہ کا مہبط ہے۔

۲۔اس کے اردگرد انہار اور پھلدار درخت ہیں۔

جب مسجد کے اردگرد اس قدر برکات ہیں تو اس کے اپنے اندر کا عالم کیا ہوگا؟

بعض مفسرین نے کہا کہ تمام زمین کو برکات اس سے مل رہی ہیں کیونکہ روئے زمین کے پانی کا مرکز صخرہ بیت المقدس ہی ہے۔

لنریه من آیاتنا (تاکہ ہم انہیں اپنی آیات دکھائیں)

یہ اس سیر کی غایت ہے کہ ہم نے یہ سفر آپ ﷺ کو اپنی آیات کا مشاہدہ کروانے کے لیے کروایا، یہاں بھی آیاتنا (ہماری آیات) اور سورہ نجم میں ہے۔

لقد رای من آیات ربه الکبریٰ — آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

یعنی دونوں مقامات پر آیات اللہ کا تذکرہ ہے کہ ہم نے خصوصی آیات کا مشاہدہ عطا فرمایا۔ اس سے درج ذیل سوال کا جواب بھی واضح ہو جاتا ہے۔ امام فخر الدین رازی نے سوال و جواب یوں نقل کیا ہے۔

سوال: لفظ من تبعیضیہ بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ کو بعض آیات کا مشاہدہ عطا کیا ہے، حالانکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (الانعام، ۷۵) — اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

یہ الفاظ آشکار کر رہے ہیں انہیں سماوی و ارضی تمام آیات کا مشاہدہ کروایا تو اس سے

فیلزم ان یکون معراج ابراهیم علیه السلام افضل من معراج محمد ﷺ — لازم آرہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معراج، حضور ﷺ کے معراج سے افضل ٹھہرے۔

جواب: ہم نے واضح کیا کہ آپ ﷺ نے آیات اللہ کا مشاہدہ کیا جبکہ سیدنا ابراہیم

علیہ السلام نے سماوی اور ارضی آیات کا مشاہدہ کیا اور بلاشبہ آیات الٰہیہ کا مشاہدہ ان سے کہیں افضل ہے۔ امام رازی کے الفاظ ہیں۔

الذی راہ ابراھیم ملکوت السموات والارض والذی راہ محمد ﷺ بعض آیات اللہ تعالیٰ ولاشک ان آیات اللہ افضل

جو آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھیں وہ سماوی اور ارضی تھیں، جبکہ حضورﷺ نے بعض آیات اللہ کا مشاہدہ کیا اور آیات اللہ بلاشبہ افضل واعلیٰ ہیں۔

(مفاتیح الغیب، ۲۰،۲۹۲)

اس پر کچھ گفتگو سورۂ نجم کے تحت بھی آئے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

انہ ھو السمیع البصیر (وہی دیکھنے اور سننے والا ہے)

مختار قول یہی ہے اس ضمیر کا مرجع ذات باری تعالیٰ ہے، معنی یہ ہے کہ وہ حضورﷺ کے اقوال کو سننے والا اور آپ کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔ امام ابوالبقا عبداللہ بن حسین عکبری نے بعض محققین سے نقل کیا ہے، اس کا مرجع عبد بھی ہوسکتا ہے اب ترجمہ یہ ہوگا۔

السمیع لکلامنا البصیر لذاتنا (املاء مامن بہ الرحمن)

آپ ہمارا کلام سننے والے اور ہماری ذات اقدس کا دیدار کرنے والے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب ۲

معراج اور قرآن

سورۂ النجم کی ۱۸ آیات کی تفسیر

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

سورۂ نجم میں بیت المقدس سے اگلے حصہ سیر کا تذکرہ ہے، باقی اس حصہ کو بعد میں لانے کی حکمت یہ ہے تاکہ پہلے بیت المقدس تک جانا مان لیں اور اس پر آپ ﷺ کی سچائی واضح ہو جائے تو پھر اس سے بڑھ کر جو واقعہ ہے اسے سامنے لایا جائے تاکہ تدریجاً ایمان کا حصول ہو، آیئے! ان مبارک آیات اور الفاظ کی تلاوت وزیارت کا شرف پاتے ہیں۔

والنجم اذا هوى ماضل صاحبكم وماغوى وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى علمه شديد القوى ذو مرة فاستوى وهو بالافق الاعلى ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين اوادنى فاوحى الى عبده ما اوحى ماكذب الفؤاد مارای افتمرونه على مايرى ولقد راٰه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة الماوى اذيغشى السدرة مايغشى مازاغ البصر و ماطغى لقدراٰى من ايت ربه الكبرى.

(النجم،۱۔۱۸)

اس پیارے چمکتے تارے محمد ﷺ کی قسم! جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو وحی ان کو کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انھوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا سدرۃ المنتہی کے پاس اس کے پاس جنت الماوی ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے ان (۱۸) آیات کے حوالہ سے چند نکات وفوائد کا

WWW.NAFSEISLAM.COM

تذکرہ کرتے ہیں۔

والنجم (ستارے کی قسم)

واو قسمیہ ہے، النجم کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔

۱۔ اس سے مراد قرآن ہے جو متفرق اوقات میں آپ ﷺ پر نازل ہوتا رہا النجم بمعنی تفریق آتا ہے۔

۲۔ وہ ستارے مراد ہیں جو حفاظت وحی کے لیے شیاطین کو مارے جاتے ہیں۔

۳۔ اس سے حبیب خدا ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے۔ امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی (۵۱۶) لکھتے ہیں۔

وقال جعفر الصادق يعني محمد ﷺ اذ نزل من السماء الى الارض ليلة المعراج	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اس سے حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے جو شب معراج آسمان سے زمین پر تشریف لائے

(معالم التنزیل ۴، ۲۴۴)

امام احمد خفاجی اس تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں۔

فلا غرابة فيه رواية و دراية لان وجه الشبه ظاهر	اس میں عقلاً ونقلاً کوئی بعد نہیں، کیونکہ وجہ تشبیہ بالکل ظاہر ہے۔

(نسیم الریاض، ۱، ۳۲۳)

اکثر مفسرین نے دوسری تفسیر کو مختار قرار دیا ہے۔

اذا ھوی (جب وہ نیچے اترا)

ھوی، اوپر سے نیچے آنا، اگر نجم سے مراد قرآن ہو تو مفہوم ہوگا، قسم ہے قرآن کی جو حضور ﷺ پر نازل ہوا اگر حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد ہو تو اب وہی معنی ہوگا جو اوپر امام جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

ما ضل صاحبکم وما غوی (تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا اور نہ بھٹکا)

یہ جواب قسم ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے دو باتوں کی نفی فرمائی ہے۔ ضلالت اور غی، ضلالت کی ضد ہدایت اور غی کی ضد رشد ہے۔ لفظ ضلالت عام طور پر اس

گمراہی کے لیے آتا ہے جس کا تعلق بھول چوک یا فکر واجتہاد کی غلطی سے ہو اور غوی کا تعلق اس گمراہی سے ہوگا، جس میں نفس کی اکساہٹ اور آدمی کے قصد وتعمد کو بھی دخل ہو، لفظ صاحب حضورعلیہ کے لیے اور ضمیر سے مخاطب قریش ہیں، انہیں متوجہ کر کے کہا جارہا ہے کہ یہ پیغمبر جو تمہارے دن رات کے ساتھی ہیں، تمہارے لیے کوئی اجنبی نہیں تم ان کے ماضی و حاضر، ان کے اخلاق وکردار اور ان کے رجحان و ذوق سے اچھی طرح واقف ہو، تم نے کب ان کے اندر ایسی بات دیکھی ہے جس سے یہ شبہ ہو سکے کہ ان میں کہانت یا نجوم کا کوئی میلان پایا جاتا ہے، اس طرح کا ذوق کسی کے اندر ہوتا ہے تو دن رات کے ساتھیوں سے وہ عمر بھر چھپا نہیں رہتا، لیکن یہ عجب بات ہے کہ جو چیز اتنی مدت تک تم نے ان کے اندر کبھی محسوس نہیں کی جب انھوں نے نبوت کا اعلان کیا اور تم کو اللہ کا کلام سنایا تو تم نے ان کو کاہن اور نجومی کہنا شروع کر دیا، حالانکہ ان کی زندگی اور ان کا کلام شاہد ہے کہ ان کے اندر کسی ضلالت یا غوایت کا کوئی شائبہ نہیں ہے، ماضل اور ماغوی دونوں ماضی ہیں جو واضح کر رہے ہیں کہ آپعلیہ کی اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی پاکیزہ اور اعلیٰ تھی یعنی اس میں کوئی عقیدہ وعمل کی ہرگز کوئی کجی نہیں تھی۔

صاحبکم کی حکمت

یہی وجہ ہے کہ آپعلیہ کا نام ذکر کرنے کی بجائے صاحبکم فرمایا، تا کہ ان پر حجت خوب واضح طور پر ہو۔

وھم اعلم الخلق بہ وبحالہ واقوالہ و اعمالہ وانھم لایعرفونہ بکذب ولاغی ولا ضلال ولا ینقصمون امرا و احدا قط

(المعراج الکبیر،۲۲)

کیونکہ وہ آپعلیہ کی ذات، احوال، اقوال اور اعمال سے دیگر تمام سے زیادہ باخبر تھے انھوں نے کبھی بھی آپعلیہ سے کوئی جھوٹ، غلط بات، گمراہی ہرگز نہیں دیکھی اور وہ اس طرح کا کوئی ایک معاملہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دوسرے مقام پر حضور ﷺ کی اس عظمت کو یوں آشکار فرمایا۔

یا انھوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں۔	ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون (المومنون، ۶۹)

امام فخر الدین رازی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس میں واضح کیا کہ یہ لوگ اعلان نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے بارے میں جانتے تھے۔

کہ آپ ﷺ ہر معاملے میں امین اور سچے ہیں، جھوٹ، کذب اور برے اخلاق سے آپ ہر وقت گریزاں رہتے ہیں، آپ ﷺ کے امین ہونے پر متفق ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی تکذیب کیسے کر سکتے ہیں۔	کونہ فی نھایۃ الامانۃ والصدق و غایۃ الفرار من الکذب والاخلاق الذمیمۃ فکیف کذبوہ بعد ان اتفقت کلھم علی تسمیتہ بامین

(مفاتیح الغیب: پ۱۸، ۲۸۶)

ومانیطق عن الھوی (اور یہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں)

مخالفین نے جب یہ کہنا شروع کیا کہ یہ قرآن خود گڑھ کر لاتے ہیں اور اسے اللہ کا کلام بنا کر پیش کرتے ہیں تو اس کے جواب میں فرمایا، یہ نبی تو اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں۔

عن الھوی کی حکمت

یہاں بالھوی نہیں بلکہ عن الھوی فرمایا کیونکہ نفی نطق عن الھوی میں زیادہ مبالغہ ہے، ھوی کی بنا پر نطق صادر ہی نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کا نطق ہو، گویا کہ اس میں دو چیزوں کی نفی ہے۔

ا۔ آپ ﷺ کے نطق کا سرچشمہ ھوی نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔آپ ﷺ کا تعلق ھوی سے نہیں، لہذا آپ کا نطق حق ہے اور اس کا سرچشمہ ہدایت ہے نہ کہ گمراہی وضلالت

ھویٰ کا مفہوم

یہ نفس امارہ سے محبت اور اس کی اتباع کا نام ہے سب سے بڑی بت پرستی خواہش نفس کی اتباع ہے بتوں، درختوں اور پتھروں کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے بچنا آسان ہے مگر اپنے اندر کے بت سے بچنا نہایت دشوار ہے بلکہ بچنا تو درکنار اکثر کو اس کا علم بھی نہیں رہا۔ حالانکہ خالق نے جہاں ظاہری بتوں کی مذمت اور نشاندہی کی وہاں اس نے باطنی صنم کی بھی نشاندہی کردی ہے، ارشاد ربانی ہے۔

ارأیت من اتخذ الھه هواه افانت تکون علیه وکیلا (الفرقان، ۴۳) کیا تم نے اسے نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو خدا بنالیا کیا، تم ایسے کی نگرانی کرسکتے ہو۔

اس سے آگے فرمایا۔

ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا. (الفرقان، ۴۴) ایسے لوگ تو چوپایوں کے مانند، بلکہ ان سے زیادہ گمراہ ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

یعنی چوپائے ہر حال اور ہر شکل میں اپنی اس جبلت پر قائم رہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے، وہ اپنی خواہشات کی پیروی میں سرمو اپنی جبلت سے انحراف نہیں کرتے، لیکن انسان جب اپنی خواہشوں کا غلام بن جاتا ہے تو وہ اپنی جبلت اور فطرت کے تمام حدود توڑ کر چوپایوں سے بھی بدترین بن جاتا ہے۔

ایک اور مقام پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا۔

افرأیت من اتخذ الھه هواه (الجاثیه، ۲۳) کیا تم نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنالیا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

ومن اضل ممن اتبع هواه بغير هدى من الله ان الله لا يهدى القوم الظالمين (القصص، ۵۰)

اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے جدا بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو

یہاں وضاحت بھی فرمادی کہ جو خواہش شریعت کے خلاف ہوگی وہ خواہش نفس قرار پائے گی۔

تو دولت پرستی، جاہ پرستی اور اقتدار پرستی وغیرہ سب باطن کے بت ہیں جن کی پرستش سے نکلنا نہایت لازم وفرض ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے متعدد ارشادات عالیہ کے ذریعے اس بات کو خوب اجاگر کیا مثلاً ایک مقام پر فرمایا۔

تعس عبد الدينار و عبد الدرهم

ہلاک ہوگیا دینار و درہم کا بندہ

جو خدا کو بھول کر دولت کا پجاری بنا وہ ہلاک ہوگیا، اس باطنی بت کی نشاندہی مفکر اسلام علامہ اقبال نے یوں کی ہے۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کر سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

ہمیں بھی اس اندر کے بت سے ہر وقت بچتے رہنا چاہیے۔

سب سے بڑا بت

اسلام نے اسے سب سے بڑا بت قرار دیا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ماتحت ظل السماء من اله يعبد من دون الله اعظم عند الله من هوى متبع

(المعجم الكبير، للطبرانی)

آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے ہاں اتباع خواہش سے بڑا کوئی ایسا خدا نہیں جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہلاک کرنے والی

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں۔

۱۔ خلوت وجلوت میں خوف خدا

۲۔ حالت فقر وغنا میں میانہ روی

۳۔ حالت رضا وغضب میں انصاف

اور تین چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں۔

۱۔ بخل کی عادت

۲۔ خواہش نفس کی اتباع،

۳۔ اپنی رائے کو ہی اچھا جاننا

ضل اور ینطق کا اہم فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر آپ ﷺ کی عظمت وشان کے لیے ضل ماضی اور ینطق مضارع ذکر کیا تاکہ تمام احوال میں آپ کا صدق وعصمت واضح ہو جائے، امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں ان الفاظ میں نہایت ہی حسن ہے کیونکہ ان سے واضح کر دیا گیا کہ بچپن سے لے کر کوئی بھی برائی آپ کے قریب نہیں آئی۔

فلم یکن اولاً ضالا ولا غاویا وصار الان منقذا من الضلالة و مرشدا وھادیا.

آپ ﷺ تو ابتداً ہی گمراہ اور غلط نہ تھے اب تو آپ ﷺ گمراہی سے نجات دینے والے اور ہادی ور ہنمائی فرمانے والے ہیں۔

(مفاتیح الغیب، پ ۲۷، ۲۳۴)

علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰) نے الکشف کے حوالہ سے اس نکتہ کو یوں تحریر کیا ہے۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

لم یکن سابقة غواية وضلال منذ تمیز و قبل تحنکه و استنبائه لم یکن له نطق عن الهوی کیف و قد تحنک و نبی

جب آپ ﷺ بلوغ سے اور نبوت کی گھٹی سے پہلے گمراہی پر نہ تھے اور خواہش سے نہ بولتے تھے تو نبی بنائے جانے کے بعد ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟

(روح المعانی، پ ۲۸، ۲۷)

ان هو الا وحی یوحی (یہ تو وحی ہے جو کی جاتی ہے)

ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو آراء ہیں۔

ا۔اس کا مرجع قرآن ہے یعنی قرآن سراپا وحی ہے۔

۲۔اس کا مرجع نطق ہے یعنی آپ ﷺ کا ہر مبارک قول سراپا وحی ہے۔

دونوں ہی آراء درست ہیں مگر دوسری رائے احسن ہے کیونکہ اسے قرآن تک ہی محدود رکھنا خلاف ظاہر ہے اس لیے اہل علم نے یہ تصریح کی ہے۔

وهذا احسن من قول من جعل الضمیر عائدا الی القرآن فانه یعم نطقه بالقرآن والسنة وان حکمها وحی و سیاق الکلام یرشد هذا المعنی

یہ اس قول سے احسن ہے کہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے کیونکہ یہ قرآن و سنت دونوں کو شامل اور دونوں وحی ہیں سیاق کلام بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے۔

(المعراج الکبیر، ۲۴)

اہم فائدہ، حدیث بھی وحی ہے۔

جب آپ ﷺ کا نطق سراپا وحی ہے تو اب قرآن کے ساتھ ساتھ سنت بھی بلاشبہ وحی ہوگی ہاں قرآن وحی جلی اور سنت وحی خفی، سنن دارمی میں یحیی بن کثیر سے ہے

کان جبریل ینزل علی النبی ﷺ بالسنة کما ینزل علیه بالقرآن — جبریل امین حضور ﷺ پر اس طرح سنت لے کر آتے جیسے قرآن لے کر آتے تھے۔

حضرت حسان بن عطیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے، سنن ابو داؤد میں حضرت مقدام بن معدیکرب سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

الا انی اوتیت القرآن و مثله — سنو مجھے قرآن اور اس کی مثل عطا کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے میں حضور ﷺ کی ہر بات نوٹ کیا کرتا تا کہ انہیں محفوظ کرلوں کچھ لوگوں نے یہ کہتے ہوئے منع کیا کہ رسول اللہ بشر ہیں کبھی حالت غضب میں ہوتے ہیں اور کبھی حالت خوشی میں، میں نے ارشادات عالیہ لکھنا ترک کر دیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا لکھا کرو۔

فوالذی نفس بیده ماخرج الاحق — قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میرے منہ سے حق نکلتا ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

مایخرج منی الاحقا — مجھ سے حق کے سوا کچھ صادر نہیں ہوسکتا۔

(مسند احمد، سنن ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں حق ہی کہتا ہوں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ مزاح بھی تو فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

انی لااقول الا حقا — میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

الغرض دونوں طبقات مانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے منہ سے نکلنے والی ہر بات حق ہے اور اس میں خواہش نفس کا دخل نہیں۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

اجتہاد نبوی وحی ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے اجتہاد کیا؟ اس بارے میں دو آرا ہیں۔

ا۔ آپ ﷺ نے کبھی اجتہاد نہیں کیا، سابقہ آیت بھی ان کی دلیل ہے۔

۲۔ آپ ﷺ نے اجتہاد کیا، دوسری رائے والوں میں اختلاف ہے،

ا۔ کچھ کا کہنا یہ ہے آپ ﷺ کے اجتہاد میں خطا ممکن ہی نہیں،

۲۔ جبکہ کچھ کہتے ہیں خطا ممکن ہے مگر اس پر اقرار نہیں رہ سکتا۔

علماء احناف کی یہی رائے ہے، جمہور علماء کے نزدیک آپ ﷺ سے اجتہاد ثابت ہے خواہ وہ دنیاوی امور ہیں یا دینی، اس پر سارے متفق ہیں کہ نبی کا اجتہادی خطا پر اقرار نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فی الفور انہیں آگاہ فرما دیتا۔ امت کے مجتہدین اور آپ ﷺ کے اجتہاد میں یہی بنیادی فرق ہے یہ خطا پر قائم رہ سکتے ہیں جبکہ آپ ﷺ ہرگز اس پر قائم نہیں رہ سکتے اس لیے آپ ﷺ کا مقدس اجتہاد وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ علماء احناف اسے وحی باطنی قرار دیتے ہیں لہذا امت پر آپ ﷺ کے اجتہاد پر عمل بھی لازم ہے۔ اگر ذہن میں جائے آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر صحابہ سے مشورہ کیا اور اپنی رائے میں تبدیلی فرمائی؟ اس سلسلہ میں گزارش ہے متعدد وحی بھی منسوخ ہوتی ہے یقیناً یہ تمام عمل امت کی تعلیم کی خاطر ہے اگر آپ ﷺ ایسے نہ کرتے تو امت کے لیے یہ پریشانی بن جاتی بلکہ اگر ان واقعات کی گہرائی میں اتر کر دیکھا جائے تو ان سے آپ ﷺ کا مقام آشکار ہوتا ہے مثلاً منافقین کو اجازت دینے پر عفا اللہ عنک فرمایا کچھ لوگ تو کہیں گے یہ آپ ﷺ کے لیے جھڑک وعتاب ہے مگر اہل تحقیق نے آشکار کیا یہ پیار کا جملہ ہے آپ ﷺ کا عمل بیان کرنے سے پہلے یہ جملہ ذکر کر دیا تا کہ محبوب ﷺ پریشان نہ ہوں اس لیے انھوں نے کہا تمام انبیاء میں یہ آپ ﷺ کی ہی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلانے سے پہلے یہ جملہ نازل کیا، توجہ دلانا عتاب نہیں بلکہ محبت ہوتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

علمه شدید القوی (زبردست قوتوں والے نے اسے سکھایا)

اکثر مفسرین نے اس سے حضرت جبریل امین جبکہ امام حسن بصری اس سے ذات الٰہی مراد لیتے ہیں علامہ محمود آلوسی رقمطراز ہیں۔

ان شدید القوی هو الله تعالیٰ
شدید القوی سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے

(روح المعانی پ ۲۷، ۴۷)

(فتح البیان پ ۲۷، ۴۴۷)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے دیگر اقوال کو لیا ہی نہیں بلکہ لکھا

ای ذو قوة شديدة وهو الله تعالى ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين وقوله تعالى وعلمک مالم تكن تعلم وقوله تعالىٰ الرحمن علم القران

یعنی وہ قوت شدیدہ کا مالک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے اس کے بارے میں ہے رزاق ہے اور صاحب قوت متین ہے اس پر علمک مالم تکن تعلم اور الرحمٰن علم القران بھی شاہد ہے۔

(تفسیر القرآن بکلام الرحمان، ۴۴۵)

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

ذو مرة (جو بڑا دانا ہے)

اس کا مفہوم عقل میں کامل اور رائے میں صائب ہونا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا ترجمہ حسین وجمیل منقول ہے شدید القوی سے قوت علم اور ذو مرہ سے قوت جسم بھی مراد لی جا سکتی ہے امام حسن بصری کے نزدیک شدید القوی اور ذو مرہ اللہ کی صفات ہیں، اللہ تعالیٰ زبردست قوتوں والا اور دانا ہے اس نے اپنے نبی کو قرآن کی تعلیم دی

فاستوی وهو بالافق الاعلى (پھر اس نے قصد کیا اور سب سے بلند کنارہ پہ تھے)

اکثر مفسرین کے نزدیک فاستویٰ کا فاعل حضرت جبریل امین ہی ہیں لیکن امام حسن بصری کی تحقیق کے مطابق ان ضمائر کا مرجع بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

علی معنی العظمة و القدرة والسلطان (المعراج الکبیر، ۲۸)

تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور بادشاہی ہے۔

اگر جبریل امین مراد ہوں تو مفہوم ہوگا کہ وہ صورت اصلیہ میں ظاہر ہوئے روایات میں موجود ہے آپ ﷺ نے انہیں اصلی حالت میں دو دفعہ دیکھا ایک مرتبہ زمین پر اور دوسری دفعہ آسمانوں پر معراج کے وقت۔

خصوصیت نبوی

یہاں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر تعلیمات شریعت حضرت جبریل علیہ السلام ہی لاتے رہے ہیں مگر انہیں اصلی حالت میں کسی نبی نے نہیں دیکھا انہیں اصل حالت میں دیکھنے کی خصوصیت بھی حضور ﷺ کو ہی حاصل ہے امام نجم الدین الغیطی رقمطراز ہیں۔

ولم یر جبریل علیه السلام احد من الانبیاء من تلک الصورة الانبینا ﷺ تینک المرتین.

(المعراج الکبیر، ۲۸)

اس اصل صورت میں حضور ﷺ کے علاوہ جبریل علیہ السلام کو کسی نبی نے نہیں دیکھا۔

ثم دنا فتدلی (پھر قریب ہوا اور قریب ہوا)

حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ دنا کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے امام مکی اور ماوردی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا۔

NafseIslam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

هو الرب دنا محمد ﷺ — رب العزت کی ذات محمد ﷺ کے قریب ہوئی

(الشفاء، ۱، ۲۷۰)

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

دنا الجبار رب العزة — جبار رب العزت قریب ہوا۔

(البخاری، کتاب التوحید)

امام طبری اور دیگر مفسرین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے۔

فدنا ربک عزوجل فکان قاب قوسین او ادنی — تو تمہارا رب عزوجل قریب ہوا اور فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم ہوگیا

(جامع البیان پ۲۷، ۲۲)

ولقد راہ نزلة اخری کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں مروی ہے۔

دنا منه ربه — حضور کا رب آپ کے قریب ہوا

حافظ ابن حجر عسقلانی نے دلائل النبوۃ للبیہقی، کے حوالہ سے روایت نقل کر کے کہا۔

هذا سند حسن وهو شاهد قوی لروایة شریک — یہ سند حسن ہے اور یہ روایت شریک پر قوی شاہد ہے۔

(فتح الباری، ۱۳)

روایت شریک سے مراد بخاری کی روایت دنا الجبار رب العزة (جبار رب العزۃ قریب ہوا) ہے جس پر تفصیلی گفتگو آرہی ہے۔

امام قرطبی نے بھی انہی سے یہ الفاظ ذکر کیے۔

دنا الله سبحانه و تعالیٰ — اللہ سبحانہ وتعالیٰ قریب ہوا

(الجامع لاحکام القرآن)

WWW.NAFSEISLAM.COM

واضح رہے اگر یہاں قرب جبریل مراد ہو تو یہ قرب حسی ہوگا، اگر قرب الٰہی مراد لیا جائے تو یہ قرب معنوی ہوگا کیونکہ حسی قرب سے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پاک ہے۔ قاضی عیاض، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس قرب معنوی کو آشکار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

انما دنو النبی ﷺ من ربه و قربه منه ابانة عظیم منزلته و تشریف رتبته واشراق انوار معرفته ومشاهدة اسرار غیبه و قدرته.

حضور ﷺ کا اپنے رب سے دنو و قرب سے مراد آپ کا عظیم مرتبہ، بلند رتبہ، انوار و معرفت کا ظہور، اس کے غیوب و قدرت کے اسرار کا مشاہدہ ہے،

(الشفاء، ۱، ۲۷۲)

امام نجم الدین الغیطی نے بھی اس بات کو واضح کرتے ہوئے لکھا، قرب الٰہی مراد لینے کی صورت میں

لم یقل احد ان المراد الدنو من الله حسا کما قد یتوهمه من یقول بالجهة بل من تعظیم المنزلة و تشریف الرتبة واشراق انوار المعرفة و مشاهدة اسرار الغیب و القدرة وبسط الامن والاکرام.

کسی نے بھی یہ قول نہیں کیا کہ اللہ کے قرب سے مراد حسی قرب ہے جیسا کہ باری تعالیٰ کے لیے جہت ماننے والوں کا وہم ہے بلکہ اس سے عظمت منزلت، بلندی مقام، انوار معرفت کا حصول، اسرار غیب و قدرت کا مشاہدہ اور اکرام و عزت کی بہتات مراد ہے۔

(المعراج الکبیر، ۲۹)

یعنی جس طرح دیگر مقامات پر توجیہہ کی جاتی ہے مثلاً ینزل ربنا الی سماء الدنیا (ہمارا رب آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتا ہے) من تقرب شبرا تقربت عنه ذراعا و

من اتانی یمشی اتیتہ بھرولۃ (جوایک بالشت میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ آتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں)

یہاں یہی تاویل کرنا ضروری ہے۔

فکان قاب قوسین او ادنی (تو ہو گئے دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا)

معراج کے شایان شان یہی ہے کہ یہاں اللہ و رسول کا قرب مراد لیا جائے، اگر جبریل امین کا قرب مراد ہو تو پھر یہ اشکال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی دو زانو ہو کر آپ کی خدمت میں بیٹھتے تھے، شب معراج ان کا قرب چہ معنی دارد؟ اگر چہ اس کا جواب اہل علم نے یہ دیا ہے کہ اس موقعہ پر جبریل امین سے اصلی حالت میں قرب ہوا لیکن وہ تو زمین پر بھی آپ ﷺ کو پہلے حاصل ہو چکا تھا، اگر دونوں قرب مان لیں تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا اس پر تفصیلی گفتگو دیدار الٰہی کے باب میں آ رہی ہے یہاں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ایک اقتباس سامنے لے آتے ہیں جو معاملہ کو آشکار کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے لکھتے ہیں۔

ان الدنو و التدلی من جبریل علیہ السلام و کونہ قاب قوسین او ادنی لیس کمالا للنبی علیہ السلام فان النبی علیہ السلام کان افضل من جبریل علیہ السلام قال رسول اللہ ﷺ وزیر ای فی السماء جبریل و میکائیل۔ (المظہری، پ ۲۷، ۱۰۶)

حضرت جبریل علیہ السلام کا دو کمانوں سے بڑھ کر قریب ہونا حضور ﷺ کے لیے کمال نہیں کیونکہ آپ ﷺ جبریل امین سے افضل ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان پر میرے دو وزیر جبریل و میکائیل ہیں۔

فاوحی الی عبدہ ما اوحی (پس اللہ نے وحی کی اپنے بندے پر جو کرنا تھی)

یہاں بھی دو آراء ہیں کہ اوحی کا فاعل کون ہے؟ اکثر محدثین ومفسرین کرام کی رائے یہی ہے کہ اس کا فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ حدیث مرفوع میں اوحی کا فاعل ذات الٰہی ہونے پر تصریح ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

فاوحی اللہ الی مااوحی ففرض علی خمسین صلاۃ فی کل یوم ولیلۃ (مسلم ، کتاب الایمان)

اللہ نے وحی کی مجھ پر جو وحی کی تو پھر مجھ پر ہر دن ورات میں پچاس نمازیں فرض کردیں۔

(مسند احمد)

حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) اسی کو واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وکلام اکثر المفسرین من السلف یدل علی ان الذی اوحی ھو اللہ اوحی الی عبدہ محمد

اسلاف مفسرین اکثریت کی گفتگو یہی بتاتی ہے کہ اوحیٰ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے حضور ﷺ پر وحی فرمائی۔

(فتح الباری، ۴۹۶،۸)

WWW.NAFSEISLAM.COM

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں شب معراج آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ کلام کا شرف پانے پر تقریباً اجماع ہے۔

فحصل لہ التکلیم من الرب عزوجل لیلتئذ وائمۃ السنۃ کالمطبقین علی ھذا (البدایہ)

اس رات آپ ﷺ کو اپنے رب سے کلام کا شرف ملا اس پر تمام اہل سنت کے ائمہ کا تقریباً اجماع واتفاق ہے۔

جب یہاں اوحیٰ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے تو دنا کا فاعل بھی اسے ہی بنانا چاہیے تاکہ

انتشار ضمائر لازم نہ آئے۔

وہاں کی گفتگو

وہاں معبود و عبد اور مطلوب و طالب کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟ اس بارے میں متعدد اقوال ہیں۔

ا۔عطاء نماز،۲۔آپ کو بتایا گیا آپ سے پہلے کوئی نبی اور آپ کی امت سے پہلے کوئی امت بھی جنت میں داخل نہ ہوگی ۔۳۔ ما کو عموم پر رکھا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے وہاں جو گفتگو ہوئی اللہ ورسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

ما کذب الفواد ما رای (نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا)

فواد قلب نبوی اور رأی کا فاعل حضور ﷺ ہیں مفہوم یہ ہوا آپ کے قلب انور نے تصدیق کی جس کا آپ کی آنکھوں نے مشاہدہ کیا کہ آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں یہ حقیقت ہے یہ نظر کا فریب نہیں، نگاہوں نے دھوکا نہیں کھایا کہ حقیقت کچھ اور ہو اور نظر کچھ آرہا ہو، ہ شخص کو کبھی نہ کبھی اس صورت حال سے واسطہ پڑتا ہے کہ آنکھوں کو تو کچھ نظر آتا ہے لیکن دل اسے ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا یہاں واضح کیا جارہا ہے کہ یہاں ہرگز ایسی صورت نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ کے اس مشاہدے کی تصدیق و تصویب ہے تاکہ کوئی اس مشاہدے کو دل کی خیال آرائی اور نفس کا فریب نہ سمجھے، یہ فریب نفس اور دھوکا نہیں بلکہ فی الحقیقت حضور ﷺ کا مشاہدہ ہے۔

مشاہدہ کس کا؟

مشاہدہ کس کا مراد ہے؟ اختلاف ہے بعض صحابہ حضرت جبریل کا مشاہدہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بعض کے نزدیک دیدار الٰہی مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت ابو امامہ

رضی اللہ عنہم سے منقول ہے، تفصیل کے لیے دیدار الٰہی کا باب آ رہا ہے۔

یہاں صرف امام نووی کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول

رأی جبریل له ستمائة جناح — آپ نے جبریل کو چھ صد پروں کے ساتھ دیکھا

کے تحت لکھتے ہیں۔

هذا الذی قاله عبد الله هو مذهبه فی هذه الایة و ذهب الجمهور من المفسرین ان المراد انه رأی سبحانه و تعالیٰ — یہ اس آیت کے تحت حضرت عبد اللہ کا قول ہے لیکن جمہور مفسرین کہتے ہیں یہاں مراد دیدار الٰہی ہے۔

(شرح مسلم، ۱، ۹۷)

افتمارونه علی مایری (تو کیا تم اس چیز پر جھگڑے ہو جس کا وہ مشاہدہ کر رہے ہیں)

یہ مخالفین کو مخاطب کر کے ان کی ملامت فرمائی کہ کیا تم اس نبی سے اس کے مشاہدات میں جھگڑتے ہو؟ وہ جو کچھ آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور کانوں سے سنتے ہیں اس سے تمہیں آگاہ کر رہے ہیں اگر چہ یہ چیز تم کو نظر نہیں آتی تو اس سے نفس حقیقت باطل نہیں ہو جائے گی۔

ولقدرأه نزلة اخری (اور یقیناً انھوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا)

یعنی نبی کا مشاہدہ فقط ایک بار نہیں کہ اس کی وجہ سے اس کو کوئی واہمہ یا مغالطہ قرار دے دیا جائے بلکہ اسی طرح انھوں نے دوبارہ بھی مشاہدہ کیا یہاں بھی دونوں آراء ہیں قرب جبریل ماننے والے کہتے ہیں آپ ﷺ نے جبریل امین کو اصل حالت میں دو دفعہ

دیکھا لیکن قرب الٰہی قرار دینے والے کہتے ہیں یہ دونوں دفعہ مشاہدہ باری تعالیٰ کا حاصل ہوا، امام نجم الدین الغیطی رقمطراز ہیں راٰہ کی ضمیر کے مرجع میں اختلاف ہے۔

فقال ابن مسعود و عائشة و مجاهد هو عائد على جبريل وقال ابن عباس و كعب الاحبار هو عائد على الله تعالىٰ

حضرت ابن مسعود، حضرت عائشہ، مجاہد کہتے ہیں یہ جبریل امین کی طرف لوٹتی ہے، حضرت ابن عباس اور حضرت کعب الاحبار کے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔

(المعراج الکبیر، ۳۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

رأى محمد ﷺ ربه مرتين

حضور ﷺ نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

نظر محمد الى ربه جعل الكلام لموسىٰ والخلة لابراهيم والنظر لمحمد ﷺ

حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا، اس نے کلام حضرت موسیٰ، خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے اور دیدار حضور ﷺ کو عطا فرمایا

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

روى الطبراني في الاوسط باسناد قوى

امام طبرانی نے سند قوی سے اسے روایت کیا ہے

(اوسط للطبرانی بحوالہ فتح الباری، ۷، ۴۷۱)

عند سدرة المنتهیٰ (سدرۃ المنتہیٰ کے پاس)

یہ دوسری دفعہ مشاہدہ کے مقام کا تذکرہ ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوا۔ سدرہ عربی زبان میں بیری کے درخت کو کہا جاتا ہے یہ مقام کہاں ہے؟ اس کے بارے میں صحابہ

سے دو آراء منقول ہیں۔ ا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ یہ چھٹے آسمان پر ہے۔ مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ سدرہ پر تشریف فرما ہوئے۔

وهي في السماء السادسة — اور یہ چھٹے آسمان پر ہے

۲۔ لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا مقدس فرمان روایت کیا ہے۔

ثم صعدبی فوق سبع سموات فاتينا سدرة المنتهى — پھر چھٹے آسمان سے اوپر لے جایا گیا اور پھر سدرۃ المنتہیٰ پر جا پہنچے۔

(سنن النسائی، باب فرض الصلاۃ)

اس لیے ساتویں آسمان پر ہونے کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا فرمان ہے۔

دونوں میں تطبیق

کچھ محدثین نے ان میں یوں موافقت بیان کی کہ اس کی اصل چھٹے پر جبکہ شاخیں وغیرہ ساتویں پر ہیں۔ شارح مسلم امام نووی (المتوفی ۶۷۲) رقمطراز ہیں۔

ويمكن ان يجمع بينهما فيكون اصلها في السادسة و معظمها في السابعة — ان کے درمیان یوں موافقت ممکن ہے کہ اس کی اصل چھٹے میں اور بڑا حصہ ساتویں میں ہے۔

اور اس سے آگے شیخ خلیل کے حوالہ سے لکھا۔

هي سدرة في السماء السابعة قد اظلت السموات والجنة — سدرۃ ساتویں پر ہے اور اس نے آسمانوں اور جنت کو ڈھانپ رکھا ہے۔

(شرح مسلم، ۱، ۹۷)

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن حجر عسقلانی، امام قرطبی کے حوالہ سے احادیث میں تعارض ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہاں کوئی تعارض نہیں۔

لانہ یحمل علی ان اصلھا فی السماء السادسة و اغصانھا و فروعھا فی السابعة ولیس فی السادسة منھا الا اصل ساقھا.

کیونکہ ممکن ہے اس کی اصل چھٹے میں، اس کی شاخیں ساتویں پر ہوں تو چھٹے پر صرف اس کی جڑیں ہوں۔

(فتح الباری، ۷، ۱۹۹)

شیخ مقاتل کا قول ہے۔

ھی عن یمین العرش

یہ عرش کے دائیں طرف ہے

(وھو بالافق الاعلیٰ، ۵۳)

بعض مفسرین کی رائے ہے سورۃ الرعد میں جس طوبیٰ کا ذکر ہے۔

الذین امنوا و عملوا الصلحت طوبی لھم و حسن ماب

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے طوبیٰ اور حسن انجام ہے۔

(الرعد، ۲۸)

اس سے مراد سدرہ ہی ہے اس کے بارے میں روایات میں آیا ہے اگر اس کا ایک پتہ زمین پر رکھ دیا جائے

لاضآت لاھل الارض

تو وہ اہل زمین کو روشن کردے

چار انہار

اس کے اصل سے چار انہار نکلتی ہیں، دو ظاہری نیل اور فرات اور دو باطنی جو جنت میں بہتی ہیں۔ امام نووی نے شیخ مقاتل کے حوالہ سے ان دونوں کے بارے میں لکھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

الباطنان هما السلسبیل والکوثر باطنی نہریں سلسبیل اور کوثر ہیں۔

(شرح مسلم، ۱، ۹۴)

نام کی وجہ

اس مقام کو المنتہیٰ کہنے کی متعدد وجوہ بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ ملائکہ کا علم یہاں تک ہی ہے، امام نووی رقمطراز ہیں۔

قال ابن عباس والمفسرون وغیرھم سمیت سدرة المنتھیٰ لان علم الملائکة ینتھی الیھا ولم یجاوزھا احد الا رسول اللہ ﷺ

سیدنا ابن عباس، مفسرین اور دیگر نے سدرۃ المنتہیٰ کہنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ملائکہ کا علم یہاں تک ہی ہے اور اس سے آگے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں گیا۔

۲۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ یہ منقول ہے کہ اوپر سے اور نیچے سے جو چیز آتی ہے وہ وہاں رک جاتی ہے۔

۳۔ مخلوق کا علم یہاں تک ہی ہے اس سے آگے غیب ہے۔

لایعلمہ الا اللہ تعالیٰ اومن اعلمہ

(المعراج الکبیر، ۳۵)

اسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا جسے وہ آگاہ فرما دے

۴۔ حضور ﷺ کی شریعت کی کامل اتباع کرنے والوں کی یہ آخری منزل ہے۔

معلوم ہوتا ہے یہ بیری کا درخت عالم ناسوت اور عالم لاہوت کے درمیان ایک حد فاصل ہے ہمارے لیے یہ سارا عالم نادیدہ ہے، نہ ہم عالم ناسوت اور عالم لاہوت کے حدود کو جانتے اور نہ ان دونوں کے درمیان اس نشان فاصل کی حقیقت سے آگاہ ہیں جس کو یہاں سدرہ سے تعبیر فرمایا گیا، حضور ﷺ کو اس کا بھی مشاہدہ عطا فرمایا گیا۔

عندھا جنۃ الماوی (اس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے)

جیسے سدرہ عالم ناسوت کی انتہا ہے جنت عالم لاہوت کا نقطہ آغاز ہے۔

۱۔ حضرت ابن عباس اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ

تاوی الیھا ارواح الشھداء یہ ارواح شہداء کا ٹھکانہ ہے۔

۲۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کا مرکز ہے۔

۳۔ بعض کی رائے کے مطابق یہ تمام اہل ایمان کا ٹھکانہ ہے اور یہ عرش کے نیچے ہے۔

۴۔ سیدہ عائشہ اور حضرت زر بن جیش رضی اللہ عنہما سے ہے یہ ایک جنت ہے۔

اذ یغشی السدرۃ ما یغشی (جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا)

یہ ان انوار و تجلیات کی طرف اشارہ ہے جن کے ہجوم نے سدرہ کو ڈھانپ رکھا تھا ان کے بیان کے لیے نہ کسی لغت میں کوئی لفظ موجود ہے اور نہ اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کسی میں طاقت ہے، احادیث مبارکہ میں متعدد الفاظ سے اس کی تفصیل آئی ہے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا سدرہ کو نور نے ڈھانپ رکھا ہے اور اس کے ہر پتہ پر فرشتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے، ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

غشیھا من نور اللہ عزوجل حتی ما یستطیع احد ینظر الیھا اسے اللہ عزوجل کے نور نے اس قدر ڈھانپ رکھا ہے کہ اسے دیکھنے کی کسی میں طاقت نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے۔

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

فما احد من خلق یستطیع انه ینعتها من حسنها — مخلوق میں سے کوئی اس کے حسن کے بیان کی طاقت نہیں رکھتا۔

(المظھری، پ ۲۷، ۱۱۳)

امام عبد بن حمید نے سلمہ بن وعران سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا فرشتوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا، ہم تمام حضور ﷺ کی زیارت کا شرف پانا چاہتے ہیں۔

فاذن لھم فغشیت الملائکة السدرة ینظروا الی النبی ﷺ — انہیں اجازت ملی تو وہ سدرہ پر جمع ہو گئے تا کہ حبیب خدا ﷺ کی زیارت کا شرف پا سکیں۔

(الدر المنشور)

ما زاغ البصر و ما طغی (نہ نگاہ چوندھیائی اور نہ حد سے بڑھی)

یہ نگاہ نبوی کا شان و کمال بیان ہوا، یہاں ایک طرف رسول اللہ ﷺ کے کمال تحمل کا بیان ہے کہ اس قدر انوار و تجلیات کے باوجود آپ کی نگاہ میں کوئی چکا چوند پیدا نہ ہوئی اور آپ پورے سکون کے ساتھ انہیں دیکھتے رہے دوسری طرف آپ کے کمال ضبط و یکسوئی کا اظہار ہے کہ جس مقصد کے لیے آپ کو بلایا گیا اس پر آپ کا ذہن اور اپنی نگاہ کو مرکوز کیے رہے اور حیرت انگیز مناظر ہونے کے باوجود ان کی طرف آپ متوجہ بھی نہ ہوئے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ان الفاظ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

مامال بصر النبی ﷺ یمیناً و لا شمالاً وما اخطی فی النظر بل اثبته اثباتاً صحیحاً وما طغی ای ماجاوز عن المحبوب الی غیره — حضور ﷺ کی نگاہ مقدس دائیں بائیں نہ پھری اور نہ ہی دیکھنے میں کمی کی بلکہ اسے آپ ﷺ نے نہایت ہی تحمل سے ثابت رکھا، و ما طغی یعنی اس نے محبوب کے علاوہ کسی طرف تجاوز نہ کیا۔

(المظھری، پ ۲۷، ۱۱۳)

ذہن و نگاہ، مقصد کی طرف مرکوز رہنے پر حضرت ملا علی قاری کی ایک گفتگو نہایت ہی

اہم اور قابل مطالعہ ہے، حدیث معراج میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل امین نے کہا یہ تمہارے والد ابراہیم ہیں انہیں سلام کہو تو میں نے سلام کیا اور انھوں نے جواب دیا اس پر موصوف لکھتے ہیں۔

كان نبينا عليه السلام كان في الاستغراق التام و مشاهدة المرام غافلاً عن الانام كما اشار اليه سبحانه و تعالىٰ بقوله مازاغ البصر و ما طغى حتى احتاج في كل من المقام الى تعليم جبريل بالسلام

(مرقاۃ المفاتیح، ۱۰، ۱۶)

گویا ہمارے نبی ﷺ اس وقت کامل حالت استغراق اور مشاہدہ مقصد کی طرف متوجہ اور تمام مخلوق سے بے نیاز تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرف اشارہ فرمایا، مازاغ البصر وما طغی اس وجہ سے ہر مقام پر جبریل امین کے سلام کہلوانے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت پیش آئی۔

لقد رایٔ من آیات ربه الکبریٰ (بلاشبہ انھوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)

سورۂ اسراء میں ارشاد مبارک تھا "لنریه من ایاتنا" تا کہ ہم اپنی آیات کا مشاہدہ کروائیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

یہاں الفاظ میں "آیات ربه الکبری" اپنے رب کی آیات کا آپ نے مشاہدہ کیا، یاد رہے آیات الٰہیہ اور دیگر آیات میں زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ دیگر تمام نشانیاں، ان میں سے کسی ایک کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔

حافظ ابن کثیر اور امام رازی نے یہاں لکھا کہ دونوں مقامات کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ دیدار الٰہی نہیں ہوا ورنہ آیات کی جگہ دیدار ذات کا تذکرہ کیا جاتا کیونکہ سب سے بڑی نعمت تو وہی تھی اس کے جواب میں مفسرین نے کہا۔

لادلالة فی عدم ذکر الرؤیة فی الایتین علی عدم وقوعها لاحتمال انها وقعت و کتمت خوفا من الانکار

دونوں آیات میں عدم ذکر رویئت کی عدم وقوع رویئت پر دلالت نہیں کیونکہ ممکن ہے رویئت و دیدار ہوا مگر اسے خوف انکار کی وجہ سے مخفی رکھا ہو

(المعراج الکبیر، ۴۰)

یہاں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی گفتگو نہایت ہی قابل مطالعہ ہے، سوال اٹھاتے ہیں یہ آیت تائید کر رہی ہے کہ دیدار الٰہی نہیں بلکہ ملاقات جبریل ہی مراد ہے۔

لان رؤیة الایات غیر رؤیة الذات

کیونکہ رویت آیات، ذات کی رویت کا غیر ہے

اس کا جواب دیتے ہیں کہ آیات کی رویت، ذات کی رویت کے منافی نہیں۔

بل الایات قد یتجلی فیہ الذات کما ان الشمس یتجلی فی المراۃ

بلکہ آیات میں ذات روشن ہوتی ہے جیسا کہ شمس آئینہ میں۔

اس پر سوال ہوا پہلے تم نے "و ما طغی" کا ترجمہ کیا تھا نگاہ نے محبوب کے دیدار سے تجاوز نہیں کیا۔

فکیف یتصور رؤیة الایات

تو یہ رویئت آیات کا کیا معنی؟

جواب دیا اور خوب دیا۔

المقصود من رؤیة الایات انما ھی الذات و من ثم تکون الایات مرأۃ للذات فحین رأی الایات جاوز نظرہ عنھا الی الذات و حین رأی الذات لم یتجاوز عنہ الی غیرہ اصلا

رویت آیات سے مقصود ذات ہی ہے، یہی وجہ ہے کہ آیات، ذات کے لیے آئینہ ہوتی ہیں، جب آپ نے آیات دیکھیں اور آپ کی نگاہ ان سے گزر کر ذات پر گئی اور جب ذات کا دیدار کیا تو پھر نگاہ کسی طرف متوجہ نہ ہوئی۔

(المظھری. پ ۲۷، ۱۱۴)

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب ۳

معراج اور احادیث

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس براق لایا گیا جس کا رنگ سفید، حمار سے بڑھا اور خچر سے چھوٹا تھا، اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا، اس پر سوار ہوکر بیت المقدس پہنچا، میں نے اسے اس حلقہ کے ساتھ باندھا جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے، میں نے مسجد میں داخل ہوکر دو رکعتیں ادا کیں پھر نکلا، جبریل امین شراب اور دودھ کا برتن لائے میں نے دودھ کو منتخب کیا جبریل کہنے لگے آپ نے فطرت کو چنا ہے، پھر مجھے آسمان دنیا کی طرف بلند کیا گیا، جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے میرا نام لیا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی، انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعائیں دیں، پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل نے دستک دی پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں، ہمارے لیے دروازہ کھلا تو وہاں میری ملاقات حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰ علیہم السلام سے ہوئی، دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعا دی، پھر میں تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے میرا نام لیا محمد ﷺ پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے، دروازہ کھولا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ہماری ملاقات ہوئی انہیں حسن کا ایک حصہ عطا کیا گیا ہے، انھوں نے مجھے خوش آمدید کہتے ہوئے دعا دی۔ پھر میں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا

WWW.NAFSEISLAM.COM

گیا ہے، ہمرے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے بھی مرحبا کہا اور دعا دی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ورفعنا مکانا علیا اور ہم نے اسے بلند جگہ کی طرف اٹھایا

(مریم،۵۷)

پھر میں پانچویں آسمان کی طرف بلند کیا گیا جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت ہارون نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعا دی، پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں، ہمارے لیے دروازہ کھلا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعا دی، پھر میں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا جو بیت المعمور کے ساتھ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے، وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور وہ دوبارہ نہیں آتے پھر مجھے سدرۃ المنتہٰی پر لے جایا گیا جس کے پتے ہاتھی کے کانوں اور پھل قلال کی طرح تھے فرمایا جب اسے اللہ کے امر نے ڈھانپ لیا جیسے کہ ڈھانپنا تھا تو اس میں تبدیلی آئی اس کے حسن کو مخلوق بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتی فرمایا پھر اس نے میری طرف وحی کی، جو وحی کرنا تھی، مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں میں واپس لوٹا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا انھوں نے پوچھا رب تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے بتایا پچاس نمازیں، کہنے لگے واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرواؤ تمہاری

WWW.NAFSEISLAM.COM

امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، مجھے بنی اسرائیل میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے، میں اپنے رب کی طرف لوٹا اور عرض کیا، اے میرے پروردگار میری امت پر تخفیف فرما تو مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئیں۔ میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور پانچ کی کمی سے آگاہ کیا کہنے لگے تمہاری امت میں اتنی طاقت نہیں واپس اپنے رب کے حضور جاؤ اور کمی کی درخواست کرو۔

فلم ازل ارجع بین ربی و بین موسیٰ — میں اپنے رب اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا

حتیٰ کہ فرمان الٰہی ہوا، یا محمد ﷺ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں ہر نماز کا ثواب دس کے برابر ہے تو یہ پچاس ہو جائیں گی، تو جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن نہ کی تو کوئی شی نہیں لکھی جائے گی، اگر کر لی تو ایک برائی لکھی جائے گی، میں نے واپس آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہنے لگے پھر واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرواؤ، میں نے کہا میں اتنی بار گیا ہوں اب مجھے جاتے ہوئے حیا محسوس ہوتی ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان)

امام سیوطی لکھتے ہیں باب معراج میں یہ روایت سب سے عمدہ اور جید ہے انھوں نے اپنی کتاب الایۃ الکبریٰ کی ابتداء اسی روایت سے کی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث ۲

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ میں تھا ہمارے گھر کی چھت میں سوراخ کیا گیا اور جبریل امین آئے انھوں نے میرا سینہ چاک کر کے اسے ماء زمزم سے غسل دیا پھر سونے کا تھال لایا گیا جو حکمت و ایمان سے مالا مال تھا اسے میرے سینے پر انڈیل کر اسے سی دیا گیا، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان کی طرف لے چلے جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبریل نے خازن سما سے دروازہ کھولنے کا کہا اس نے پوچھا کون ہو؟

بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں دروازہ کھلا، ہم اس کے اوپر گئے تو وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے ان کے دائیں بائیں افراد تھے وہ دائیں دیکھ کر مسکراتے اور بائیں دیکھ کر روتے ہیں، انھوں نے مجھے صالح اور ابن صالح کہہ کر خوش آمدید کہا، میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کے دائیں بائیں ارواح اولاد ہیں، دائیں طرف جنتی جبکہ بائیں طرف دوزخی ہیں اس لیے دائیں طرف دیکھ کر خوش اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔ مجھے دوسرے آسمان کی طرف بلند کیا اور خازن سے دروازہ کھولنے کا کہا تو اس نے بھی پہلے کی طرح سوال و جواب کر کے دروازہ کھولا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم (صلوات اللہ علیہم) کا ذکر کیا لیکن ان کے مقامات کی تفصیل نہیں بتائی البتہ حضرت آدم علیہ السلام سے آسمان دنیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملاقات کا بتایا، فرمایا جب جبریل مجھے لے کر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انھوں نے نبی صالح اور اخ صالح کہہ کر خوش آمدید کہا میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انھوں نے بھی مجھے انہی الفاظ سے مرحبا کہا میرے پوچھنے پر بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میرا گزر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا انھوں نے بھی ایسے ہی کلمات سے خوش آمدید کہا میں نے پوچھا تو بتایا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میرا گزر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا انھوں نے نبی صالح اور ابن صالح کہہ کر مرحبا کہا میں نے پوچھا تو بتایا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ثم عرج بی حتی ظهرت	پھر مجھے اوپر لے جایا گیا حتیٰ کہ ایک میدان آیا
لمستوی اسمع فیه صریف	جہاں میں نے اقلام تقدیر کی آواز سنی۔

الاقلام

پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرما دیں، میں لے کر واپس لوٹا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ بتایا پچاس نمازیں، کہنے لگے اپنے رب کے پاس جا کر کمی کروائیں، تمہاری امت ان کی طاقت نہیں رکھتی، میں واپس حاضر ہوا تو کچھ حصہ کم کیا، میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور بتایا اتنی کم ہوگئیں ہیں، کہنے لگے آپ پھر جائیں امت اتنی طاقت نہیں رکھتی، واپس حاضر ہوا تو کچھ اور کم ہوگئیں میں نے آکر بتایا تو کہنے لگے پھر اپنے رب کے پاس جاؤ ان کی بھی طاقت امت میں نہیں، میں پھر حاضر ہوا تو فرمایا یہ پانچ ہیں۔ میرے ہاں قول میں تبدیلی نہیں آتی، میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا کہنے لگے پھر اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ، میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے پھر میں چلا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ آگئی، اسے جن رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا میں ان کی حقیقت سے آگاہ نہیں، پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا تو وہاں موتیوں کی لڑیاں اور اس کی مٹی کستوری تھی۔ (صحیح البخاری)

حدیث ۳

حضرت شریک بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، جس رات آپ ﷺ کو معراج ہوئی آپ ﷺ کے پاس تین فرشتے نزول وحی سے پہلے آئے اس وقت آپ مسجد حرام میں آرام فرماتھے ان میں سے پہلے نے پوچھا، ان میں سے آپ کون سے ہیں؟ دوسرے نے بتایا درمیان والے اور یہ سب سے افضل ہیں آخر والے نے کہا ان سے افضل کو لے لو، اس رات اتنا ہی ہوا پھر آپ نے انہیں نہ دیکھا حتیٰ کہ وہ کسی دوسری رات آئے۔

آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں سوتیں مگر دل بیدار رہتا، اسی طرح دیگر انبیاء علیہم

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

السلام کی آنکھیں سوتیں مگر دل بیدار رہتا، آج انھوں نے کوئی گفتگو نہ کی آپ ﷺ کو اٹھا کر بئر زمزم کے پاس لائے، ان میں سے جبریل نے آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا اور اپنے ہاتھوں سے زمزم سے دھویا یہاں تک کہ وہ خوب چمک اٹھا، پھر سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان وحکمت سے مالا مال تھا اس سے سینہ اقدس کو بھر دیا گیا اور پھر اسے سی دیا گیا، پھر آپ کو آسمان دنیا پر لے جایا گیا، دستک دی گئی اہل آسمان نے پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا یہ مبعوث کیے گئے ہیں؟ بتایا ہاں، انھوں نے مرحبا کہا۔

یستبشر به اهل السماء اور ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے

اور اہل سماء زمین کے بارے میں نہیں جانتے یہاں تک کہ انہیں نہ بتایا جائے، اس آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام تھے، جبریل نے کہا یہ آپ ﷺ کے والد ہیں انہیں سلام کہیں، آپ ﷺ نے سلام کہا، انھوں نے جواب دیتے ہوئے کہا میرے بیٹے خوش آمدید

نعم الابن انت آپ کیا ہی باکمال بیٹے ہیں۔

وہیں سے دو بڑی نہریں بہہ رہی ہیں، میں نے ان کے بارے میں جبریل سے پوچھا، بتایا یہ نیل وفرات ہیں، ہم آگے گئے تو وہاں ایک اور نہر تھی جس پر موتیوں اور زبرجد کا محل تھا اور اس کی مٹی کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھی، پوچھا جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کیا

هذا الكوثر الذى خباء لک ربک یہ وہ کوثر ہے جو تمہارے رب نے تمہارے لیے محفوظ رکھی ہے۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر گئے، ملائکہ نے پہلے آسمان والوں کی طرح خوش آمدید کہا، پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں تو انھوں نے مرحبا اور اهلاً کہا۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں کے ملائکہ نے بھی پہلے اور دوسرے آسمان والوں کی طرح ہی کیا، پھر چوتھے آسمان پر گئے انھوں

نے بھی اسی طرح کیا، پھر پانچویں پر بھی اسی طرح ہوا، پھر چھٹے پر بھی اسی طرح استقبال ہوا، پھر ساتویں پر گئے وہاں بھی اسی طرح احترام ہوا، ہر آسمان پر حضرات انبیاء علیہم السلام تھے ان کے اس اسماء بتاتے مجھے یہ یاد رہے دوسرے پر حضرت ادریس، چوتھے پر حضرت ہارون، پانچویں پر پیغمبر کا نام یاد نہیں رہا، چھٹے پر حضرت ابراہیم، ساتویں پر حضرت موسیٰ کلام اللہ کی فضیلت کی وجہ سے تھے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں گمان نہیں کر سکتا تھا کہ مجھ سے بھی کوئی بلند ہے، پھر اس کے بعد بلندی ہوئی جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے حتیٰ کہ سدرہ کا مقام آگیا۔

ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى الله اليه فيما اوحى خمسين صلاة كل يوم وليلة

اللہ رب العزت قریب ہوا حتیٰ کہ دو کمانوں سے کم فاصلہ رہ گیا تو اللہ نے وحی کی جو کی اور پچاس نمازیں دن رات میں لازم کیں

اس کے بعد واپسی پر حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے تو پوچھا تمہارے رب نے تم سے کونسا عہد لیا ہے؟ فرمایا پچاس نمازوں کا، عرض کیا تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرواؤ، آپ ﷺ نے جبریل کی طرف مشورہ کی نگاہ سے دیکھا، تو انھوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہوسکتا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

نوٹ: اس روایت پر وارد تمام اعتراضات کا جواب مستقل فصل ''حدیث شریک پر اعتراضات کی حقیقت'' میں ملاحظہ کیجئے۔

حدیث ۴

امام بزار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا جبریل امین نے میرے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھا تو میں ایک

درخت کی طرف اٹھ جس پر پرندہ کا گھونسلہ تھا وہ ایک طرف خود بیٹھ گئے اور دوسری طرف مجھے بٹھایا وہ بلند ہوا حتی کہ خافقین تک پہنچا میں نے آنکھیں کھولیں اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا اچانک جبریل امین کو مثل چادر نمدہ کی طرح دیکھا تو مجھے ان کے علم الٰہی کی اپنے پر فضیلت کی معرفت ہوئی میرے لیے آسمانی دروازہ کھولا گیا۔

فرأیت النور الاعظم و اذا دون — میں نے نور اعظم کی زیارت پائی اور حجاب کے
الحجاب الرفرف ر والیا قوت و — نیچے موتیوں و یاقوت کا بچھونا تھا وہاں مجھ پر جو
اوحی الی ماشاء ان یوحی — چاہا اس نے وحی فرمائی۔

(مجمع الزوئد، ۱، ۷۵)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اگر یہ روایت صحیح ہے تو واقعہ، معراج کے علاوہ کا ہے کیونکہ اس میں نہ بیت المقدس کا ذکر ہے اور آسمانوں کی طرف بلند ہونے کا تذکرہ ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، ۵، ۷۵)

حدیث ۵

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، جبریل امین براق لے کر آپ کی خدمت میں آئے اس نے اپنے کان کھڑے کیے تو جبریل نے کہا اے براق رک جا تجھ پر ان کی مثل ذات سوار نہیں ہوئی، حضور علیہ السلام روانہ ہوئے تو راستہ میں بوڑھی عورت آئی، پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کیا آگے چلیے، کچھ دیر اللہ کی مشیت کے مطابق چلے تو راستہ کی ایک جانب سے راستہ چھوڑنے کی دعوت دی گئی اور کہا ادھر آؤ، جبریل نے کہا حضور آگے چلیے، آپ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق آگے گئے تو ایک مخلوق سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے عرض کیا۔

السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر، جبریل امین نے کہا

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

آپ بھی جواب عنایت فرمائیں تو آپ نے سلام کا جواب دیا، پھر دوسرا گروہ ملا انھوں نے بھی پہلے کی طرح کیا، پھر اسی طرح تیسرے سے ملاقات ہوئی، حتی کہ بیت المقدس پہنچے آپ کی خدمت میں پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا، حضور ﷺ نے دودھ پیا، جبریل نے عرض کیا آپ نے فطرت کو اپنایا، اگر آپ پانی پیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی، اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت اغوا ہو جاتی، پھر حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کو جمع کیا، رسول اللہ ﷺ نے تمام کی امامت کروائی، پھر جبریل امین نے عرض کیا جو راستہ میں بوڑھی عورت دیکھی تھی اب دنیا کی باقی عمر اس بوڑھی عورت کی طرح رہ گئی ہے، راستہ سے آپ کو ہٹا رہا تھا وہ ابلیس تھا جو راستہ سے ہٹانے کی کوشش میں تھا، جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

حدیث ٦

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، شب معراج جبریل امین حضور ﷺ کی خدمت میں سواری لائے جو حمار قد آور خچر سے کم تھی، اس پر آپ کو سوار کیا، اس کا قدم انتہا نگاہ پر پڑتا، بیت المقدس میں اس مقام پر پہنچے جس کا نام باب محمد ہے وہاں پتھر میں جبریل نے سوراخ کیا اور سواری کو باندھا پھر صحن مسجد میں تشریف لائے، عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے حوروں کو دیکھنے کے بارے میں کہیے، فرمایا ٹھیک ہے، عرض کیا صخرہ کے بائیں طرف خواتین کے پاس چلیے اور سلام فرمائیں۔ فرمایا میں نے ان کے پاس آکر سلام کہا انھوں نے بھی سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہنے لگیں ہم حوران بہشتی ہیں، نیک لوگوں کی بیویاں، جو پاکباز رہے استقامت اختیار کرنے والے تھے وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان پر موت نہیں آئے گی وہاں سے لوٹا تو کچھ ہی دیر بعد لوگ جمع ہو گئے، اذان ہوئی، تکبیر کہی گئی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فقمنا صفوفا ننتظر من یؤمنا فاخذ بیدی جبریل فقد منی فصلیت بهم

ہم صفیں بنا کر انتظار کرنے لگے، کون جماعت کرواتا ہے، جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصلی پر کھڑا کر دیا میں نے انہیں جماعت کروائی۔

جب سلام پھیرا تو پوچھا، جانتے ہو آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے والے کون ہیں؟ فرمایا نہیں، عرض کیا

صلی خلفک کل نبی بعثه الله

آپ کی اقتدا میں اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے نماز ادا کی ہے۔

پھر ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف بلند ہوئے، جب دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو فرشتوں نے پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں، دروازہ کھول دیا اور کہا خوش آمدید، آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبریل نے کہا اپنے والد گرامی آدم کو سلام کہیے، میں نے کہا ضرور، میں نے سلام کیا انھوں نے جواباً کہا، میرے بیٹے اور نبی صالح مرحبا، پھر ہم دوسرے آسمان پر گئے وہاں وہی سوال و جواب ہوئے، حضرت عیسیٰ اور ان کے خالہ زاد حضرت یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی، پھر تیسرے آسمان پر سوال و جواب کے بعد دروازہ کھلا تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر چوتھے آسمان پر جانا ہوا وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے، پھر پانچویں آسمان پر چڑھے دروازہ کھلا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے پھر چھٹے آسمان پر گئے، فرشتوں نے خوش آمدید کہا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر ساتویں پر جانا ہوا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو جبریل کہنے لگے اپنے والد ابراہیم کو سلام کہیے، میں نے سلام کیا تو انھوں نے جواباً میرے بیٹے اور نبی صالح مرحبا کہا، پھر ساتویں کی چھت پر چلے وہاں نہر آ گئی جس پر یاقوت وزبرجد کے برتن اور سبز خوبصورت پرندے تھے پوچھا جبریل یہ پرندے بہت

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

خوبصورت ہیں، عرض کیا ان کا تناول کرنا اس سے کہیں لذیذ ہے، پھر پوچھا یہ جانتے ہو یہ نہر کون سی ہے؟ فرمایا نہیں، بتایا یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر رکھی ہے اس کے برتن سونے اور چاندی کے تھے۔

ماء ہ اشد بیاضا من اللبن — اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید

میں نے برتن میں پانی لے کر پیا

فاذا ھوا حلی من العسل و اشد رائحۃ من المسک — تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھا

پھر مجھے درخت کے پاس لے جایا گیا۔

فغشیتنی سحابۃ فیھا من کل لون فرفضنی جبریل و خررت ساجداً للہ عزوجل — مجھے ابر نے ڈھانپ لیا جس میں ہر رنگ تھا، جبریل نے مجھے اوپر بھیج دیا (یعنی مجھے چھوڑ دیا) تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، تو تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تم اور تمہاری امت انہیں بجالائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ثم انجلت عنی السحابۃ واخذ بیدی جبریل — پھر مجھ سے ابر ہٹا تو جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا۔

میں جلدی سے لوٹ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا، انھوں نے کوئی بات نہ کی پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا حضور کیا بنا؟ فرمایا میرے رب نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں ہیں۔ کہنے لگے آپ اور آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتے، واپس اپنے رب کے پاس لوٹ کر کمی کا عرض کرو، میں جلدی سے واپس درخت کے پاس پہنچا۔ فغشیتنی السحابۃ و رفضنی جبریل وخررت

ساجدا اور میں نے عرض کیا، میرے رب آپ نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمادی ہیں میں اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتے لہذا کمی فرمادیجئے، فرمایا میں دس کم کردیتا ہوں۔

ثم انجلت عنی السحابة واخذ بیدی جبریل　　پھر ابر دور ہوا اور جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا

میں واپس حضرت ابراہیم کے پاس آیا انھوں نے کوئی بات نہ کی پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے اس کمی کا بتایا کہنے لگے اب بھی کمی کروالو حتیٰ کہ پانچ رہ گئیں، پھر انھوں نے واپس جانے کا کہا تو فرمایا، مجھے اب جاتے ہوئے حیا آتا ہے، فرمایا پھر آپ نیچے تشریف لائے اور جبریل سے کہا، کیا وجہ ہر آسمان پر مجھے مسکرا کر مرحبا کہا گیا ماسوائے ایک آدمی کے میں نے سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیا اس نے خوش آمدید کہا مگر مسکرایا نہیں، بتایا وہ دوزخ کا خازن تھا جب سے وہ پیدا ہوا ہے کبھی نہیں مسکرایا، اگر مسکراتا تو آپ کو دیکھ کر ضرور مسکراتا۔ پھر واپسی پر راستہ میں قریشی اونٹوں کے قافلہ کے پاس سے گزرے، ان میں سے ایک اونٹ پر دو مشکیزے تھے ایک سیاہ اور دوسرا سفید، جب برابر آئے تو اونٹ بھاگا، جب صبح ہوئی اور آپ نے معراج کے بارے میں بتایا، مشرکین سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کیا تمہیں خبر ہے تمہارے دوست نے کہا ایک ماہ کی مسافت میں ایک رات میں کر کے آیا ہوں، انھوں نے فرمایا

ان کان قاله فقد صدق　　اگر انھوں نے فرمایا ہے تو یہ سچ ہے۔

اور ہم آپ کی اس سے دور میں تصدیق کرتے ہیں یعنی آسمانی خبروں کو مانتے ہیں، مشرکین نے علامت پوچھی تو فرمایا میں قافلہ کے پاس سے گزرا اونٹ بھاگا اور وہ مشکیزے

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھٹ گئے، ایک اونٹ پر اس رنگ کے دو مشکیزے تھے۔ وہ بھاگا اور وہ پھٹ گئے، جب اہل قافلہ آئے تو رئیس نے آپ ﷺ کی بات کی تصدیق کی، اس وجہ سے حضرت ابو بکر کو صدیق کہا جاتا ہے، یہ بھی سوال ہوا، کیا وہاں عیسیٰ و موسیٰ تھے؟ فرمایا ہاں، ان کا حلیہ بیان کریں؟ فرمایا موسیٰ گندمی رنگ اور گویا عمان کے قبیلہ ازد کے مرد ہیں، عیسیٰ چھوٹے قد کے سرخ رنگ گویا ان کے بالوں سے موتی جھڑ رہے ہوں۔

حدیث ۷

مسند احمد میں حضرت مالک بن صعصہ رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کے بارے میں بتایا، میں حطیم میں لیٹا تھا تو میرے پاس فرشتے آئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا ان تین میں سے اوسط ہیں پھر میرا سینہ چاک ہوا دل نکالا گیا اور ایک سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان و حکمت سے مالا مال تھا میرے دل کو غسل دیا گیا، پھر اسے مزین کر کے رکھ دیا گیا پھر سواری لائی گئی جو خچر سے پست اور حمار سے بلند تھی، اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا ہے، جبریل آسمان دنیا پر لے گئے دستک دی پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں، کہا خوش آمدید، وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریل نے بتایا یہ تمہارے والد حضرت آدم ہیں، میں نے سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح، پھر دوسرے آسمان پر اسی طرح سوال و جواب ہوا وہاں بھی خوش آمدید اور ''جی آیاں نوں'' کہا گیا، جب وہاں پہنچے تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی اور وہ دونوں خالہ زاد ہیں جبریل نے کہا ان پر سلام کہو، میں نے سلام کہا انھوں نے جواب دیا اور اخو صالح اور نبی صالح کہہ کر خوش آمدید کہا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں جی آیاں نوں کہہ کر خوش آمدید کیا گیا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا پھر چوتھے آسمان پر جانا ہوا وہاں بھی مرحبا کہا گیا حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام دیا انہوں نے جواب دیا اور خوب استقبال کیا پھر پانچویں آسمان پر گئے وہاں استقبال ہوا حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام کیا انھوں نے بھی جواب دیا پھر چھٹے آسمان پر بھی سوال و جواب ہوئے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے جبریل نے تعارف کروایا اور کہا انہیں سلام دو میں نے سلام کیا انھوں نے بھی جواب دیا اور خوش آمدید کہا جب میں ان سے گزرا تو وہ رو دیئے ان سے وجہ پوچھی گی تو کہا۔

ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنة من الله اکثر مَمنِ یدخلها من امتی

اس لیے رویا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث کیا گیا اور اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔

پھر ساتواں آسمان آیا وہاں سوال و جواب ہوئے پھر استقبال ہوا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریل نے تعارف کروایا اور سلام کہنے کا کہا میں نے سلام کہا انھوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا ابن صالح اور نبی صالح پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند ہوا وہاں چار نہریں ہیں دو ظاہری اور دو باطنی، میں نے پوچھا یہ کیا بتایا یہ باطنی نہریں جنت سے ہیں اور ظاہری نیل وفرات

ثم رفع لی بیت المعمور

پھر میرے لیے بیت المعمور کو بلند کیا گیا

وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے آتے ہیں جو دوبارہ نہیں آتے۔

حدیث ۸

امام بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا میں رات کو مسجد حرام میں سویا تھا آنے والے نے مجھے بیدار کیا میں جاگا تو کوئی شی دکھائی نہ دی حتی کہ میں مسجد سے باہر نکلا وہاں سواری تھی جس کا نام براق تھا مجھ سے پہلے انبیاء اس پر سوار ہوتے رہے حد نظر پر اس کا پاؤں آتا میں سوار ہو کر چلا۔ مجھے دائیں طرف سے آواز آئی میں نے جواب نہ دیا پھر بائیں سے آئی تو میں نے جواب نہ دیا، راستہ میں ایک عورت آئی جس کے بازو کھلے تھے اس پر اللہ کی پیدا کی ہوئی زینت تھی آواز دی اور کہا ذرا ٹھہرو میں نے کچھ کہنا ہے میں متوجہ نہ ہوا حتی کہ بیت المقدس پہنچا میں نے اس حلقہ سے براق باندھا جس کے ساتھ انبیاء باندھتے تھے، جبریل امین میرے پاس دو برتن لائے ایک میں شراب جبکہ دوسرے میں دودھ تھا میں نے دودھ پیا اور شراب ترک کر دی جبریل نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا میں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جبریل نے پوچھا آپ نے اس طرف کیا دیکھا؟ میں نے بتایا مجھے دائیں طرف سے رکنے کی آواز آئی مگر میں نہ رکا جبریل نے بتایا بلانے والا یہودی تھا اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی پھر میں نے بتایا مجھے بائیں طرف سے آواز رکنے کی آئی لیکن میں متوجہ نہ ہوا اور نہ ٹھہرا جبریل نے بتایا وہ نصاریٰ تھے اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی پھر آگے میں نے مزین عورت کو دیکھا اس نے مجھے بلایا مگر میں متوجہ نہ ہوا بتایا وہ دنیا تھی آپ اگر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تو امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دے دیتی پھر ہم نے بیت اللہ میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا کیں۔

پھر سیڑھی لائی گئی

پھر سیڑھی لائی گئی جس سے اولاد آدم کی ارواح اوپر جاتی ہیں تمام مخلوق نے اس سے حسین سیڑھی نہیں دیکھی میں اور جبریل اوپر چڑھے تو اسماعیل نامی فرشتہ ملا جو آسمان دنیا کا انچارج ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک لاکھ

فرشتے تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

وما یعلم جنود ربک الا ھو (المدثر،۳۱) تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا

جبریل نے آسمانی دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون؟ بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون؟ بتایا محمد ﷺ پوچھا گیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے! بتایا ہاں، وہاں حضرت آدم سے اس صورت میں ملاقات ہوئی جیسے انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، ان پر اہل ایمان ذریت کی ارواح پیش کی جارہی ہیں ان کے بارے میں وہ فرمارہے تھے ہر روح پاکیزہ ہے اسے علیین میں لے جاؤ پھر ان پر دوزخی اولاد کی ارواح پیش کی گئیں تو فرمایا ان ناپاک ارواح کو سبحین لے جاؤ۔

حلال کا چھوڑنا

پھر ہمارا ایسے دستر خوان پر گزر ہوا جہاں بھنا ہوا گوشت تھا مگر وہاں قریب کوئی نہ تھا جبکہ دوسرے دستر خوان پر بدبودار گوشت تھا اور اسے لوگ کھا رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں تو بتایا۔

ھؤلاء قوم من امتک یترکون الحلال ویأتون الحرام یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے حلال چھوڑ کر حرام کا ارتکاب کیا۔

یہ سود کھاتے تھے

پھر ہم کچھ آگے بڑھے تو آگے کچھ لوگ تھے جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان میں سے جب کوئی اٹھتا تو گر پڑتا اور کہتا۔ اے اللہ قیامت قائم نہ کرنا میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف چیختے ہوئے سنا میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ بتایا یہ آپ کی امت کے ایسے لوگ ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

الذین یاکلون الربوا لایقومون الاکما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس

وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھوکر مخبوط بنادیا ہو۔

(البقرہ،۲۷۵)

یتیموں کا مال ظلماً کھانے والے

پھر ہم کچھ آگے گئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے ہونٹ، اونٹوں کی طرح تھے جوان کے چہروں پر لٹک رہے تھے۔ان پر آگ کے چنگارے ڈالے جاتے جوان کے نیچے جا گزرتے میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف چلاتے ہوئے سنا میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں! بتایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں

الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا و سیصلون سعیرا (النساء،۱۰)

وہ جو یتیموں کا حال ناحق کھاتے ہیں۔وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے۔

زانیوں کی سزا

پھر آگے بڑھے تو آگے کچھ عورتوں کو لڑھکے ہوئے دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چلا رہی تھیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے بتایا

ھؤلاء الزناۃ من امتک

یہ آپ کی امت کے زانی لوگ ہیں

غیبت کرنے والے

ہم آگے گئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر انہیں کہا جا رہا ہے اسے کھاؤ جس طرح تم نے پہلے بھائی کا گوشت کھایا تھا پوچھا یہ کون ہیں جبریل امین نے بتایا۔

هـؤلاء الهـمـازون من امتک اللمازون	یہ آپ کی امت کے غیبت و مذاق کرنے والے ہیں

حضرت یوسف سے ملاقات

پھر ہم دوسرے آسمان پر چڑھے تو وہاں ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو اللہ کی مخلوق میں بہت خوبصورت ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے حسن کے ساتھ اس طرح لوگوں پر فضیلت دی ہے جیسے چودھویں کے چاند کو باقی تمام ستاروں پر ہے جبریل یہ کون ہیں؟ بتایا تمہارے بھائی یوسف ہیں اور ان کے ساتھ ان کی امت کے لوگ ہیں میں نے ان پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کہا۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ کچھ اور بھی افراد تھے میں نے ان دونوں پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کہا

پھر ہم چوتھے آسمان پر گئے تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جنہیں اللہ تعالیٰ نے مکان بلند کی رفعت عطا کی میں نے ان پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر ہم پانچویں آسمان پر گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے ان کی نصف داڑھی سفید اور نصف سیاہ تھی اور اس کی طوالت تقریباً ناف تک تھی میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں بتایا یہ ہارون بن عمران اور ان کے ساتھ کچھ ان کی قوم کے لوگ ہیں میں نے انہیں اور انھوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰ ملے جو گندم گوں اور کثیر بالوں والے تھے اور وہ کہہ رہے تھے

یزعم الناس انی اکرم علی اللہ من ہذا — لوگ سمجھتے تھے کہ میرا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان سے بلند ہے

حالانکہ معاملہ یہ ہے۔

بل ہذا اکرم علی اللہ منی — یہ ہستی اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے کہیں معزز ہیں

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے بتایا یہ آپ کے بھائی موسیٰ میں اور ان کے ساتھ کچھ ان کی امت کے لوگ ہیں میں نے انہیں اور انھوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم تھے اور وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا آپ کے والد خلیل الرحمٰن ہیں اور ان کے ساتھ کچھ افراد ہیں میں نے انہیں اور انھوں نے مجھے سلام کیا وہاں میں نے اپنی امت کے دو گروہ دیکھے کچھ پر کاغذ کی طرح سفید اور کچھ پر ریشمی لباس تھا پھر میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور میرے ساتھ سفید لباس والے امتی بھی تھے اور ج[illegible]س تھا انہیں دور رکھا گیا ہاں وہ خیر پر ہی تھے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے وہاں نماز ادا کی پھر ہم وہاں سے نکلے اور بیت المعمور پر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور قیامت تک واپس دوبارہ نہیں آتے۔

پھر میں سدرہ کی طرف بڑھا، اس کا ہر ورق امت کو ڈھانپنے والا ہے وہاں سے چشمہ جاری تھا جس کا نام سلسبیل ہے پھر اس سے دو نہریں نکلتی ہیں ایک کوثر دوسری رحمت ہے میں نے وہاں غسل کیا تو میرے اگلے پچھلے تمام معاملات پہلے سے بھی بہتر ہو گئے۔

جنت کا وعدہ

پھر مجھے جنت کی طرف لے جایا گیا وہاں ایک خاتون ملی پوچھا یہ کون ہے بتایا یہ زید بن حارثہ کی خادمہ ہے وہاں پانی کی نہریں تھیں، کچھ دودھ کی جس کا ذائقہ بدل نہیں سکتا،

WWW.NAFSEISLAM.COM

کچھ شراب کی تھیں جو پینے والوں کو لذت بخشتی ہیں کچھ شہد کی تھیں جو نہایت مصفی تھا، وہاں کے انار بڑے ڈھول کی طرح اور پرندے طویل گردن والے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

مـالا عیـن رأت ولا اذن سـمعت ولا خطر علی قلب بشر — جو کسی آنکھ نہ دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور اس کا خیال بھی کسی انسان کے دل میں نہیں آ سکتا

پھر دوزخ کو میرے سامنے لایا گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ کا غضب، ناراضگی اور زجر تھی اگر اس میں پتھر اور لوہے کو ڈالا جاتا تو وہ اسے کھا جاتی پھر اس کا دروازہ بند کر دیا گیا پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔

فـغشـا نـی فکان بینی و بینه قاب قوسین او ادنی — تو مجھے ڈھانپ لیا تو میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

فرمایا اس کے ہر پتہ پر ایک فرشتہ تھا پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں اس کے بعد حضرت موسیٰ سے ملاقات اور بار بار نمازوں میں کمی کے لیے جانے کا ذکر ہے۔

مکہ والوں کے سوالات

صبح آپ ﷺ نے ان عجائبات کے مشاہدہ کا اعلان کیا تو ابو جہل نے کہا دیکھو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ کہتا ہے میں رات کو بیت المقدس جا کر واپس آ گیا ہوں حالانکہ تیز سوار کو وہاں جاتے اور آتے دو ماہ لگ جاتے ہیں تو اتنی مسافت ایک رات میں کیسے ہو سکتی ہے پھر آپ ﷺ نے انہیں قافلہ قریش کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے فرمایا میں نے جاتے ہوئے فلاں جگہ اسے دیکھا فلاں اونٹنی بھاگ گئی تھی جب میں واپس آیا تو اسے گھاٹی کے پاس دیکھا پھر اس کے ہر آدمی اور سواری کے بارے میں. بلکہ سامان تک کی نشاندہی فرمائی، مشرکین میں سے ایک آدمی کہنے لگا میں نے بیت المقدس دیکھا ہوا ہے اس کی تفصیل بتاؤ تو

اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔

فنظر الیه کنظر احدنا الی بیته	اور آپ نے اسے اس طرح دیکھا جس طرح ہم اپنا گھر دیکھتے ہیں

اس کے بعد تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا تو وہ آدمی پکار اٹھا تم نے سچ کہا۔

حدیث ۹

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جبریل امین، میکائیل کو ساتھ لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور میکائیل سے کہا زمزم کا پانی لاؤ تا کہ آپ کے قلب انور کو غسل دوں اور شرح صدر عطا کروں سینہ اقدس کو چاک کر کے تین دفعہ اسے دھویا گیا، حضرت میکائیل تین دفعہ پانی کی طشتری بھر کر لاتے رہے اس سے کچھ نکالا اور اسے علم، حلم، ایمان، یقین اور سلامتی سے مزید مالا مال کیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر ختم نبوت مزین کی پھر سواری پیش کی جس کا ہر قدم حد نگاہ پر ٹھہرتا، جبریل امین ساتھ ہوئے۔

جہاد کرنے والوں کی شان

کچھ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جو کاشت کر رہے تھے ایک دن میں وہ بیج بوتے دوسرے دن فصل کاٹ لیتے پوچھا یہ کون ہیں بتایا

هولاء المجاهدون فی سبیل الله تضاعف لهم الجنات سبع مائة ضعف وما انفقوا من شئی فهو یخلفه.	یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے ہیں انہیں سات سو گنا تک نیکیوں پر اجر دیا جاتا ہے اور جو کچھ یہ خرچ کرتے ہیں وہ ان کے لیے ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے۔

نماز نہ پڑھنے والوں کی سزا

پھر آپ ایسے لوگوں پر آئے جن کے سر پتھر سے کوٹے جا رہے تھے جیسے ہی کوٹ دیے

جاتا وہ دوبارہ پہلی حالت میں آجاتا درمیان میں کوئی مہلت نہ تھی پوچھا جبریل سے کون ہیں بتایا۔

یہ وہ لوگ ہیں۔

تغافلت رؤوسهم عن الصلاة المكتوبة — جن کے سر فرض نماز کی ادائیگی سے غافل وسست رہتے تھے

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا

پھر آپ ﷺ ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کے اگلی اور پچھلی شرمگاہوں پر کپڑے کے ٹکڑے تھے اور وہ وہاں اونٹوں اور بکریوں کی طرح چرتے ہوئے تھور اور دوزخی پتھر کھا رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ اپنے اموال میں سے صدقہ نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں فرماتا خصوصاً بندوں پر ہرگز ظلم نہیں فرماتا۔

بدکردار کی سزا

پھر آپ ﷺ ایسے لوگوں پر پہنچے جن کے سامنے ہنڈیوں میں گوشت پک رہا تھا اور کچھ کچا ناپاک گوشت بھی تھا وہ لوگ ناپاک اور خبیث کچا گوشت کھا رہے تھے اور پاکیزہ پکا ہوا چھوڑ رہے تھے جبریل یہ کون لوگ ہیں بتایا یہ آپ کی امت کے ایسے لوگ ہیں جو حلال بیوی کو چھوڑ کر ناپاک عورت کے ساتھ رات بسر کرتے تھے۔

راستہ کاٹنے والے

پھر آپ ﷺ ایسی لکڑی کے پاس آئے جو بھی گزرتا اس کے کپڑے وہ پھاڑ دیتی فرمایا یہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا یہ امت کے ایسے لوگ ہیں جو راستہ میں بیٹھتے اور اسے کاٹتے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ولا تقعدوا بكل صراط توعدون — اور ہر رستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ۔

(الاعراف، ۸۶)

امانت کی پاس داری نہ کرنا

پھر آپ ﷺ کو کچھ ایسے لوگ دکھائے گئے جنھوں نے لکڑیوں کے ایسے گٹھے جمع کر رکھے ہیں جنہیں اٹھانے کی طاقت نہیں اور وہ اس میں اضافہ کرر ہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں بتایا یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور وہ ان کی ادائیگی پر قادر نہیں لیکن وہ مزید اٹھائے جارہا ہے۔

فتنہ پرور خطباء ومقررین

پھر آپ ﷺ کو ایسے لوگ دکھائے گئے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں کے ساتھ کاٹے جارہے تھے کٹنے کے بعد وہ پہلی حالت میں آجاتے اسکے درمیان کوئی مہلت نہ تھی پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا

خطباء الفتنة — یہ فتنہ پرور خطیب ومقررین ہیں

بری بات پر ندامت

پھر میں آگے گیا چھوٹا سوراخ تھا جس سے بڑا بیل باہر نکلا اب وہ واپس اس میں داخل ہونے کی کوشش میں تھا کہ نکلنے کی طرح داخل بھی ہو جائے لیکن ایسا نہ ہونے پا رہا تھا پوچھا یہ کون ہے جبریل نے بتایا یہ وہ آدمی ہے

یتکلم بالکلمة العظیمة فیندم علیھا فلا یستطیع ان یقدرھا — جو بڑی بات کر چکا اور اس پر نادم ہے مگر اس کی واپسی کی طاقت نہیں رکھتا

جنت کی خوبصورت آواز

پھر میں ایک ایسی وادی میں پہنچا جس میں خوشبو، ٹھنڈک اور کستوری تھی وہاں آواز سنی

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

میں نے پوچھا یہ مہک، خوشبودار آواز کیا ہے؟ بتایا یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے۔ میرے رب اپنے وعدہ کے مطابق مجھے عطا فرما میرے کمرہ جات، برتن، ریشم، سندس، عبقری، مرجان، سونا، چاندی، ستارے، .... کوزے، شہد، پانی، خمر اور دودھ کثیر ہے رب مجھے وعدہ کے مطابق عطا فرما تو حکم ہوا تیرے لیے ہر مسلمان، مرد عورت، مومن مرد و عورت اور جس نے مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا، نیک عمل کیے اور میرے ساتھ شرک نہ کیا اور نہ میرے شریک بنائے یہ تمام میرے لیے ہیں، جو مجھ سے ڈرا وہ امن پا گیا جس نے مجھ سے مانگا میں اسے عطا کرتا ہوں جس نے مجھے قرض دیا میں اس پر بدلہ دیتا ہوں

ومن توکل علی کفیتہ اور جس نے مجھ پر بھروسہ کیا اس کے لیے میں کافی ہوں

میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اہل ایمان ہی فلاح پاتے ہیں بابرکت ہے سب سے خوبصورت تخلیق فرمانے والا، جنت نے عرض کی میں خوش ہوں۔

دوزخ کی بدتر آواز

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر میں ایک وادی پر پہنچا وہاں بدتر آواز سنی اور بدبو آئی پوچھا یہ بدبو اور آواز کیسی ہے؟ بتایا یہ دوزخ کی آواز ہے جو عرض کر رہی ہے مجھے میرے رب حسب وعدہ عطا فرما، میرے زنجیر، بھیڑیاں، گرمی، گڑھے، پیپ اور عذاب کیڑے میری گہرائی بہت ہے اور میری گرمی شدید ہے تو مجھے حسب وعدہ عطا فرما فرمایا ہر مشرک مرد و عورت، خبیث مرد و عورت تیرا ہے میدان حساب میں ہر متکبر کے لیے امان نہ ہوگی اس نے عرض کی میں خوش

ہوں۔

پھر بیت المقدس آیا سواری باندھی، ملائکہ کے ساتھ نماز ادا کی، نماز کے بعد انھوں نے پوچھا جبریل یہ تمہارے ساتھ کون ہیں بتایا

هذا محمد رسول الله خاتم النبيين یہ اللہ کے رسول محمد خاتم الانبیاء ہیں

پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے! بتایا ہاں کہنے لگے اللہ تعالیٰ سلامت رکھے کیا خوب بھائی اور خلیفہ ہیں اور ان کا آنا مبارک ہو۔

حضرات انبیاء سے ملاقات

اس کے بعد ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ان تمام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تمام حمد اللہ تعالیٰ کی جس نے مجھے خلیل بنایا، مجھے ملک عظیم دیا، میری امت کو عاجز اور میرے تابع بنایا مجھے آگ سے نجات دی اور مجھ پر اسے گل وگلزار بنا دیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام حمد اللہ کی جس نے مجھے کلام کا شرف عطا فرمایا، مجھے چنا اور مجھ پر تورات نازل کی، میرے ہاتھوں فرعون کو ہلاک اور بنی اسرائیل کو نجات دی، میری امت سے کچھ لوگوں کو حق کی ہدایت دی اور وہ اس کے ساتھ عدل کرتے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خطاب

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام حمد اللہ کی جس نے مجھے ملک عظیم دیا مجھے زبور کی تعلیم دی، میرے لیے لوہا نرم فرمایا، میرے لیے پہاڑ مسخر کردیے وہ اور پرندے میرے ساتھ اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں، مجھے حکمت اور فصل خطاب سے نوازا

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے خطاب کرتے ہوئے اپنے رب کی حمد کی، تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے ہوا کو میرے تابع کر دیا، جنات کو میرے لیے مسخر کر دیا میں ان سے محاریب، تماثیل اور ڈیم بنواتا، مجھے پرندوں کی بولیاں سکھائیں، مجھے ہر شی سے فضیلت دی، شیاطین، انسان اور پرندے میرے تابع کر دیئے مجھے کثیر اہل ایمان بندوں پر فضیلت بخشی، مجھے ایسا ملک عظیم عطا فرمایا جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں اس نے میرے ملک کو طیب و خوبصورت بنایا جس کا حساب نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خطاب کیا اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام ثنا اللہ کے لیے جس نے مجھے کلمہ بنایا، مجھے مثل آدم بنایا جسے مٹی سے پیدا کیا اور فرمایا ہو جا تو وہ ہو گئے، مجھے اس نے کتاب، حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی اس نے مجھ یہ شان بخشی کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل تخلیق کر کے پھونک ماروں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جائے، میں کوڑیوں اور ابرص والوں کو شفا اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں، مجھے اس نے آسمان پر اٹھالیا، مجھے پاکیزگی بخشی مجھے اور میری والدہ کو شیطان نفسی سے پناہ عطا فرمائی کہ اسے ہم پر وسوسہ کی راہ نہ رہی۔

حضور ﷺ کا خطاب

اس کے بعد حضور ﷺ نے خطاب کیا، اپنے کی رب کی ثنا کی اور کہا

کلکم اثنی علی ربه و انی اثنی علی ربی الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین و کافة للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شی و جعل امتی خیر امة اخرجت للناس و جعل امتی امة وسطا و جعل امتی هم الاولین وهم الاخرین وشرح لی صدری و دفع عنی وزری و رفع لی ذکری و جعلنی فاتحا و خاتما

تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں تمام حمد اللہ کے لیے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا پھر قرآن نازل کیا جس میں ہر شی کا بیان ہے میری امت کو افضل بنایا کہ وہ لوگوں کے لیے نکلیں اور میری امت کو امت وسط بنایا۔ اسے اول و آخر بنایا، میرے سینے کو کھولا، میرے بوجھ کو دور کر دیا اس نے میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا

تین برتنوں کا آنا

پھر آپ کے پاس ڈھانپے ہوئے تین برتن لائے گئے ایک میں پانی تھا آپ کو پینے کے لیے کہا گیا تو آپ نے تھوڑا سا پیا پھر دوسرا دودھ والا پیش کیا اور پینے کے لیے کہا آپ نے اس سے تھوڑا سا پیا پھر تیسرا شراب والا لایا گیا اور پینے کا کہا تو آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا میں سیر ہو چکا ہوں جبریل امین نے عرض کی یہ آپ کی امت پر حرام کر دی جائے گی اگر آپ اسے پی لیتے تو امت کے بہت کم لوگ ہی آپ کی اتباع کرتے۔

آسمانی سفر

پھر آسمان دنیا پر پہنچے دستک دی پوچھا کون! بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون؟ بتایا محمد ﷺ پوچھا کیا انہیں پیغام بھیجا گیا ہے؟ بتایا ہاں! کہنے لگے اخ اور خلیفہ کی طرف سے

WWW.NAFSEISLAM.COM

دعا ہے اللہ تعالیٰ سلامت رکھے یہ خوب ہیں ان کا آنا مبارک ہے وہاں ایک آدمی کامل الخلق تھا جس میں کوئی نقص نہ تھا۔ ان کی دائیں طرف دروازہ تھا جس سے خوشبو آرہی تھی اور ان کے بائیں طرف دروازہ سے بدبو آرہی تھی جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھ کر غمگین اور پریشان ہوتے پوچھا یہ کون ہیں اور یہ دروازے؟ بتایا یہ تمہارے والد گرامی حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کے دائیں جانب جنتی دروازہ ہے اپنی اولاد کو وہاں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر خوش ہورہے ہیں اور بائیں جانب دوزخی دروازہ ہے وہاں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہورہے ہیں۔ پھر دوسرے آسمان پر پہنچے جبریل امین نے دستک دی پوچھا کون؟ جبریل، تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد رسول اللہ، فرشتوں نے پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں انھوں نے سابقہ طریقہ پر استقبال کیا وہاں دو نوجوان نظر آئے پوچھا۔ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت عیسیٰ اور حضرت ذکریا علیہما السلام ہیں جو دونوں خالہ زاد ہیں پھر تیسرے آسمان پر گئے سابقہ طریقہ سوال و جواب اور استقبال ہوا وہاں حضرت یوسف، چوتھے پر حضرت ادریس پانچویں پر حضرت ہارون ور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی پھر ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ادھیڑ عمر آدمی تھے جو جنت کے دروازہ پر کرسی پر تشریف فرما تھے اور وہاں کچھ لوگ کاغذ کی طرح سفید چہروں والے بھی تھے کچھ لوگوں کے رنگ میں کمی تھی وہ نہر میں داخل ہوتے غسل کرکے نکلتے تو ان کا رنگ کچھ خالص ہوجاتا پھر دوسری نہر میں غسل کرکے نکلتے تو ان کا رنگ اپنے ساتھیوں کی طرح ہوجاتا ہے پوچھا یہ کون؟ سفید چہروں والے کون؟ رنگ میں کمی والے کون؟ یہ انہار کونسی ہیں؟ بتایا یہ آپ کے والد حضرت ابراہیم ہیں جو پہلے ادھیڑ ہونے والے ہیں، سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے ایمان کو شرک سے پاک رکھا، رنگ میں کمی والے اچھے اور برے اعمال والے ہیں انھوں نے توبہ کرلی اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی، پہلی نہر رحمۃ اللہ دوسری نعمۃ اللہ تیسری سے ان کا رب شراب طہور پلائے گا۔ پھر سدرۃ پہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہنچے بتایا گیا یہ سدرہ ہے۔

ینتھی الیھا کل احد من امتک — یہاں تک آپ کی سنت پر چلنے والے کو لے جایا

علی سبیلک (ابن کثیر،۵،۳۵) — جاتا ہے

نوٹ یعنی سدرہ تک آپ کے اتباع کرنے والوں کو لے جایا جاتا ہے، جب امت وہاں تک جاسکتی ہے تو بلاشبہ امت کا آقا ﷺ اس سے کہیں آگے گیا جسے لامکاں کہا جاتا ہے۔

اس درخت کی اصل سے پانی کی نہریں، ذائقہ نہ بدلنے والے دودھ کی نہریں، پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کی نہریں اور خالص شہد کی نہریں جاری کیں اس درخت

یسیر الراکب فی ظلھا سبعین — کے سایہ میں سو سال تک سوار چلے تو وہ ختم نہ ہوگا

عاما لایقطعھا

مغطیۃ للامۃ کلھا — اس کا ایک ایک ورق تمام امت کو ڈھانپ سکتا ہے

اور اسے

غشیھا نور الخلاق — خالق کے نور نے ڈھانپ رکھا تھا

اور ملائکہ نے بھی

اللہ تعالیٰ سے کلام

یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا اور فرمایا محبوب مانگو عرض کیا آپ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنا کر ملک عظیم عطا کیا، آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کا شرف بخشا حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم لوہے کی نرمی اور پہاڑوں کو مسخر کر دیا، آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم، جن، انسان شیاطین اور ہواؤں کو ان کے تابع کر دیا اور ایسا

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

ملک عطا کیا جوان کے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات وانجیل دی وہ کوڑی اور برص والوں کو اور مردوں کو تیرے اذن سے زندہ کرتے انہیں اوران کی والدہ کو شیطان رجیم سے محفوظ رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قد اتخذتک حبیباً وھو مکتوب فی التوراۃ محمد حبیب الرحمن وارسلناک الی الناس کافۃ بشیرا و نذیرا و شرحت لک صدرک و دفعت عنک وزرک ورفعت لک ذکرک فلا اذکر الاذکرت معی وجعلت امتک خیر امۃ اخرجت للناس و جعلت امتک لاتجوزلھم خطبۃ حتی یستھدوا انک عبدی ورسولی وجعلت امتک اقواما قلوبھم انا جیل و جعلت اول النبیین خلقا و آخرھم بعثا و اولھم یقضی لہ

میں نے تمہیں اپنا حبیب بنایا اور تورات میں یوں لکھا محمد رحمٰن کے حبیب ہیں، ہم نے تمہیں تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنایا، میں نے تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول دیا تمہارا بوجھ تم سے اتار دیا میں نے تمہارا ذکر تمہارے لیے بلند کیا، میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا میں نے تمہاری امت کو سب سے بہتر بنایا تا کہ لوگوں کے لیے کام کرے اور تمہاری امت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خطبہ دے اور اس میں یہ گواہی نہ ہو کہ آپ میرے بندے اور رسول ہیں میں نے تمہاری امت کو ایسے لوگ بنایا جن کے دل انجیل میں اور میں نے تمہیں تمام انبیاء سے پہلے پیدا کیا اور آخر میں بھیجا۔ اور روز قیامت سب سے پہلے حساب لیا جائے گا۔

ہم نے آپ کو سبع مثانی (الفاتحہ) عطا کی جو پہلے کسی نبی کو میں نے نہیں دی عرش کے نیچے خزانہ سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات دیں جو پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں، میں نے تمہیں کوثر عطا کی، میں نے آٹھ حصص عطا فرمائے اسلام ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، روزہ، رمضان، نیکی کا حکم، برائی سے ممانعت

وجعلتک فاتحا و خاتما — اور میں نے تجھے افتتاح کرنے والا اور خاتم بنایا ہے۔

اس کے بعد آپ کو پچاس نمازیں دیں پھر ان میں کمی کے لیے کئی بار لوٹنے کا ذکر کیا، اس کے آخر میں ہے۔

وکان موسی من اشدھم علیہ حین مربہ و خیرھم لہ حین رجع الیہ. (المستدرک)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو وہ تمام انبیاء سے شدید (حیرانگی) میں تھے اور واپسی پر وہ تمام سے بہتر رویہ والے تھے۔

اضافی گفتگو

بعض روایات میں یہ اضافی گفتگو بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ فرمایا۔

فضلنی ربی و ارسلنی رحمة للعالمین و کافة للناس بشیرا و نذیرا والقی فی قلب عدوی الرعب من مسیرة شھر و احلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی وجعلت الارض کلھالی مسجد و طھورا واعطیت فواتیح الکلام و خواتمہ وجوامعہ

مجھے میرے رب نے فضیلت دی ہے مجھے اس نے رحمۃ للعالمین بنایا تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنایا۔ میرے دشمنوں کے دلوں میں ماہ کی مسافت تک رعب پیدا کیا میرے لیے غنائم حلال کر دیئے جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے نہ تھا تمام زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک کر دیا ہے کلام کے فواتح اور خواتم و جوامع عطا فرمائے۔

یہ بھی فرمایا۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

عرضت علی امتی فلم یخف علی التابع والمتبوع ورایتهم اتوا علی قوم ینتعلون الشعر و رأیتهم اتوا علی قوم عراض الوجوه صغار الاعین کانما خرمت اعینهم بالمخیط فلم یخف علی مالهم لاقون من بعدی و امرت بخمسین صلاۃ فرجعت الی موسیٰ

میری امت پیش کی گئی اور تابع و متبوع مجھ پر مخفی نہ رہے اور میں نے ان کو دیکھا پھر میں ایسی قوم کے پاس آیا جن کے بال منتشر تھے پھر ایسی قوم کو دیکھا جن کے چہرے کشادہ اور چھوٹی آنکھوں والے تھے گویا ان کی آنکھیں سوئی سے سلی ہوئی تھیں میرے بعد انہیں جو ہوگا وہ بھی مجھ سے مخفی نہ رہا اس کے بعد مجھے پچاس نمازوں کا حکم ہوا تو میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا۔

(دلائل النبوہ للبیھقی، ۲: ۴۰۳)

امام سیوطی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل سواری لائے میں سوار ہو کر روانہ ہوا حتی کہ ہمارا گزر گندمی رنگ والے آدمی سے ہوا جن کا سراپا قبیلہ ازدشنوہ سے ملتا تھا۔ اور وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اکرمتہ و فضلتہ — آپ کو شرف و فضیلت سے نوازا گیا ہے

ہم نے پاس جا کر سلام کہا انھوں نے بھی جواباً سلام کہا اور جبریل سے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا ان کا اسم گرامی احمد ہے کہنے لگے۔

مرحبا بالنبی الامی العربی الذی بلغ رسالۃ ربہ ونصح لامتہ — نبی امی عربی مرحبا آپ نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور اپنی امت کی خوب خیر خواہی کی

ہم چلے تو میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں میں نے پوچھا ان پر ناراضگی کا اظہار کس نے کیا ہے بتایا۔

یعاتب ربه منک　　ان کے رب نے آپ کے حوالہ سے عتاب فرمایا ہے۔

میں نے کہا یہ بارگاہ رب العزت میں اس قدر اونچی بول رہے ہیں بتایا۔

ان اللہ قد عرف لہ حدتہ　　اللہ تعالیٰ ان کے جلالی طبیعت سے آگاہ ہے۔

آج تمہاری رب تعالیٰ سے ملاقات

پھر ہم ایک درخت کے پاس پہنچے وہاں ایک بزرگ اور ان کا خاندان تھا، جبریل امین نے مجھے کہا اپنے والد حضرت ابراہیم کے پاس جائیں، ہم نے سلام کہا انھوں نے بھی جواباً سلام کہا اور پوچھا جبریل ساتھ کون ہے؟ بتایا یہ تمہارے عظیم بیٹے احمد ہیں تو انھوں نے کہا خوش آمدید اے نبی امی جنھوں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور امت کی خیر خواہی کا حق ادا کیا اور فرمایا۔

یا بنی انک لاق ربک اللیلۃ　　اے میرے پیارے بیٹے آج رات تمہاری اپنے رب سے ملاقات ہونے والی ہے

آپ کی امت آخری اور کمزور ہے اگر ممکن ہو تو اس کا معاملہ حل کروالو۔

نوٹ، ان تمام احادیث کے تفصیلی مطالعہ کے لیے امام سیوطی کی کتاب ''الایۃ الکبریٰ فی شرح قصۃ الاسراء'' کی طرف رجوع کیا جائے۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب ۴

اہم فوائد از احادیثِ معراج

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

ان احادیث مبارکہ کے تحت محدثین کرام نے متعدد فوائد اور حکمتیں ذکر کیں ان میں سے چند کا تذکرہ ہم بھی کر رہے ہیں۔

۱۔اچانک معراج، مقام مراد

احادیث میں آیا "بینما انا نائم" (میں سویا ہوا تھا) جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج اچانک کرائی گئی امام ابن منیر لکھتے ہیں۔

کانت کرامته صلى الله عليه وسلم في المناجاة على سبيل المفأجاة

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مناجات وکلام کے لیے اچانک لے جانا نہایت ہی اعلیٰ عزت ہے

حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مناجات وکلام کے لیے مدت مقرر کی جس میں انتظار کی مشقت ہے۔

ويؤ خذ من ذلك ان مقام النبي صلى الله عليه وسلم مقام المراد وهو ارفع بالنسبة الى مقام المريد

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مقام نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد کا درجہ ہے اور یہ مرید کے مقام سے کہیں بلند ہوتا ہے۔

فضائل حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام

سفر معراج میں ان دو مقرب فرشتوں کا تذکرہ بار بار آیا ہے لہذا ان کے کچھ فضائل کا تذکرہ بھی لازمی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پینتیس مقامات پر حضرت جبریل علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آٹھ مقامات پر لفظ روح کا ان پر اطلاق آیا۔

۱۔امام ابوالشیخ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقرب الخلق الى الله جبريل و ميكائيل و اسرافيل و انهم من الله لمسيرة خمسين الف سنة

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے قریب حضرت جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے پچاس ہزار سال کی مسافت پر ہیں۔

۲۔انھوں نے حضرت خالد بن ابی عمران سے نقل کیا۔

جبریل امین اللہ علی رسلہ و میکائیل یتلقی الکتب التی ترفع من اعمال الناس و اسرافیل بمنزلۃ الحاجب

حضرت جبریل رسولوں پر اللہ تعالیٰ کے امین ہیں، حضرت میکائیل وہ رجسٹر جمع کرتے ہیں جن میں لوگوں کے اعمال جمع کر کے بلند کیے جاتے ہیں اور حضرت اسرافیل بمنزل حاجب و محافظ کے ہیں۔

۳۔ حضرت عکرمہ بن خالد تابعی سے نقل ہے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسے ملائکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز ہیں فرمایا میں نہیں جانتا جبریل امین نے آ کر عرض کیا، جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت۔ (کتاب العظمۃ)

شق و شرح صدر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار دفعہ ہوا۔

ا۔ بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ تھے جبریل امین نے آ کر آپ کا سینہ اقدس چاک کیا اور اسے زمزم سے غسل دیا اور پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا بچے دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور بتایا ہمارے بھائی محمد کو قتل کر دیا گیا جب وہ وہاں پہنچی تو آپ خوش خرم تشریف فرما تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ دس سال کی عمر میں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ابتداء نبوت کے بارے میں کچھ فرمائیے؟ فرمایا میں صحراء میں تھا۔

ابن عشر حجج اذا انا برجلین فوق راسی

اس وقت میری عمر دس سال تھی تو میرے پاس دو آدمی آئے۔

انھوں نے میرا سینہ چاک کیا ایک نے پانی ڈالا جبکہ دوسرے نے اسے دھویا، خون اور درد محسوس نہ ہوا اس سے ہر قسم کا رشک وحسد خارج کرتے رہے رحمت و رافت سے معمور کردیا (زوائد مسند لابن احمد)

۳۔ اعلان نبوت کے وقت

امام بیہقی اور امام ابو نعیم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک ماہ اعتکاف کی نذر مانی اور وہ ماہ رمضان میں کیا، ایک رات آپ نکلے تو السلام علیک کی آواز سنی میں نے خیال کیا کوئی جن ہے جلدی سے خدیجہ کے پاس چلا آیا انھوں نے معاملہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اطلاع دی عرض کیا یہ تو خیر ہی خیر ہے پھر میں دوبارہ نکلا تو جبریل امین نظر آئے ان کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب میں تھا اس سے بھی خوف محسوس ہوا میں جلدی واپس ہوا تو وہ ہمارے دروازہ کے پاس آگئے اور مجھ سے گفتگو کرنے لگے حتی کہ میں ان کے ساتھ مانوس ہوگیا پھر انھوں نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا مگر کافی تاخیر ہوگئی میں چاہتا تھا کاش وہ جلدی آئیں تو میکائیل سے ملاقات ہوئی جو افق کو گھیرے ہوئے تھے، اتنے میں جبریل امین آگئے اور میکائیل وہاں ہی رہے تو انھوں نے میرا سینہ چاک کرکے کچھ نکالا اور کچھ اس میں رکھا۔ (دلائل النبوۃ)

۴۔ معراج کے موقعہ پر

امام مسلم، امام برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ میں گھر پر تھا مجھے زمزم کے پاس لے جایا گیا اور میرا سینہ چاک کرکے اسے ایمان وحکمت سے خوب مالا مال کیا گیا حتی کہ وہ ان دونوں سے بھر گیا امام بخاری ومسلم نے حضرت مالک بن

صعصعہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس موقعہ پر شق صدر نقل کیا ہے۔

انکار مناسب نہیں

بعض اہل علم مثلاً قاضی عیاض اور ابن حزم نے معراج کے موقعہ پر شق صدر کا انکار کرتے ہوئے کہا یہ محض راوی حدیث حضرت شریک کا اختلاط ہے حافظ عراقی شرح تقریب میں لکھتے ہیں۔

ولیس کذلک فقد ثبت فی الصحیحین من غیر طریق

ایسا کہنا درست نہیں کیونکہ بخاری و مسلم میں دیگر اسناد سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

امام ابوالعباس قرطبی لکھتے ہیں۔

لایلتفت لانکار شق الصدر لیلة الاسراء لان رواته ثقات مشاهیر (المنهم)

شب معراج شق صدر کے انکار کی طرف متوجہ ہی نہ ہوا جائے کیونکہ یہ مشہور ثقہ راویوں سے مروی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے، مگر

ولا انکار فی ذلک وقد تواردت الروایات (فتح الباری)

اس کا انکار مناسب نہیں کیونکہ روایات میں موجود ہیں

اس پر کچھ گفتگو حدیث شریک کے تحت آگے آ رہی ہے۔

ہم تسلیم کر لیں

تمام محدثین نے تصریح کی ہے کہ شق صدر کی احادیث میں جو تفصیل ہے مثلاً سینہ کا چاک کرنا، دل انور کا نکالنا، اسے ایمان و حکمت سے مالا مال کرنا اسے ہم من و عن قبول و تسلیم کر لیں اور اسے حقیقت ہی پر محمول سمجھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر کوئی شی نہیں یہ حدیث صحیح اس کی تائید کرتی ہے۔

Nafse Islam
WWW.NAFSEISLAM.COM

انھم کانوا یرون اثر المخیط فی صدرہ صلی اللہ علیہ وسلم — صحابہ آپ کے سینہ اقدس پر اسے سلنے کے نشانات دیکھا کرتے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اس میں تاویل کر کے امر معنوی مراد لیا وہ سراسر جہالت وخطا ہے اور یہ سنت سے دوری اور فلسفہ کی غلامی ہے۔

یہ نہایت ہی اشق تھا

امام ابن منیر رقمطراز ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر اور اس پر آپ کا صبر حضرت اسماعیل کے بوقت ذبح صبر سے عظیم اور بڑھ کر ہے کیونکہ وہاں حاضری تھی اور یہاں حقیقۃً ہوا اور پھر یہ کئی بار ہوا اور بعض اوقات اپنے اہل وگھر سے دور بھی تھے۔

قول فرشتہ کا مفہوم

شیخ الاسلام امام ابوالحسن سبکی سے سوال ہوا جب شق صدر ہوا تو فرشتوں نے کچھ حصہ دل سے نکالتے ہوئے کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا اس کا مفہوم کیا ہے؟ انھوں نے جواباً فرمایا یہ گوشت وہ ٹکڑا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے دل میں پیدا کیا کہ شیطانی وسوسوں کو قبول کر سکے۔

فازیلت من قلبہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق فیہ مکان لان یلقی الشیطان فیہ شئیا. — تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور سے نکال دیا گیا تا کہ شیطان کے وسوسہ کی وہاں جگہ ہی نہ رہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی اسے پیدا کرنے کی حکمت کیا تھی؟

جواب: تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل انسان ہونا واضح ہو جائے اور اسے نکالنا اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ولطف ہے، بعض اہل علم نے یہ حکمت بیان کی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس کے بغیر پیدا فرما دیتا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

لم یکن للادمیین اطلاع علی حقیقته صلی الله علیه وسلم
تو لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حقیقت کاملہ کا علم نہ ہوتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کے ہاتھوں پر تمام کروایا تا کہ لوگ آپ کے کمال باطن سے بھی آگاہ ہو جائیں جیسا کہ آپ ظاہراً بھی کامل تھے۔

قوت یقین میں اضافہ

شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بغیر شق کے بھی قلب انور کو ایمان وحکمت سے مالا مال کر سکتا ہے تو پھر شق کی حکمت کیا ہے؟ تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت یقینی میں اضافہ تھا اسی لیے یہ سارا کچھ ہوش میں اور آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوا اور آپ اس سے ہرگز پریشان تک نہ ہوئے یہی وجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ جرأت مند، دلیر اور اشجع تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یوں آپ کا شان بیان کیا۔

مازاغ البصر و ماطغی
آنکھ نہ کسی طرف پھیری اور نہ حد سے بڑھی

(النجم، ۱۷)

WWW.NAFSEISLAM.COM

کیا یہ آپ کا خاصہ ہے؟

کیا شق صدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے یا دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی یہ شان حاصل ہوا، امام سیوطی کی رائے یہ ہے کہ یہ آپ کا خاصہ ہے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں یہ شان دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہے، کیونکہ امام طبری نے واقعہ تابوت سکینہ میں یہ بھی نقل کیا ہے۔

کان فیه الطست التی تغسل فیها قلوب الانبیاء وهوا مشعر بالمشارکة
اس میں ایک ایسا تھال بھی تھا جس میں انبیاء علیہم السلام کے قلوب کو غسل دیا جاتا تو یہ بات مشارکت پر دال ہے۔

تکرار کی حکمت

پہلی دفعہ بچپن میں ہوا تا کہ طفولیت کا دور اکمل حال پر بسر ہو، دوسری دفعہ بلوغ کے وقت تا کہ جوانی قابل رشک گزرے، تیسری دفعہ بعثت کے وقت تا کہ حصول وحی قرآنی کے لیے قلب انور قوی و کامل ہو جائے، چوتھی دفعہ شب معراج تا کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کی تیاری و استعداد کامل ہو جائے۔

نور علی نور

امام ابن ابی جمرہ لکھتے ہیں قلب انور پہلے ہی مقدس و معطر تھا یہ سارا کچھ نور علی نور کی خاطر تھا جیسے وضو والا، نماز کے لیے تازہ وضو کر لیتا ہے کہ میں نے بارگاہ خداوندی میں حاضری دینی ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم

اس میں شعائر اللہ کی تعظیم کا پہلو بھی ہے امام برہان نعمانی فرماتے ہیں جب حرم پاک میں داخل ہونے والے کے لیے غسل افضل ہے۔

فما ظنک بداخل الحضرة القدسية — تو پھر تمہارا کیا خیال اس کے بارے میں جو حرم کبریا میں داخل ہو رہا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

چونکہ حرم شریف ظاہر کائنات سے ہے لہذا ظاہری بدن کا غسل اور حریم کبریا عالم باطن سے ہے لہذا وہاں غسل بھی باطنی ہوگا پھر آپ کو نماز عطا کرنے اور ملائکہ کو جماعت کروانے کے لیے اوپر لے جایا جا رہا تھا۔

ومن شان الصلاة الطهور فقدس ظاهرا و باطنا ﷺ — اور نماز کے آداب میں طہارت و پاکیزگی ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری و باطنی اعلیٰ طہارت سے نوازا گیا۔

سوال۔ تمام انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی میل بشریت سے پاک ہوتے ہیں اور آپ صلی

اللہ علیہ وسلم تو ان تمام میں اکمل میں لہذا یہاں تطہیر کی کیا ضرورت؟

جواب: یہاں خوب درجہ علم الیقین ،عین الیقین اور حق الیقین کا حصول مقصود تھا۔

(المعراج الکبیر، ۵۷)

زمزم کی افضلیت

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس کو زمزم سے غسل دیا گیا لہذا امام سراج الدین بلیقینی نے فرمایا یہ پانی تمام سے افضل ہے، امام ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں جنتی پانی سے غسل نہ ہونے کی حکمت یہ تھی۔

لما اجتمع فی زمزم من کون اصل مائه من الجنة ثم استقر فی الارض فارید بذلک بقاء برکته صلی الله علیه وسلم فی الارض.

جب زمزم میں اجتماع ہے اس بات کا کہ وہ جنتی بھی ہے پھر وہ زمین پر آیا تو مقصد یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت زمین پر قائم و باقی رہے

(بهجة النفوس ۳،۱۸۸)

جبریل امین کا دستک دینا

امام ابن دحیہ لکھتے ہیں کہ حضرت جبریل امین کا دستک دینا بتا رہا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند تھے اور آمد پر ہی کھولے گئے۔

لانه لو رأها مفتحة لظن انها لاتزال کذلک ففعل ذلک لیعلم ان ذلک فعل من اجله

اگر پہلے ہی کھلے ہوتے تو خیال آتا کہ شاید یہ اس طرح کھلے ہی رہتے ہیں بند تھے تا کہ واضح ہو کہ یہ آپ کے لیے ہی کھولے گئے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے۔

ان اللہ تعالیٰ اراد ان یطلعه علی اللہ تعالیٰ آپ کواس سے آگاہ کرنا چاہ رہا تھا کہ

کونه معروفا عند اهل السموات تمام اہل سماء بھی آپ کو جانتے ہیں۔

کیونکہ جیسے ہی جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیتے تو فرشتے دروازے کھول دیتے

بعثت وارسال کے بارے میں سوال

ہر خازن سماء نے سوال اٹھایا وقد بعث الیہ (کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے) یہاں ہمزہ استفہام محذوف ہے اہل علم فرماتے ہیں یہ سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول بنائے جانے کے بارے میں نہیں تھا بلکہ معراج پر بلائے جانے کے حوالہ سے تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے ملکوت اعلی کی تمام مخلوق آگاہ ہے، بعض نے کہا اس سوال کا مقصد محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر اللہ تعالیٰ کے انعام پر تعجب تھا یا بطور خوشی و بشارت مقصد تھا ورنہ جبریل امین کا ساتھ ہونا واضح کر رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا ہے کیونکہ نہ بلائے گئے کے ساتھ جبریل کا ہونا ممکن ہی نہیں پھر یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے جب جبریل نے اپنے بارے میں بتایا تو وہ خازن پوچھتا من معک؟ تمہارے ساتھ کون ہے تو وہ آپ صلی اللہ کا اسم گرامی لیتے گویا انہیں علم تھا ورنہ یہ سوال کرتے امعک احد؟ کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ انہیں یہ علم واحساس یا تو آسمانوں کے شفاف ہونے کی وجہ سے ہوا یا۔

لما راد من زیادة الانوار وغیرها کسی امر معنوی کے وجہ سے ہوا مثلاً آج انوار کا سماں ہی عجیب تھا۔

امام ابن جمرہ لکھتے ہیں ان کا یہ سوال یہ ساتھ کون ہیں؟ بتا رہا ہے انھوں نے اس ہستی کے بارے میں پوچھا۔

من اجلـه هـذه الـزيـادة للتى معك.

جس کے وجہ سے آج تمہارے ساتھ انوار کا خوب سماں ہے۔

(بهجة النفوس، ۳، ۱۹۰)

مرحبا بالنبی الصالح:

ہر نبی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے وقت خوش آمدید نبی صالح کہا، یہاں اس لفظ کا عام معنی نہیں جو دیگر صالحین کے لیے ہے یہاں صالح سے مراد۔

هو الـذى يـقـوم بـمـا يلزمـه من حقوق الله تعالىٰ و حقوق العباد

وہ ذات ہے جو اپنے اوپر تمام لازم حقوق کی ادائیگی کرے ،خواہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہوں یا بندوں کے

تو گویا یہاں یہ لفظ انواع خیر کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اسی وجہ سے تمام انبیاء علیہم السلام نے اس کامل لفظ کو آپ کے لیے منتخب کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا

واضح ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا بطور حسد ہرگز نہ تھا کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام ایسے عمل سے پاک ہوتے ہیں امام ابن ابی جمرہ نے اس رونے کی دو حکمتیں نقل کیں ہیں۔

ا۔ یہ وقت اللہ تعالیٰ کے نہایت فضل و لطف کا وقت تھا۔

لانـه وقـت اسـرى فيـه بـالحبيب ليخلع عليه خلع القرب و الفضل الـعـمـيـم فـطـمـع الـكـليم لعل ان يـلـحـق لامتـه نصيبا من ذلـك الخير العظيم

کیونکہ یہ موقعہ تھا حبیب خدا کے معراج کا جس میں انہیں نہایت ہی قرب و فضل عظیم کی خلعت سے نوازا جا رہا تھا تو حضرت کلیم علیہ السلام نے اپنی امت کے لیے سوچا شاید اسے بھی خیر عظیم سے حصہ مل جائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ یہ رونا حضور علیہ السلام کی خوشی اور بشارت کے لیے تھا کیونکہ انھوں نے روتے ہوئے کہا ان کی امت جنت میں میری امت سے زیادہ داخل ہوگی تاکہ حضور علیہ السلام یہ جملہ سن کر خوش ہوں۔ (بھجۃ النفوس، ۳، ۱۹۴)

حضرات انبیاء علیہم السلام سے ملاقات اور اس کے اسرار

شب معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانوں پر متعدد انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی کسی سے پہلے آسمان پر اور کسی سے چھٹے پر اور کسی سے ساتویں پر ہوئی اس کے اسرار پر اہل علم نے خوب روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے آسمان پر ملاقات ہجرت کی طرف اشارہ تھا کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام کو عداوت ابلیس نے جنت سے نکالا اسی طرح اہل مکہ کی دشمنی اور عداوت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا۔

دوسرے پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحیٰ علیہما السلام سے ملاقات، یہود کی اذیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ انھوں نے حضرت یحیی علیہ السلام کو شہید کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمانوں پر اٹھا لیا، یہی یہود نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا مثلاً آپ کو شہید کرنے کے لیے یہودی عورت نے کھانے میں زہر ملا دیا لقمہ نے بول کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا مجھے نہ کھائیے میں زہر آلود ہوں، حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات قوم پر کامیابی اور ان پر احسان و کرم کی طرف اشارہ تھا، فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا۔

لاتثریب علیکم الیوم فیغفر الله لکم وھو ارحم الراحمین	آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

(یوسف، ۹۲)

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات اشارہ تھی کہ عنقریب لوگ آپ سے محبت کریں گے اور ان کی عداوت و دشمنی، الفت سے بدل جائے گی جیسا کہ بنی اسرائیل کے لوگ حضرت ہارون علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر محبت و پیار کیا کرتے۔

حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات، آفاق میں بادشاہوں تک اسلام پھیلانے کے لیے خطوط لکھنے کی طرف اشارہ تھا کیونکہ یہ پہلے پیغمبر ہیں جنھوں نے قلم سے لکھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات دشمنوں کے ختم ہونے کی طرف اشارہ تھی کہ جس طرح ان کے مقابل فرعون آیا اور وہ غرق و برباد ہوگیا اسی طرح ابوجہل جو فرعون سے بھی بڑھ کر فرعون تھا یہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اس حال میں ہونا کہ وہ بیت المعمور کے ٹیک لگائے تھے اشارہ تھی کہ مکہ فتح ہو جائے گا اور آپ آزادی کے ساتھ حج و عمرہ ادا کریں گے۔

دس سالہ ہجرت اور معراج میں مناسبت

اہل معرفت نے معراج اور دس سالہ ہجرت میں نہایت ہی اہم مناسبت ذکر کی ہے کہ جس طرح ہجرت کے دس سال ہیں اس طرح معراج کے بھی دس مراحل ہیں ان میں سے سات مراحل ساتویں آسمان تک ہیں۔

الثامن الی السدرة المنتهیٰ والتاسع الی المستوی الذی سمع منه صریف الاقلام و العاشر الی الرفرف والرؤیة وسماع الخطاب

آٹھواں مرحلہ سدرۃ المنتہیٰ، نواں مستویٰ تک جہاں آپ نے اقلام تقدیر کی آواز سنی اور دسواں رفرف، دیدار الٰہی اور اللہ تعالیٰ سے کلام کا شرف پانا ہے۔

رہے ہجرت کے دس سال تو ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو

WWW.NAFSEISLAM.COM

گئے۔

وھی لقاء الحق جل جلاله کما ختمت معاریج الاسراء باللقاء والحضور بحضرة القدس	اور یہ اللہ جل جلالہ سے ملاقات ہے جیسا کہ مدارج معراج کا اختتام ملاقات اور حریم کبریا میں حاضری پر ہوا۔

پھر انھوں نے ہر سال ہجرت اور ہر مرحلہ معراج کے درمیان جو مناسبتیں تحریر کیں ہیں وہ بھی خوب ہیں۔

جنت کا دورہ

اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا دورہ بھی کروایا، امام ابن دحیہ اس کی حکمت یہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بطور انعام جنت کا تذکرہ کیا اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو جنت کا مشاہدہ کروادیا جائے تا کہ جو کچھ آپ نے امت سے فرمایا وہ غائبانہ ہی نہ رہے بلکہ مشاہدہ کے ساتھ ہو اور ان انعامات کے مشاہدہ سے آپ لوگوں کو خوب اس کی دعوت دیں سکیں اور آپ کی امت اس میں دوسری امتوں سے سب سے زیادہ ہوگی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دوزخ کا مشاہدہ

اسی طرح اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کا بھی مشاہدہ کروایا کیونکہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہوئے آپ کی دعوت و پیغام کا مذاق و تمسخر اڑایا۔ ان کی سزا کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیار کیا اس سے بھی آگاہ کر دیا۔

احادیث اور معراج

بعض محدثین نے اپنے اپنے مطالعہ کے مطابق معراج حدیثی کو ترتیب وار بیان کیا

ہے، مثلاً امام محمد بن یوسف صالحی شامی المتوفی (۹۴۲) اور امام نجم الدین الغیطی (۹۸۲) نے اپنی اپنی کتاب ''المعراج الکبیر'' میں اسے ترتیب دیا ہے۔

امام صالحی شامی کی کتاب کے بارے میں امام نبھانی لکھتے ہیں۔

ولم ارفی المعاریج اجمع و انفع عنه وکل من جابعده کالغیطی والاجهوری فانما اخذو اجل فوائدهم عنه

میں نے معراج ناموں میں ایسی جامع اور نافع کتاب نہیں دیکھی ان کے بعد جتنے بھی اس موضوع پر لکھنے والے ہیں مثلاً امام غیطی اور اجھوری ان تمام نے اہم فوائد اس سے لیے ہیں

پھر موصوف نے اس کا اختصار کیا جس کا نام ''المنهاج السامی مختصر المعراج الشامی'' رکھا پھر اس کتاب کے مواد کے بارے میں خود امام شامی نے لکھا۔

واعلم انی لم اذکرفی هذا الکتاب حدیثا موضوعا البتة الا مانبهت علیه.

واضح رہے میں نے اس کتاب میں ایک بھی موضوع روایت درج نہیں کی اگر کہیں ایسا ہے تو میں نے اس کی نشاندہی کر دی ہے۔

(جواهر البحار، ۳، ۴۳٦)

nafseislam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب ۵

سدرہ تیری رہ گزر

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

محترم ڈاکٹر اسرار احمد سربراہ تنظیم اسلامی نے حضور ﷺ کے معراج پر خطاب کیا جسے شیخ جمیل الرحمٰن نے مرتب کر کے "معراج النبی ﷺ" کے نام سے شائع کیا۔

ہمارے سامنے اس کا پانچواں ایڈیشن ہے جو دسمبر ۹۵ میں شائع ہوا اس میں ڈاکٹر صاحب نے نہایت ہی دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ حضور ﷺ معراج کے موقع پر صرف سدرہ تک ہی تشریف لے گئے اس سے آگے جانا کتاب وسنت سے ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ ہماری شاعری ہی ہے کہ حضور ﷺ اس سے آگے گذر گئے۔ دوسری بات یہ بیان کی ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک آپ ﷺ کو دیدار الٰہی کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ یہی دونوں باتیں ان کے الفاظ میں ملاحظہ کر لیجئے۔

ا۔ سدرۃ المنتھیٰ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"یہ اس اعتبار سے منتھیٰ ہے کہ اس سے آگے مخلوق کا گذر نہیں ہے یہ انتھا ہے یہاں سے آگے حضرت جبریل بھی نہیں جا سکتے۔ اور نوٹ کیجئے کہ اس سے آگے جانے کا کہیں محمد ﷺ کا بھی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف ہماری شاعری ہی ہے۔ کہ حضور ﷺ اس سے بھی آگے گذر گئے۔ لیکن اس کا قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ بھی یہیں تک گئے ہیں (معراج النبی، ۳۱)

۲۔ دیدار الٰہی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"ہاں بعض صحابہ کے یہ اقوال کہ آپ شب معراج میں دیدار الٰہی سے بھی مشرف ہوئے سند کے ساتھ منقول ہیں لیکن عظیم اکثریت کی رائے یہی ہے۔ کہ شب معراج میں حضور ﷺ کو دیدار الٰہی نہیں ہوا۔ نیز جمہور اہلسنت کی رائے بھی یہی ہے۔ (معراج النبی، ۳۴)

ہم اس مقالہ میں انہی دو باتوں کا کتاب وسنت کی روشنی میں تجزیہ کرنا چاہ رہے ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

ا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا دوٹوک کہنا کہ سدرہ سے آگے جانے کا تذکرہ کتاب وسنت میں کہیں نہیں درست نہیں ہے۔کیونکہ مقتدر اہل علم نے کتاب وسنت سے اس پر دلائل فراہم کیے ہیں۔البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔لیکن دوسرے اقوال بلکہ مختار قول کو ترک کر دینا ہرگز مناسب نہیں۔یہی وجہ ہے جب علماء عقائد نے اس پر لکھا تو انھوں نے نہایت ہی محتاط الفاظ لکھے تا کہ کسی قول کا بھی انکار نہ ہو۔

ا۔ امام ابو جعفر طحاوی حنفی (المتوفی ،۳۲۱) معراج کے بارے میں عقیدہ یوں لکھتے ہیں کہ معراج حق ہے۔

وقد اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعرج یشخصه فی الیقظة الی السماء ثم الیٰ حیث شاء الله من العلی	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کے عالم میں جسم اقدس کے ساتھ آسمان تک پھر وہاں سے جس قدر بلندی تک اللہ نے چاہا معراج کا شرف بخشا۔
(العقیدة الطحاویة)	

۲۔ امام نجم الدین عمر نسفی (المتوفی ،۵۷۳) رقمطراز ہیں

المعراج لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظة یشخصه الی السماء ثم الی ماشاء الله من العلیٰ حق	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حالت بیداری اور جسم اقدس کے ساتھ آسمان پھر وہاں سے جس بلندی تک اللہ نے چاہا معراج عطا فرمائی۔

(عقائد نسفی)

۳۔ شیخ جمال الدین احمد بن محمد الغزنوی (المتوفی ،۵۹۳) کے الفاظ ہیں

عروج رسول صلی اللہ علیہ وسلم یشخصه فی الیقظة الی السماء ثم الی حیث شاء الله من العلاء	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم اطہر کے ساتھ آسمان اور پھر جہاں تک اللہ نے چاہا عروج وبلندی نصیب فرمائی

(اصول الدین ،۱۳۳)

WWW.NAFSEISLAM.COM

۴۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) امام اعظم کے الفاظ "خبر المعراج حق" کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ای بجسد المصطفیٰ ﷺ یقظة الی السماء ثم الی ماشاء الله تعالیٰ من المقامات الی العلیا	آپ ﷺ کو بیداری کے عالم میں آسمان پر مشیت الٰہی کے مطابق بلند مقامات تک معراج حاصل ہوئی

(منح الروض الازھر، ۳۲۲)

۵۔ امام نجم الدین الغیطی (المتوفی ۹۸۱ھ) کیفیت اسراء و معراج کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

اس بارے میں اختلاف ہے

الذی ذھب الیہ الجمھور من المفسرین والمحدثین والفقھاء والمتکلمین انھما وقعا فی لیلة واحدة بالروح والجسد معاًفی الیقظة لا فی المنام من مکة الی بیت المقدس الی السموات العلی الی سدرة المنتھیٰ الی حیث شاء العلی الاعلی	جمہور مفسرین، محدثین، فقہاء اور متکلمین کی تحقیق یہی ہے کہ اسراء اور معراج ایک ہی رات حالت بیداری میں روح وجسد دونوں کے ساتھ ہوئے نہ کہ خواب میں اور یہ مکہ سے بیت المقدس وہاں سے سموات العلی وہاں سے سدرۃ المنتھی اور وہاں سے جہاں تک اللہ نے چاہا۔

(المعراج الکبیر، ۵۱)

۶۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (المتوفی ۷۹۳ھ) ثم ماشاء الله تعالیٰ (پھر جہاں تک اللہ نے چاہا) کے الفاظ کی حکمت یوں لکھتے ہیں۔

اشار الی اختلاف اقوال السلف قیل الی الجنة وقیل الی العرش وقیل الی فوق العرش وقیل الی طرف العالم
(شرح عقائد نسفی ۱۵)

یہ اسلاف کے اقوال کی طرف اشارہ ہے بعض کے ہاں جنت، بعض کے ہاں عرش، بعض کے ہاں فوق العرش اور بعض کے ہاں طرف عالم تک معراج ہوئی۔

۷۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴) انتہاء معراج کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسمیں اختلاف ہے

قیل الی الجنة وقیل الی العرش وقیل الی ما فوقه وهو مقام دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی
(منح الروض الازهر ۳۲۳)

بعض نے جنت، بعض نے عرش اور بعض نے عرش سے اوپر کا قول کیا ہے اور یہی دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہے

۸۔ امام ابواسحاق محمد ابراہیم الشافعی (المتوفی ۸۱۹) نے منتھی العروج کے تحت لکھا۔

فقیل الجنة وقیل العرش قیل الی فوق العرش وقیل الی طرف العالم
(السراج الوهاج فی الاسراء والمعراج، ۲۸۰)

بعض نے جنت کچھ نے عرش، کچھ نے فوق العرش اور کچھ نے طرف عالم تک معراج کا قول کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

علماء عقائد کی ان تصریحات کے بعد کون دوٹوک کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی معراج فقط سدرۃ تک ہی ہے اس سے آگے کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے آپ نے دیکھا جن لوگوں کی ان معاملات پر گہری نظر ہے وہ کس قدر محتاط ہیں۔ انھوں نے ہر جگہ ایسے الفاظ کا انتخاب کیا جو ان تمام اقوال کو شامل رہیں اور کسی کا بھی دوٹوک رد نہ ہو کیونکہ ان میں سے ہر کوئی کتاب وسنت سے ہی استدلال کر رہا ہے

علماء عقائد کی تصریح

پھر اس کی بھی علماء عقائد نے تصریح کر دی ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک معراج قرآن سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ وہاں سے آسمان تک احادیث مشہورہ سے ہے رہا جنت یا عرش یا اس سے اوپر تک جانا اس پر احادیث احاد ہیں۔

۱۔ امام برہان الدین اللقانی (المتوفی، ۱۰۴۱) تحریر کرتے ہیں مسجد اقصیٰ سے سموات سبع تک معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔

ومنها الى الجنة ثم الى العرش او طرف العالم من فوق العرش على الخلاف فى ذالک ثابت بخبر الواحد فمن انكره لا يكفر ولا يفسق

وہاں سے جنت پھر یا عرش یا طرف عالم فوق العرش میں اختلاف ہے کیونکہ یہ خبر واحد سے ثابت ہے جو اس کا انکار کرے گا اسے نہ کافر کہا جائے گا نہ فاسق۔

(شرح جوهرة التوحيد، ۱۴۱)

۲۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (المتوفی، ۷۹۳) سابقہ عبارت کے بعد رقمطراز ہیں۔

فالاسراء وهو من المسجد الحرام الى بيت المقدس قطعى ثابت بالكتاب والمعراج من الارض الى السماء مشهور ومن السماء الى الجنة او الى العرش او غير ذلك احاد

اسراء، مسجد حرام سے بیت المقدس تک قطعی اور کتاب اللہ سے ثابت ہے اور زمین سے آسمان تک معراج مشہور روایات اور آسمان سے جنت یا عرش یا اس سے اوپر احادیث احاد سے ثابت ہے۔

(شرح عقائد نسفى، ۱۰۵)

WWW.NAFSEISLAM.COM

۳۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے ان الفاظ کی شرح یوں کی ہے۔

ای مروی بخبر الاحاد ویأثم منکره — یہ احادیث احاد سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر گناہگار ہوگا

اس کے بعد ایک اعتراض اٹھاتے ہیں کہ پہلے تفتازانی نے کہا تھا یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اب یہاں احاد کی بات کررہے ہیں اس کا جواب دیا۔

ان المشهور هو العروج من السماء الی ما فوقها والا حادو هو خصوصية الجنة ا والعرش — مشہور روایات سے آسمان سے اوپر تک جانا ثابت ہے رہا جنت یا عرش تک جانا وہ احادیث احاد ہی سے ثابت ہے۔

(النبراس، ۴۷۴)

۴۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ،۱۰۶۹) آپ ﷺ کے معراج کے اس پہلو کو یوں بیان کرتے ہیں۔

والا حاديث الاحاد الدالة علی دخوله الجنة ووصوله الی العرش اوطرف العالم کما سیاتی — احادیث احاد آشکار کرتی ہیں کہ آپ ﷺ جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک یا اطراف عالم تک پہنچے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

(نسیم الریاض ،۲، ۲۷۰)

بعض علماء نے عرش وکرسی تک معراج پر احادیث مشہورہ کا قول کیا ہے۔ ضوء المعالی کے محشی اس پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ تک معراج کا منکر کافر ہے اور اگر کوئی آگے کا منکر ہے۔

من الصعود الی الجنة والعرش والکرسی والی سدرة المنتهیٰ وغیر ذالک من المعارج والمدارج یکفر — یعنی جنت تک عروج ،عرش ،کرسی ،سدرہ اور دیگر معراج کا منکر ہوتو بعض نے کہا ہے یہ کفر ہے کیونکہ ان تک معراج

لانه لانکاره مجمعاً وقیل لا یکفر
لانــه ینـکـر الـمشهورة من الا خبار
وانکار المشهور لا یکفر بل یضلل
(تحفة الاعالی ،۳۸)

اتفاق ہے بعض نے کہا کہ یہ کفر نہیں ہے
کیونکہ یہ مشہور روایات کا انکار ہے اور یہ
انکار کفر نہیں بلکہ گمراہی ہے۔

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

احادیث مبارکہ۔

آپ نے ملاحظہ کرلیا تمام علماء وعقائد تصریح کرر ہے ہیں کہ سدرۃ سے آگے جانے پر احادیث متواترہ ومشہور اگر چہ نہیں لیکن احاد ہیں ۔اب یہاں ان احادیث کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

ا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ،۸۵۲) نے فتح الباری میں حدیث المعراج کی شرح کے تحت تکملہ کا عنوان قائم کر کے کہا۔

وفع فی غیر هذه الروایة زیادات رأیها ﷺ بعد سدرة المنتهی تذکرفی هذه الروایة	اس روایت کے علاوہ دیگر روایات میں کچھ اضافات بھی ہیں جنہیں سرور عالم ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے بعد دیکھا لیکن ان کا ذکر یہاں نہیں ہوا۔

اس کے بعد انھوں نے جو روایات درج کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔امام ابن ابی حاتم اور امام ابن عائذ نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ثم انطلق حتی انتهی بی الی الشجرة فغشیتنی من کل سحابة فیها من کل لون فتأخر جبریل وخررت ساجدا	پھر میں چلا حتی کہ درخت تک پہنچا تو مجھے ابر نے ڈھانپ لیا جس میں ہر رنگ تھا جبریل امین یہاں پیچھے رہ گئے اور میں حالت سجدہ میں گرگیا۔

(فتح الباری ،۷،۲۷۱)

اس میں واضح طور پر الفاظ ہیں "فتأخر جبریل "(جبریل پیچھے رہ گئے)یعنی میں آگے گذر گیا

۲۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ،۹۱۱) نے دو دفعہ یہ الفاظ نقل کئے ہیں

فرفعنی جبریل و خررت ساجداً — مجھے جبریل نے آگے جانے کا کہا اور میں سجدہ ریز ہو گیا

(الآیة الکبری: ۲۶)

۳۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ۷۷۴ھ) نے بھی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے

فرفضنی جبریل و خررت ساجداً — مجھے جبریل امین نے چھوڑ دیا اور میں حالت سجدہ میں چلا گیا

۴۔ بلکہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کو نمازوں میں کمی کروانے کا مشورہ دیا تو آپ ﷺ فرماتے ہیں میں واپس لوٹا

حتی انتھیت الی الشجرة فغشیتنی السحابة و رفضنی جبریل و خررت ساجدا — جب درخت کے پاس آیا تو مجھے ابر نے ڈھانپ لیا جبریل نے مجھے چھوڑ دیا اور میں حالت سجدہ میں چلا گیا۔

(تفسیر القرآن العظیم، ۷۳)

۵۔ محشی ضوء المعالی نے یہ الفاظ روایت کئے ہیں

ثم جاء رفرف فتناولنی جبریل و طاربی حتی وقف علی ربی — پھر رفرف کی سواری آ گئی اور مجھے جبریل سے لے لیا اور وہ سوار کر کے لے گئی حتیٰ کہ میں حریم کبریا میں پہنچ گیا۔

(تحفة الاعالی، ۳۸)

WWW.NAFSEISLAM.COM

سحاب اور رفرف

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اکثر احادیث میں لفظ سحاب اور بعض میں رفرف کا لفظ ہے۔ امام نجم الدین الغیطی (۹۹۹) ان میں تطبیق یوں دیتے ہیں

فیحتمل ان المراد به السحابة التی غشیته و فیها من کل لون التی رواها ابن ابی حاتم عن انس و عند ما غشیته تأخر عنه جبریل

(المعراج الکبیر، ۸۹)

ممکن ہے رفرف سے مراد سحاب ہی ہو جس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور اس میں ہر رنگ تھا جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، جب آپ ﷺ کو سحاب نے ڈھانپ لیا تو جبریل امین آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔

Nafse Islam

اسی طرح امام برہان الدین علی حلبی رقمطراز ہیں

ویعبر عن تلک السحابة بالر فرف

اس سحاب کو رفرف بھی کہا گیا ہے۔

(انسان العیون، ۱، ۴۰۲)

۶۔ حضرت قاضی عیاض (المتوفی ۵۴۴) نے ثم دنا فتدلیٰ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

فارقنی جبریل فانقطعت الاصوات عنی (الشفاء ۱، ۲۶۷)

جبریل امیں مجھ سے جدا ہو گئے اور تمام آوازیں ختم ہو گئیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

شرح مسلم میں رقمطراز ہیں۔

وفی حدیث اخر فارقنی جبریل وانقطعت عنی الاصوات

(اکمال المعلم، ۱، ۵۱۰)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جبریل امین مجھ سے جدا ہو گئے اور آوازیں تمام ختم ہو گئیں۔

امام ابی اور امام سنوسی دونوں نے بھی یہ الفاظ نقل کیے ہیں (اکمال و مکمل، ۱۔۵۲۱)

شارح مسلم امام نووی (المتوفی ۶۷۶) نے بھی یہی الفاظ حضرت قاضی عیاض سے بغیر کسی رد کے نقل کیے ہیں۔ (المنہاج، ۱: ۹۳)

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ،۱۰۶۹) نے ان الفاظ کے تحت لکھا۔

ای تخلف عنه فی المعراج لان له مقا ما لا یتعداه

(نسیم الریاض ،۱: ۳۰۴)

یعنی معراج کے موقع پر جبریل پیچھے رہ گئے کیونکہ یہ مقام ان کے لئے مقرر ہے وہ یہاں سے آگے نہیں جاسکتے۔

حضرت ملا قاری (المتوفی ،۱۰۱۴) کے الفاظ ہیں۔

ای فی مقام معین له کما اخبر الله سبحانه و تعالیٰ عن الملائکة بقوله وما منا الا له مقام معلوم وقال معتذرا لو دنوت انملة لا حرقت

(شرح شفاء مع نسیم ،۲: ۳۰۴)

یعنی اپنے مقام معین پر رک گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے لئے مقام مقرر ہے اور حضرت جبریل امین نے عذر کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں ایک پورا بھی آگے جاؤں تو جل جاؤں گا۔

۷۔ علامہ احمد خفاجی (المتوفی ،۱۰۶۹) معراج کی تفصیلات میں کہتے ہیں احادیث معراج میں یہ بھی ہے جب آپ ﷺ سدرہ پر پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے وہاں رفرف کی سواری پیش کی۔

فتناوله فطار به الی العرش

(نسیم الریاض ،۲: ۳۱۰)

جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور وہ آپ ﷺ کو عرش پر لے گئی۔

۸۔ امام محمد احمد قرطبی (المتوفی ،۶۷۱) دنا فتدلی کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

ای تدلی الرفرف لمحمد ﷺ لیلة المعراج فجلس علیه ثم رفع فدنا من ربه قال فارقنی جبریل

شب معراج رفرف حاضر ہوا آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہو کر اوپر تشریف لے گئے یہاں تک اللہ رب العزت کا خوب

وانقعطت عنی الاصوت و سمعت کلام ربی

قرب ملا فرمایا جبریل مجھ سے جدا ہو گئے اور تمام آوازیں ختم ہو گئیں اور میں نے اپنے رب تعالیٰ کا کلام مقدس سنا۔

(الجامع لاحکام القرآن، ۱۷: ۸۸)

امام ابو حفص عمر بن عادل دمشقی (المتوفی ۸۸۰) نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے

(اللباب فی علوم الکتاب، ۱۸: ۱۷۶)

۹۔ دوسرے مقام پر امام قرطبی نے حدیث معراج ذکر کرتے ہوئے لکھا

لما بلغ سدرة المنتھی جاءه الرفرف فتناوله من جبریل و طاربه الی سند العرش

جب آپ ﷺ سدرۃ پر پہنچے تو رفرف آ گیا اس نے آپ ﷺ کو جبریل سے لیا اور عرش تک لے گیا۔

(التذکرہ، ۵۲۰)

۱۰۔ امام بدر الدین عینی (المتوفی، ۸۵۵) نے حضرت مقاتل بن حیان سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل لے کر چلے

حتی انتھی الی الحجاب الاکبر عندسدرة المنتھی قال جبریل تقدم یامحمد

یہاں تک کہ سدرۃ المنتھی کے پاس حجاب اکبر آ گیا تو جبریل کہنے لگے حضور اب آگے آپ جائیں۔

(انسان العیون، ۱: ۴۰۳)

۱۱۔ مقام مستویٰ سدرہ سے اوپر

بخاری و مسلم کی احادیث میں صراحۃً موجود ہے آپ ﷺ مقام مستویٰ پر جلوہ افروز ہوئے امام بخاری حضرت ابن عباس اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام
(صحیح البخاری، باب کیف فرضت الصلاۃ)

پھر میں اوپر گیا یہاں تک کہ مستوی تک پہنچا اور وہاں میں نے تقدیر لکھنے والی اقلام کی آواز سنی

محدثین اور اہل سیر نے تصریح کی ہے کہ مقام مستوی، سدرۃ کے بعد ہے آیئے کچھ تصریحات سامنے لاتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) نے تکملہ کا عنوان قائم کر کے لکھا

وقع فی غیر هذه الروایة رأها صلی اللہ علیہ وسلم بعد سدرۃ المنتھیٰ لم تذکر فی هذه الروایة منها ما تقدم فی اول الصلوۃ حتی ظهرت المستویٰ اسمع فیه صریف الاقلام
(فتح الباری، ۷:۱۷۲)

اس روایت کے علاوہ میں کچھ ایسے اضافات بھی ہیں جنھیں آپ ﷺ نے سدرۃ المنتھیٰ کے بعد دیکھا۔ ان کا ذکر اس روایت میں نہیں ہوا۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو (پہلے اول صلوۃ میں گزر چکا) کہ مقام مستویٰ تک پہنچا اور وہاں میں نے اقلام کے لکھنے کی آواز سنی۔

۲۔ اس عبارت کے تحت مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مقام صریف الاقلام، سدرۃ المنتھیٰ کے بعد ہے

(سیرت مصطفے، ۱:۳۰۵)

۳۔ علامہ محمد سفارینی (المتوفی ۱۱۸۸) رقمطراز ہیں جب حضور ﷺ سدرہ پر پہنچے تو جبریل پیچھے رہ گئے

ثم عرج بالنبی ﷺ حتی وصل المستوی سمع فیه صریف الاقلام
(لوامع الانوار البهیة، ۲:۲۸۳)

پھر حضور ﷺ اوپر تشریف لے گئے یہاں تک کہ مقام مستویٰ آ گیا آپ ﷺ نے اقلام کے لکھنے کی آواز سنی۔

۴۔ امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ۹۴۴) نے تمام روایات ترتیب دی اور مسلسل واقعہ معراج ذکر کیا جب سدرۃ المنتہیٰ پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو اس کے بعد یہ روایت ذکر کی۔

فتأخر جبریل ثم عرج حتی ظهرت المستویٰ سمع فیه صریف الاقلام (سبل الهدی والرشاد، ۳: ۹۱)	تو وہاں جبریل امین رک گئے پھر آپ ﷺ مستویٰ تک اوپر چلے گئے وہاں آپ ﷺ نے اقلام تقدیر کی آواز سنی۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ''الآیات العظیمة الباهرة'' میں احادیث معراج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ثم رفع الی سدرة المنتهیٰ....ثم عرج به حتی ظهر المستویٰ سمع فیه صریف الاقلام و رأی رجلا مغیبا فی نور العرش (آیات العظیمة الباهرة فی معراج سید اهل الدنیا والاخرة بحواله جواهر البحار، ۳:۴۷۵)	پھر مجھے سدرہ تک بلندی ملی ۔۔۔۔۔۔ پھر وہاں سے بھی عروج ہوا حتیٰ کہ مستویٰ ظاہر ہوا وہاں اقلام کی آواز سنی اور نور عرش میں گم آدمی کو دیکھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۵۔ شیخ ابوبکر جزائری سعودی، سدرہ اور بیت المعمور کی سیر کے بعد لکھتے ہیں

ثم رفع و ادنی حتی انتهی الی مستوی سمع فیه صریر الاقلام و منها قربه ربه ناجا (هذا الحبیب یا محب، ۱۳۷)	پھر وہاں سے بلند ہوئے حتیٰ کہ مقام مستویٰ پر پہنچے یہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی اور وہاں ہی اپنے رب تعالیٰ سے مناجات اور گفتگو کا شرف پایا۔

۶۔ امام برہان الدین علی حلبی (المتوفی ۱۰۴۴) لکھتے ہیں جب سدرہ کے بعد آپ کو نور

نے ڈھانپ لیا

وفی ذلک النور المستوی الذی یسمع فیه صریف الاقلام ثم العرش
تو اس نور میں مستوی کا مقام آیا جس پر آپ نے اقلام کی آواز سنی پھر عرش آیا

(انسان العیون، ۱، ۴۰۳)

۷۔ ڈاکٹر خلیل ابرہیم ملا خاطر نے احادیث کے مختلف الفاظ نقل کرنے کے بعد بہت خوبصورت نوٹ لکھا اور ان تمام میں تطبیق پیدا کر دی ان کے الفاظ یہ ہیں

اذ کل ھذہ العبارات فدل علی انه ﷺ رفع وھو فی السماء السابعة لیری سدرة المنتھی و لعله رفع لینظر الیھا من اعلاھا کما نظر الیھا من اسفلھا فتکون نظرته نظرة احاطة
تمام الفاظ (صعد، علا، ظھر، عرج) واضح کر رہے ہیں کہ آپ کو ساتویں آسمان میں بلندی عطا کی گئی تا کہ آپ سدرۃ المنتھی کا اوپر سے اس طرح معائنہ فرماسکیں جیسے اسے نیچے سے دیکھا تھا تا کہ اس کا مشاہدہ کامل ہو جائے۔

رہا اس سے آگے کا معاملہ

و اما کونه ﷺ رفع فوق السماء السابعة فھذا صریح ثم عرج بی حتی ظھر المستوی اسمع صریف الاقلام
یعنی آپ ﷺ کا ساتویں آسمان سے اوپر جانا تو اس پر آپ کے یہ الفاظ مبارکہ صراحۃً دال ہیں کہ میں مقام مستوی پر پہنچا اور وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی

آگے چل کر "حتی ظھرت لمستوی" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

یہ الفاظ نشاندہی کر رہے ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

فقد تجاوز ما فوق السموات السبع حيث سمع صوت ما تكتبه الملائكة من اقضية الله تعالیٰ وهذا يدل على شدة القرب المتناهي	آپ ﷺ ساتویں آسمان سے بھی آگے گزر گئے حتیٰ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو لکھنے والی ملائکہ کی قلم کی آواز کو سنا اور یہ بہت ہی زیادہ قرب پر وال ہیں۔

(ایضاً، ۴۶۱)

سدرہ بلاشبہ ساتویں آسمان پر ہے اور مستویٰ اس سے اوپر ہے۔

۸۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے مقام صریف کی تشریح کرتے ہوئے بعنوان ''تنبیہ'' لکھا ہے

احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام صریف الاقلام سدرہ کے بعد ہے اس لئے کہ احادیث میں مقام صریف الاقلام کا عروج سدرۃ المنتھیٰ کے بعد لفظ ''ثم'' سے ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سدرۃ المنتہیٰ کو اس لئے سدرۃ المنتھیٰ کہتے ہیں کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں ان کا منتھیٰ یہی مقام ہے معلوم ہوا سدرۃ المنتھیٰ کے اوپر کوئی اور مقام ہے کہ جہاں سے تدابیر عالم کے متعلق احکام تکوینیہ کا نزول ہوتا ہے وہ یہی مقام صریف الاقلام ہے گویا کہ مقام صریف الاقلام تدابیر الٰہی اور تقادیر خداوندی کا بلاتشبیہ وتمثیل مرکزی دفتر اور صدر مقام ہے۔ سدرۃ المنتھیٰ، جنت اور جہنم کے بعد حضور اکرم ﷺ کو اس مقام کا معائنہ کرایا گیا نیز روایات حدیث میں نمازوں کی فرضیت اور مکالمہ خداوندی کا ذکر صریف الاقلام کے بعد آیا ہے اس لئے یہی معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ مقام صریف الاقلام سدرۃ المنتھیٰ کے بعد ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(سیرۃ المصطفیٰ ۱،۳۰۴)

۹۔ شیخ اشرف علی تھانوی نے بھی یہی بات لکھی ہے۔

نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف الاقلام کا فوق اور بیت المعمور سے ارفع ہونا معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہیں جو احکام تکوینیہ جزئیہ یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل

کرتے ہیں اور سدرۃ منتھیٰ کی نسبت واقعہ ہشد ہم میں آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اول وہاں آتے ہیں تو سدرہ اس کے تحت میں ہوا اسی طرح بیت العمور کی اصل ساتویں آسمان میں ہے اور وہاں فرشتے عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور سموات اس عموم میں داخل ہیں یتنزل الامر بینھن تو بیت العمور بھی اس کے تحت میں ہوا۔

(نشر الطیب، ۷۸)

۱۰۔ علامہ محمد بن حسن کردی (۱۱۸۹) نے سدرہ اور جنت کی سیر کے بعد لکھا۔

ثم اسری بہ الی مکان اعلی من سدرۃ کما فی حدیث البخاری ثم عرج بی حتی ظھرت لمستوی اسمع فیہ صریف الا قلام	پھر آپ ﷺ کو اس مقام کی سیر کروائی گئی جو سدرہ سے بلند ہے جیسا کہ بخاری کی اس حدیث سے آشکار ہو رہا ہے پھر مجھے عروج ملا یہاں تک کہ میں مقام مستوی پر پہنچ گیا وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی ۔
(رفع الخفاء، ۱: ۱۷۳)	

۱۱۔ تمام اہل علم نے مراحل معراج بیان کرتے ہوئے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مقام مستوی سدرہ کے بعد ہے چند تصریحات درج ذیل ہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۔ امام ابن المنیر "المنتقی فی شرب المصطفیٰ" میں لکھتے ہیں کہ سالہائے ہجرت کے مطابق معراج کے مراحل ہیں ان میں سے سات سموات سبع تک ہیں۔

والثامن الی سدرۃ المنتھیٰ والتاسع الی المستوی الذی سمع فیہ صریف الا قلام فی تصاریف الا قدار والعاشر الی العرش	آٹھواں سدرۃ المنتھیٰ ،نواں مستوی ہے جس میں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والی اقلام کی آواز سماعت فرمائی اور دسواں مرحلہ عرش تک ہے۔

(المعراج الکبیر للیغیطی، ۸۹)

۲۔ شارح بخاری امام احمد قسطلانی (المتوفی ۹۲۳) کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

الثامن الی سدرة المنتھی و التاسع الی المستوی	آٹھواں معراج سدرۃ المنتھیٰ اور نواں مقام مستویٰ ہے۔

(المواھب اللدنیة، ۳:۱۷)

۳۔ امام ابو اسحاق محمد ابراہیم شافعی (المتوفی ۸۱۹) امام ابو الخطاب کے حوالہ سے لکھتے ہیں معراج کے مراحل ہجرت کے دس سالوں کے مطابق ہیں ان میں سے سات سبع آسمان تک ہے اور

الثامن الی سدرة المنتھی و التاسع الی المستوی الذی سمع فیه صریف الاقلام و العاشر الی العرش و الرفرف و الرؤیة وسماع الخطاب	آٹھواں مرحلہ سدرۃ المنتھیٰ تک، نواں مستویٰ تک جہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی، دسواں مرحلہ عرش، رفرف، دیدار الٰہی اور اللہ رب العزت سے ہمکلام ہونے کا شرف ہے۔

(السراج الوھاج، ۵۴)

۴۔ انہوں نے ہی صاحب فتح الصفا سے مراحل معراج اور سالہائے ہجرت کے درمیان مناسبت ذکر کرتے ہوئے کہا سدرۃ تک آٹھویں مرحلہ اور ہجرت کے آٹھویں سال میں مناسبت یہ ہے کہ اس سال مکہ فتح ہوا اور وہ ام القری ہونے کی وجہ سے منتھیٰ ہے۔

اما مناسبة المعراج التاسع الی المستوی الذی سمع فیه صریف الاقلام	اور نواں مرحلہ معراج کا مقام مستوی ہے یہاں آپ ﷺ نے اقلام کی آواز سنی۔

(ایضاً، ۵۸)

۱۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث شریک ''ثم علا به فوق ذلک بما لا یعلمه الا الله حتی جاء سدرة المنتھی'' (پھر آپ بلند ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا حتیٰ

کہ سدرۃ المنتھی کا مقام آیا) کی تشریح اور دیگر روایات سے اس کی تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں

ولعل فی السباق تقدیماً وتاخیراً او کان ذکر سدرۃ المنتھی قبل ثم علابه فوق ذلک بمالا یعلمه الا الله

ممکن ہے بیان میں تقدیم وتاخیر ہو تو سدرۃ المنتھی کا ذکر پہلے ہے پھر اس کے بعد آپ ﷺ کو ایسا عروج ملا جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر اس کی تائید لاتے ہیں

وقد وقع فی حدیث ابی ذر ثم عرج بی حتی ظھرت بمستوی اسمع فیه صریف الاقلام.

حدیث ابوذرؓ میں ہے پھر میں بلند ہوا حتی کے مقام مستوی پر پہنچا وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی۔

(فتح الباری، ۱۳: ۴۱۳)

۱۳۔ امام الحرمین کا پر لطف قول

امام شمس الدین محمد بن احمد قرطبی (المتوفی ۶۷۱) رقمطراز ہیں کہ حضور ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں مگر آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

من قال انا خیر من یونس فقد کذب

جس نے مجھے یونس سے افضل کہا اس نے جھوٹ بولا۔

اس کے اہل علم نے متعدد مفاہیم بیان کیے ہیں مگر

احسنها واجملها ماذکر القاضی ابو بکر بن العربی

لیکن سب سے احسن اور خوبصورت معنی قاضی ابوبکر بن العربی نے کیا ہے۔

لکھتے ہیں کہ کثیر اہل علم نے امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک الجوینی کے حوالہ سے بیان کیا ان سے سوال ہوا کیا اللہ تعالیٰ کے لئے جھت ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں اس کی ذات اس

سے بالاتر ہے، عرض کیا اس پر دلیل کیا ہے فرمایا حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی۔

لا تفضلو نی علی یونس بن متی مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔

عرض کیا اس ارشاد گرامی سے آپ کے مدعیٰ پہ استدلال کیسے ہوگا؟ فرمایا میں استدلال بتاتا ہوں تم پہلے یہ کام کرو میرے پاس حاجت مند آیا ہے اس پر ہزار دینار کسی کا قرض ہے تم اس کی ادائیگی کردو، دو افراد نے ذمہ داری قبول کر لی تو فرمایا تم دونوں اسے تنگ کرو گے لہذا ایک ذمہ لے لے جب ایک نے ذمہ داری قبول کر لی تو فرمایا حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے اور وہ انہیں سمندر کی تہہ میں لے گی وہاں ظلمت در ظلمت ہی تھی انہوں نے وہاں اپنے رب کی تسبیح کی لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین . اور حضور ﷺ

جلس علی الرفرف الا خضر وار تقی به صعداً حتی انتهی به الی مو ضع یسمع فیه صریف الاقلام و نا جاه ربه

سبز رفرف پر تشریف فرما ہو کر بلندی کے اس مقام تک تشریف لے گئے کہ وہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی اپنے رب سے خوب سرگوشی کی اور اس نے جو چاہا وحی فرمائی۔

لیکن اس کے باوجود۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ولم یکن با قرب الی الله من یونس

مگر (مسافت کے اعتبار سے) آپ اللہ تعالیٰ کے حضرت یونس سے زیادہ قریب نہ تھے۔

(التذ کرة ، ۱۹۲)

اس قول کی تفصیل شارح بخاری امام ابن ابی جمرہ (۶۹۹) نے یوں بیان کی ہے کہ یہاں آپ ﷺ نے حد بندی کی نفی کی ہے ورنہ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں عالم حس میں فضیلت ہے کیونکہ آپ ساتوں آسمان سے بلند ہوئے اور حضرت یونس علیہ السلام سمندر کی تہہ میں تھے پھر آپ کا یہ بھی ارشاد ہے۔

انا سید ولد آدم یوم القیامة ولافخر — میں روز قیامت اولاد آدم کا سربراہوں مگر فخر نہیں۔

یہ بھی فرمان ہے۔

آدم ومن دونه تحت لوائی — حضرت آدم اور ان کے علاوہ تمام لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

پھر آپ شفاعت کبریٰ کے مقام پر فائز ہیں جو درجہ کسی بھی نبی کو حاصل نہیں تو فضیلت بہرصورت آپ کو حاصل ہے۔ تو پھر لا تفضلونی علی یونس کا مفہوم یہ ہوگا کہ مجھے مسافت کے اعتبار سے افضل نہ جانو۔

وان سری به لفوق السبع الطباق واختراق الحجب ویونس علیه السلام وان نزل به لتحت البحار فهما بالنسبة الی القرب والبعد من الله سبحانه علی حد واحد — یعنی حضور ﷺ اگرچہ سات آسمانوں اور حجاب سے آگے تک تشریف لے گئے اور حضرت یونس علیہ السلام سمندر کی تہہ میں تھے لیکن اللہ تعالیٰ سے قرب و بعد کے اعتبار سے ایک ہی حد پر تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کے بعد آیت مبارکہ ''قاب قوسین او ادنیٰ'' کا مفہوم یوں لکھتے ہیں۔

لو کان لله عزوجل مسافة یمشی الیه لکان النبی ﷺ منه بذلک القرب (بهجة النفوس، ۳: ۲۰) — اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف مسافت ہوتی تو حضور ﷺ اس اعتبار سے سب سے قریب ہیں۔

تمام تصریحات نے آشکار کر دیا کہ مقام مستویٰ سدرہ سے آگے ہے جب آپ ﷺ کا اس مقام تک جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اب سدرہ سے آگے جانے کے انکار کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

حضور ﷺ کا علمی مقام

اس روایت کے تحت محدثین نے حضور ﷺ کے علمی مقام کے بارے میں بھی خوب لکھا۔

ا۔ امام بدرالدین عینی (المتوفی ،۸۵۵) اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اعنی انی اقمت مقاما بلغت فیه من رفعة المحل الی حیث اطلعت علی الکوائن وظهر لی ما یراد من امر الله وتدبیره فی خلقه وهذا والله هوا المنتهی الذی لا تقدم فیه لا حد علیه (عمدة القاری،۴:۷۴)

(مرقاة المفاتیح ،۱۰:۱۷۴)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس مقام پر پہنچا کہ اس کی بلندی کی وجہ سے تمام کائنات پر مطلع ہوا اور مجھ پر مخلوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اوامر اور تدابیر کا ظہور ہوا اللہ کی قسم یہ وہ انتہا ہے جس پر آپ کے سوا کوئی نبی نہیں پہنچا۔

امام خفاجی ،امام تورپشتی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

بمعنی انه بلغ من الرفعة لمقام اطلع فیه علی التکوین وما یراد ویؤمر من تدبر الله عزوجل وهذا منتهی لا یرام ولا تصل الیه الا فهام ولا ینطق فیه غیر صریر الاقلام

(نسیم الریاض ،۳:۷۵)

اس کا معنی یہ ہے کہ میں اس قدر بلند ہوا وہاں میں کائنات اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور اوامر کے بارے میں آگاہ ہوا یہ وہ مقام ہے جس کا ارادہ کیا جا سکتا ہے اور نہ وہاں کسی ذہن کی رسائی ہے اور نہ اقلام کی آواز کے علاوہ وہاں کے لئے کوئی لفظ ہے۔

۱۴۔ تدلی کی دو اقسام

یہاں نہایت ہی اہم یہ نکتہ سامنے لانا بھی ضروری ہے کہ بعض اہل علم نے قرآنی تدلی ''ثم دنا فتدلی '' اور حدیثی تدلی ''دنا الجبار رب العزة ''دونوں سے ایک ہی مراد لی ہے کہ یہ قرب اللہ رب العزت کا ہے اور یہ عرش پر ہوا، ان میں سب سے اونچا نام حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کا ہے

۱۔ امام محمد بن جریر طبری (المتوفی، ۳۱۰) اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

دنا ربه فتدلی — آپ کا رب قریب ہوا تو آپ جھکے۔

(جامع البیان، ۲۷: ۲۰)

۲۔ امام احمد بن حسین بیہقی (المتوفی، ۴۵۷) نے "ولقد رأه نزلة اخری " کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

دنا منه ربه — حضور ﷺ کا رب آپ کے قریب ہوا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی سند کے بارے میں رقمطراز ہیں

وهذا سند حسن — اسکی سند حسن ہے۔

(فتح الباری، ۱۳: ۴۱۳)

۳۔ امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے انہی سے یوں تفسیر نقل کی ہے۔

هو محمد ﷺ دنا فتدلی الی ربه عزوجل — حضور ﷺ اپنے رب عزوجل کے قریب ہوئے

(الدر المنثور، ۷: ۶۴۵)

۴۔ امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل

کی جب حضور ﷺ معراج پر گئے۔

اقترب من ربه فکان قاب قوسین او ادنیٰ (الدر المنثور، ۷: ۶۴۶) | اپنے رب کے آپ اتنے قریب ہوئے کہ دوکمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا

۵۔ امام محمد بن جریر طبری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

فدنا ربک فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی | تمہارا رب قریب ہوا تو آپ جھکے تو فاصلہ دو کمانوں سے کم رہ گیا

(جامع البیان، ۱۳: ۶۲)

۶۔ حضرت امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے

و دنا الجبار رب العزة فتدلی حتی کان منه قاب قوسین او ادنیٰ | اللہ رب العزت کی ذات اقدس قریب ہوئی حتیٰ کہ فاصلہ دوکمانوں سے بھی کم ہوگیا

(البخاری باب قوله تعالیٰ و کلم الله موسیٰ تکلیما)

کچھ صحابہ نے آیت میں قرب جبریل امین مراد لیا ہے جیسا کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے الغرض آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے جن لوگوں نے پہلی تفسیر کو ترجیح دیتے ہوئے قرب الٰہی مراد لیا ہم ان کی بات یہاں نہیں کرتے بلکہ جن اہل علم نے دوسری تفسیر کو ترجیح دی ہے مثلاً شیخ ابن قیم اور حافظ ابن کثیر، ہم ان کے حوالہ سے دکھانا چاہتے ہیں کہ اگر چہ وہ اس آیت کے حوالہ سے قرب الٰہی نہیں مانتے مگر حدیث تدلی کو وہ بھی قرب الٰہی پر ہی محمول کرتے ہیں۔ یعنی پہلا موقف لیں یا دوسرا، دونوں صورتوں میں قرب الٰہی مسلّم ہے صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے موقف میں یہ قرب الٰہی قرآنی آیات سے بھی ثابت ہیں اور دوسرے میں صرف حدیث سے، آیئے ہم ان دونوں کی آراء کا مطالعہ کرتے ہیں

۱۔ شیخ ابن قیم (المتوفی ،۷۵۱) اس مسئلہ کو یوں آشکار کر رہے ہیں کہ قرآنی دنو (قرب) تو جبریل امین کا ہے لیکن

فاما الدنو و التدلی الذی فی حدیث الاسراء فذالک صریح فی انه دنو الرب تبارک و تدلیه

جو دنو اور تدلی حدیث اسراء میں ہے وہ اس بات پر تصریح ہے کہ یہ قرب اللہ رب العزت کے ساتھ ہی ہے

(زاد المعاد، ۲: ۴۸)

اسی طرح دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں

واما الدنو والتدلی فی حدیث المعراج فرسول اللہ ﷺ کان فوق السموات فهناک دنی الجبار جل جلاله منه و تدلی فالدنو والتدلی فی الحدیث غیر الدنو والتدلی فی الایة و ان اتفقا فی اللفظ

حدیث معراج والی تدلی کے وقت رسول اللہ ﷺ آسمانوں سے اوپر تھے وہاں اللہ رب العزت جل جلالہ کا قرب ملا تو حدیث کی تدلی اور قرب، قرآنی تدلی کا غیر ہے اگرچہ لفظاً ان میں اتحاد ہے۔

(مدارج السالکین، ۳: ۳۳۵)

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی ،۷۷۴) تدلی پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

واما قول شریک عن انس فی حدیث الاسراء ثم دنا الجبار رب العزة فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فانه یکون فهم الراوی فاقحمه فی الحدیث واللہ اعلم وان کان محفوظاً فلیس تفسیر للایة

حدیث اسراء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شریک کا روایت کردہ قول کہ اللہ رب العزت قریب ہوا اور فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا یہ فہم راوی ہے جو انھوں نے

الكريمة بل هو شئی آخر غير ما دلت عليه الاية الكريمة والله اعلم

(البدايه، ۲: ۱۱۰)

حدیث میں شامل کر دیا۔ واللہ اعلم اور اگر یہ ارشاد نبوی ﷺ ہی ہے تو یہ آیت کریمہ کی تفسیر نہیں بلکہ یہ آیت مبارک سے الگ معاملہ ہے واللہ اعلم

علمی اور تحقیقی گفتگو

ہم یہاں ڈاکٹر خلیل ابرہیم ملا خاطر کی نہایت ہی علمی اور تحقیقی گفتگو سامنے لا رہے ہیں جس سے یہ مسئلہ کافی حد تک آشکار ہو جاتا ہے لکھتے ہیں

قلت وهناك مذهب اخريری وجود تدليين الاول لجبريل والثانی لله تعالیٰ وهذا ما جزم به ابن القيم والقسطلانی والمكی واشار اليه ابن كثير

ہم کہتے ہیں اس مقام پر ایک اور رائے بھی ہے کہ تدلی دو ہیں اول جبریل کے ساتھ، جبکہ دوسری اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اس رائے کو شیخ ابن قیم، قسطلانی، مکی اور ابن کثیر نے اختیار کیا ہے

اس کے بعد انھوں نے مسئلہ کو نہایت ہی واضح کرنے کیلئے سورۂ نجم اور سورۂ تکویر کی آیات کی تفسیر نقل کی اور لکھا ان آیات میں جس قرب اور تدلی کا تذکرہ ہے

هو غير المراد به فی الحديث اذ هو خاص بجبريل عليه السلام فی ابتداء الوحی بينها الذی فی المعراج هو زائد علی ما فی الاية و ليس فی موضوعها

وہ حدیثی تدلی کے علاوہ ہے کیونکہ وہ جبریل کے ابتدا وحی میں مخصوص ہے جبکہ معراج والی تدلی آیت سے زائد ہے اور اس کا یہ مقام نہیں

اس کے بعد شیخ ابن قیم اور ابن کثیر کی گفتگو نقل کی جو آپ پڑھ چکے، امام قسطلانی

nafseislam
WWW.NAFSEISLAM.COM

کے حوالہ سے لکھا

وهذا الدنو والتدلی المذكور فی هذا الحديث و غيره من احاديث المعراج غير الدنو و التدلی المذكور فی قوله تعالیٰ فی سورة النجم "ثم" دنا فتدلیٰ فكان قاب قوسين وان اتفقا فی ا للفظ

اس اور دیگر احادیث معراج میں جو قرب اور تدلی مذکور ہے یہ سورہ نجم کی ان آیات ''ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین اوادنی'' میں مذکور تدلی کے علاوہ ہے۔ اگر چہ الفاظ ایک ہی ہیں۔

اس کے بعد (ملا خاطر) اپنی تحقیق و رائے ان الفاظ میں لاتے ہیں

والذی اراه (والله اعلم) انه لا تعارض بين الاقوال " النافية و المثبة" كما انه لاتعارض بين الاية و الحديث اذا لاية تصريح برؤية النبی ﷺ بجبريل فی الارض

بندہ کی تحقیق (اللہ بہتر جانتا ہے) یہ ہے کہ نفی اور اثبات کرنے والوں کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں جیسا کہ آیت اور حدیث میں تعارض نہیں کیونکہ آیت واضح کررہی ہے جبریل کو حضور ﷺ نے زمین پر دیکھا۔۔۔۔۔۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

اما الرؤية الثانية فهی عند سدرة المنتهی .... اما الدنو والتدلی فی المعراج فهو امر اخر زائد علی منطوق الاية و مفهومها وانه عائد الی الله عزو جل

اور دوسری دفعہ سدرہ کے پاس دیکھا، رہا معراج میں قرب اور تدلی کا، تو یہ معاملہ اور ہے جو آیت کے مفہوم وظاہر سے زائد ہے اور اس کا تعلق اللہ تعالی سے ہے

اس کے بعد انھوں نے اپنے موقف پر یہ سات دلائل دیئے ہیں۔ واضح رہے ان سے وہ روایت "دنا الجبار رب ا لعزة" کو ثابت کرنا چاہ رہے ہیں

سات دلائل

ہم ان دلائل کا خلاصہ یہاں لا رہے ہیں

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فاوحی الله الی ما اوحی ففرض علی خمسین صلاۃ فی کل یوم و لیلۃ (مسلم، کتاب الایمان)	اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی جو فرمانا تھی تو مجھ پر پچاس نمازیں دن رات میں فرض ہوگئیں۔

جب ''اوحی'' کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے تو ''دنا'' کا فاعل بھی وہی ہے

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما اور حضرت ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام (بخاری و مسلم)	پھر مجھے عروج ملا حتیٰ کہ میں مقام مستوی تک گیا وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی۔

تو جب آپ ﷺ سدرہ اور سات آسمانوں سے آگے چلے گئے تو یہ قرب الٰہی ہوگا نہ کہ قرب جبریل

۳۔ آپ ﷺ نے شب معراج دیدار الٰہی کا شرف پایا اور رؤیت میں اغلب طور پر قرب کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس، متعدد صحابہ اور ان کے بعد اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ اس پر آگے کچھ گفتگو آرہی ہے

۴۔ شب معراج آپ ﷺ کو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے کلام کا شرف بھی نصیب ہوا تو یہ بھی قرب پر شاہد ہے اگر چہ کلام کے لئے قرب لازمی نہیں مگر جس طرح معراج کی دیگر جزئیات خارق عادت ہیں اس طرح یہ بھی بطور تکریم وعزت ہوا اور رب کریم نے اپنے حبیب

WWW.NAFSEISLAM.COM
نفس اسلام

کو بطور اکرام سامنے کر کے کلام فرمایا۔ حضور علیہ ﷺ کا فرمان ہے۔

فلما جاوزت نادانی مناد امضیت فریضتی وخففت عبادی

جب میں آگے گزرا تو آواز دینے والے نے آواز دی میں نے یہ فریضہ لازم کردیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کردی

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں

هذا من اقوی ما استدل به علی ان الله سبحانه وتعالیٰ کلم نبیه محمد ﷺ لیلة الاسراء بغیر واسطه

یہ اس پر قوی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے شب معراج بلاواسطہ کلام فرمایا

(فتح الباری، ۱۷۴:۷)

بلکہ اس رات بلاواسطہ کلام کا شرف پانے پر تقریباً اجماع ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں۔

فحصل له التکلیم من الرب عزوجل لیلتئذ وائمة السنة کالمطبقین علی هذا

اس رات آپ ﷺ کو اپنے رب سے کلام کا شرف ملا اور اس پر تمام اہلسنت کے آئمہ تقریباً متفق ہیں۔

(البدایه، ....)

الغرض یہ بلاواسطہ کلام بھی قرب الٰہی پر ہی دال ہے

۵۔ پچاس نمازوں میں کمی کے لئے نو دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ رب العزت کی طرف لوٹنا جو جبریل کے واسطہ کے بغیر تھا یہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ قرب الٰہی ہے نہ کہ قرب جبریل

۶۔ روایت شریک کے علاوہ میں بھی قرب الٰہی پر دال الفاظ موجود ہیں جیسا کہ سابق روایات میں آچکا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

۷۔ اور یہ قرب عقلاً بھی جائز ہے جیسا کہ قاضی عیاض وغیرہ نے تصریح کی ہے۔

(مکانة الصحیحین ،۴۵۸تا ۴۷۰)

خلاصہ یہ ہے کہ تدلی دو طرح کی ہے قرآنی اور حدیثی ،قرآنی میں اختلاف ہے مگر حدیثی میں اتفاق ہے کہ اس سے مراد قرب الٰہی ہی ہے

تدلی فوق العرش

سابقہ گفتگو سے آشکار ہو گیا کہ حضور ﷺ کو معراج کی رات بے مثل قرب الٰہی نصیب ہوا۔اور یہ کہاں ہوا؟ اس پر اہل علم نے تصریح کی ہے کہ تدلی عرش پر ہے

۱۔ شیخ ابن قیم (المتوفی ،۷۵۱) آیات سورہ نجم کی تفسیر میں چودھواں نکتہ یوں بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جس قرب کا ذکر قرآن میں کیا ہے وہ افق اعلیٰ پر ہے جو کنارہ آسمان ہے۔

بل هو تحتها قد دنی من رسول رب العالمین ﷺ ودنو الرب تعالیٰ وتدلیه علی ما فی حدیث شریک کان من فوق العرش لاالی الارض	بلکہ اس سے نیچے رسول اللہ ﷺ کا قرب ہوا لیکن اللہ رب العزت کا قرب جیسا کہ حدیث شریک میں ہے وہ زمین پر نہیں بلکہ فوق العرش ہے۔

(مدارج السالکین ،۳:۳۳۶)

اسی طرح دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

واما الدنو والتدلی فی حدیث المعراج فرسول الله ﷺ ان فوق السموات هناک دنی الجبار جل جلاله منه وتدلی فالدنو والتدلی فی الحدیث غیر الدنو والتدلی فی الآیة وان اتفقافی اللفظ

حدیث معراج والی تدلی کے وقت رسول ﷺ آسمانوں سے اوپر تھے وہاں رب العزت جل جلالہ کا قرب ملاتو حدیث کی تدلی اور قرب، قرآنی تدلی کا غیر ہے اگر چہ لفظاً ان میں اتحاد ہے

(مدارج السالکین، ۳:۳۳۵)

۲۔ امام زرقانی (المتوفی ۱۱۲۲ھ) اس تدلی کے بارے رقمطراز ہیں

ودنو الرب تبارک وتعالیٰ وتدلیه علی مافی حدیث شریک کان فوق العرش

حدیث شریک میں جواللہ رب العزت کا قرب اوراس کی بارگاہ میں سجدہ کا ذکر آیا ہے یہ تمام فوق العرش ہوا

(زرقانی علی مواهب، ۸:۲۰۸)

۳۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ھ) متعدد اقوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض جنت اور بعض نے عرش تک کا قول کیا ہے۔

وقیل الی ما فوقه وهو مقام دنا فتدلی

اور بعض نے فوق العرش کا قول کیا اور یہی دنا فتدلیٰ کا مقام ہے۔

(منح الروض الازهر، ۳۲۳)

۴۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بعض روایات ضعیفہ کا تذکرہ کرکے فرماتے ہیں

ثم ذکر وصوله الی العرش حتی قال هذا فی صحیح البخاری اعنی قوله ثم دنا رب العزة وفی روایة البخاری ثم دنی الجبار فتدلی فکان قاب قوسین فاوحی الی عبده ما اوحی وهناک فرض علیه خمسون صلوة

پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے عرش پر جانے کا ذکر فرمایا حتی کہ فرمایا اور یہ صحیح بخاری میں ہے رب العزت قریب ہوا دوسری روایت بخاری میں ہے ذات جبار قریب ہوئی اور فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا اور اس نے اپنے بندے سے گفتگو کی جو کرنا تھی اور پھر وہیں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔

(فتاویٰ عزیزی، ۲: ۵۸)

شیخ ابن قیم (المتوفی، ۷۵۱) کے الفاظ یہ ہیں ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ ﷺ کو مرحبا و خوش آمدید کہا پھر آپ سدرۃ المنتھیٰ کی طرف بلند ہوئے

ثم رفع له البیت المعمور ثم عرج بی الی الجبار جل جلاله فدنا منه حتی کان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبده ما اوحی

پھر بیت المعمور آپ کے سامنے لایا گیا وہاں سے اللہ رب العزت کے حریم میں پہنچے حتی کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا اور آپ پر وحی فرمائی گئی جو فرمانا تھی

(زادالمعاد، ۲: ۴۷)

۶۔ شیخ عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی (المتوفی، ۱۲۴۲) کے الفاظ بھی یہی ہیں اور بیت المعمور کے بعد لکھا۔

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

ثم عرج به الی الجبار جل جلاله فدنا منه حتی کان قاب قوسین او ادنی

وہاں سے اللہ تعالیٰ کے حریم کی طرف بلند ہوا حتی کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم ہو۔

(مختصر سیرۃ الرسول،۱۴۵)

تو جب یہ تدلی اور قرب عرش پر نصیب ہوا تو آپ ﷺ کا سدرہ سے آگے جانا خود آشکار ہو گیا کیونکہ عرش بالاتفاق سدرہ سے اوپر ہے

بعض لوگوں کی غلطی

اس سابقہ گفتگو سے یہ بھی آشکار ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کی درج ذیل رائے صراحۃً غلط ہے سید مودودی حدیث شریک پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''علاوہ ان اعتراضات کے جو اس روایت کی سند اور مضمون پر امام خطابی، حافظ ابن حجر، ابن حزم اور حافظ عبدالحق صاحب الجمع بین الصحیحین نے کیے ہیں سب سے بڑا اس پر اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ صریح قرآن کے خلاف پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید دو رؤیتوں کا ذکر کرتا ہے جن میں سے ایک ابتداء افق اعلیٰ پر ہوئی تھی اور پھر اس فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ کا معاملہ پیش آیا اور دوسری سدرۃ المنتھیٰ کے پاس ہوئی تھی لیکن یہ روایت ان دونوں رؤیتوں کو خلط ملط کر کے ایک رؤیت بنا دیتی ہے اس لئے قرآن مجید سے متعارض ہونے کی بناء پر اس کو تو کسی طرح قبول ہی نہیں کیا جا سکتا۔ (تفہیم القرآن، تفسیر سورۃ النجم)

قارئین آپ نے پیچھے کتنے ایسے لوگوں کے حوالہ سے پڑھا جو قرآن کی رؤیتوں کو جبریل امین کی رؤیت قرار دیتے ہیں اگر چہ وہ بھی حدیث کی تدلی کو غیر اور زائد قرار دیتے ہیں لیکن کسی نے بھی اسے متعارض قرار نہیں دیا غیر اور متعارض میں زمین آسمان کا فرق ہے لہذا تدلی حدیث کو قرآنی تدلی کے متعارض قرار دے کر بخاری کی صحیح روایت کو رد کرنا ممکن ہے ان

کے علاوہ کسی نے نہ کیا ہو۔ آدمی کو مطالعہ کمی لے ڈوبتی ہے یہاں بھی یہی صورت حال ہے اگر یہ ان اہل علم کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کرتے تو وہ کبھی بھی ایسی غلطی نہ کرتے

ان کا یہ جملہ ''یہ روایت ان دونوں کو خلط ملط کر کے ایک رؤیت بنا دیتی ہے'' ان کے اپنے اختلاط کا مظہر ہے ورنہ اس حدیث میں قرب کا ذکر ہے نہ کہ رؤیت کا، رؤیت پر دیگر روایات ہیں جن کا تذکرہ آرہا ہے۔

رہا اس روایت کی سند اور مضمون اور اس پر مذکور محدثین کے اعتراضات کا معاملہ تو ان کے تفصیلی جواب کے لئے'' حدیث شریک کی تحقیق'' کے تحت گفتگو آرہی ہے

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۶۔ جہاں کوئی نہیں پہنچا

آپ ﷺ کے سدرہ سے آگے تشریف لے جانے پر یہ دلیل بھی ہے کہ احادیث میں موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں وہاں تک پہنچا کہ وہاں نہ تو کوئی نبی ورسول گیا اور نہ ہی مقرب فرشتہ، اگر آپ کی تشریف آوری فقط سدرہ تک ہی ہوتی تو پھر آپ یہ کیسے فرما سکتے ہیں کیونکہ وہاں تک حضرت جبریل امین کا جانا بلاشبہ ثابت ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلاواسطہ کلام فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس کے سبب پیدا کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس نے اپنا خلیل بنایا

فما اعطیت من الفضل ؟ آپ ﷺ کو کونسی خصوصی فضلیت سے نوازا گیا؟

اتنے میں حضرت جبریل آگئے اور کہا تمہارا اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے۔

فقد اتخذتک حبیباً تو میں نے آپ کو حبیب بنایا

WWW.NAFSEISLAM.COM

اگر میں نے موسیٰ سے زمین پر کلام فرمایا ہے تو میں نے آپ سے آسمان پر کلام فرمایا ہے اگر میں نے عیسیٰ کو روح القدس کے ذریعے پیدا کیا ہے۔ تو میں نے آپ کا اسم گرامی مخلوق کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔

ولقد وطئت فی السماء موطأ لم یطأ احد قبلک ولم یطأ احد بعدک

اور آپ نے آسمانوں پر وہاں قدم رنجہ فرمایا ہے کہ آپ سے پہلے وہاں کوئی پہنچا اور نہ بعد میں کوئی پہنچے گا۔

(الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۳۰)

جس جا پہنچا تلوا تیرا

یہی وہ احادیث ہیں جن کی بناء پر آئمہ امت نے آپ ﷺ کے خصائص میں یہ بات بھی بیان کی ہے کہ آپ کے مقدس تلوے وہاں تک پہنچے جہاں نہ کوئی نبی و رسول پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ، اگر سدرہ تک ہی آپ کا جانا ہوا تو پھر یہ آپ کا خاصہ نہیں بلکہ اسے خصائص میں شامل کرنا ہی غلط ہوگا۔ ہم چند کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

۱۔ امام جلال الدین عبدالرحمٰن (سیوطی المتوفی ۹۱۱) آپ ﷺ کے خصائص مقدسہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

وخص بالاسراء وما تضمنه من اختراق السموات السبع والعلو الی قاب قوسین ووطئه مکانا ما وطئه نبی مرسل ولا ملک مقرب	آپ کا خاصہ معراج ہے جس میں سات آسمانوں کا عبور کر کے قاب قوسین تک جانا اور وہاں قدم ٹکانا ہے جس جگہ نہ نبی مرسل پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ

(الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۱۵)

WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ ایک اور آپ ﷺ کا امتیاز ان الفاظ میں بیان کیا۔

ان اللہ جمع لہ بین المحبۃ والخلۃ والکلام وکلمہ لم یطأ ملک مقرب ولا نبی مرسل	بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب، خلیل اور کلیم بنایا اور ایسے مقام پر کلام سے نوازا کہ وہاں نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچا اور نہ نبی مرسل

(الخصائص الکبریٰ، ۲: ۳۳۵)

۳۔ شارح بخاری امام ابو محمد عبداللہ بن ابی جمرہ (المتوفی ۶۹۹) حدیث معراج پر گفتگو

کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس میں حضور ﷺ کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے علو منزلت کا بیان ہے۔

اذانه فرضت عليه الصلاة فی موضع لم يطأه ملک مقرب ولا نبی مرسل وقد جاء فی رواية اخری ان جبريل عليه السلام لما ان وصل معه الی مقامه الخاص قال له يا محمد هذا مقامی لا اتعداه ها انت وربک فزج عليه السلام فی النور زجة واخترق من الحجب ماشاء الله تعالیٰ وانتهی حيث اريد منه وهذه مزية لم تكن لغيره من المخلوقين (بهجة النفوس، ۳: ۲۱۴)	کیونکہ آپ ﷺ پر نماز اس مقام پر فرض ہوئی کہ وہاں نہ مقرب فرشتہ پہنچا اور نہ نبی مرسل دوسری روایت میں ہے جبریل امین علیہ السلام جب ایک خاص مقام پر پہنچے تو انہوں نے عرض کیا میں اس مقام سے آگے نہیں جا سکتا اب آپ اور آپ کا رب، آپ ﷺ کو نور نے ڈھانپ لیا اور جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے پردہ عبور کیا اور یہاں تک پہنچنا تھا پہنچے ایسی فضیلت آپ کے علاوہ مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

۴۔ امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ۹۴۲) نے تیسواں خاصہ ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ووطئه مكانا ما وطئه نبی مرسل ولا ملک مقرب (سبل الهدی، ۱۰: ۲۸۴)	آپ نے وہاں قدم رنجہ فرمایا جہاں نہ کوئی نبی کوئی نبی مرسل پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ

۵۔ انہی الفاظ سے یہی خاصہ مبارکہ امام زرقانی نے بھی تحریر کیا

(زرقانی علی المواہب۔ ۸: ۱۹)

۶۔ امام برہان الدین علی حلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) نے الخصائص الصغری للسیوطی کے حوالے سے آپ ﷺ کا یہی خاصہ مبارکہ نقل کیا ہے۔ (انسان العیون، ۱: ۴۰۲)

۷۔ موجودہ دور کے محقق شیخ موسیٰ اسود نے مقام نماز پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا سدرہ کے بعد آپ ﷺ کو نور نے ڈھانپ لیا اور اللہ تعالیٰ سے حلاوت مناجات وسماع کلام کا شرف پایا۔

ووصل الی مکان لم یصله ملک مقرب ولا نبی مرسل حتی جبریل الامین توقف عند نقطة لم یتجاوزها وتقدم الحبیب المصطفیٰ ﷺ

اور اس مقام تک پہنچے کہ وہاں نہ مقرب فرشتہ پہنچا اور نہ ہی نبی مرسل حتیٰ کہ جبریل امین بھی ایک مخصوص مقام پر رک گئے لیکن مصطفیٰ کریم ﷺ آگے تشریف لے گئے

(الاسراء والمعراج، ۲۰۵)

یادرہے خاصہ اسی شئے کو قرار دیا جاسکتا ہے جو کتاب وسنت کی نص سے ثابت ہو محض عقل وقیاس کی بناء پر کسی شی کو نبی ﷺ کا خاصہ ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۷۔ شارح صحیح مسلم امام محمد ابی (المتوفی ۸۶۷) اور امام محمد سنوسی (المتوفی ۸۹۵) نے مقام مستوٰی کے تحت لکھا۔

وفی الحدیث بیان علو منزلته صلی الله علیه وسلم بحبث انه بلغ من ملکوت السموات مالم یبلغه احد

اس حدیث میں آپ ﷺ کے مقام بلند کا تذکرہ ہے آپ آسمانوں پر وہاں تک تشریف لے گئے جہاں تک کسی کی رسائی نہیں۔

(اکمال ومکمل، ۱: ۵۲۱)

نور عرش سے آگے جانا

پھر عرش پر تشریف فرما ہونے کے بارےمیں بھی حدیث موجود ہیں امام ابن ابی الدنیا

(المتوفی ۲۸۱) نے حضرت ابوالمخارق سے روایت کیا رسول ﷺ نے فرمایا

مررت لیلة اسری بی برجل مغیب فی نور العرش

شب معراج میرا گزر ایسے آدمی پر ہوا جو نور عرش میں ڈوبا ہوا تھا

میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا فرشتہ ہے؟ بتایا گیا یہ فرشتہ نہیں، میں نے کہا کیا یہ نبی ہے؟ بتایا گیا نہیں، میں نے عرض کیا پھر کون ہے؟ فرمایا یہ دنیا میں ایک آدمی تھا۔

لسانه رطب من ذکر الله وقلبه معلق بالمساجد ولم یتسب لوالدیه

جس کی زبان ذکر الٰہی سے تر، دل مسجد سے معلق رہتا اور اپنے والدین کو اس نے کبھی تکلیف نہ دی

(الدر المنثور للسیوطی، ۱: ۳۶۲)

(المعراج الکبیر للغیطی، ۹)

سوال۔ یہ روایت مرسل ہے جیسا کہ امام غیطی نے تصریح کی ہے

جواب۔ تین آئمہ امام اعظم، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمھم اللہ تعالیٰ کے ہاں مرسل حجت ہے۔

شیخ نورالدین علی مالکی (المتوفی ۱۰۶۶) نے جواب ان الفاظ میں دیا ہے۔

ودعوی ان الحدیث المرسل لا تقوم به الحجة فی هذا الباب فیه نظر فان اطلاق الا صولیین علی احتجاج الامة ماعدا الشا فعی بالحدیث المرسل یشمل هذا وغیره

یہ دعویٰ کہ اس مسئلہ میں حدیث مرسل حجت نہیں محل نظر ہے کیونکہ امام شافعی کے علاوہ تمام اصولیین کا یہی قول ہے کہ حدیث مرسل ہر جگہ مقبول ہے۔

اور اگر اس کی تائید کسی متصل روایت سے ہو جائے تو وہ بالا تفاق حجت بن جاتی ہے۔ سابقہ

گفتگو میں بخاری و مسلم اور تفسیر ابن ابی حاتم سے منقول روایات متصل ہے لہذا مذکورہ مرسل روایت بالاتفاق مقبول ہوگی۔

سیدنا ابن عباس کا ارشاد گرامی

ان احادیث کے ساتھ ساتھ سدرہ سے آگے جانے پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی بھی موجود ہے۔ شارح مسلم امام نووی (المتوفی ۶۷۲) سدرۃ المنتھی کے نام کی وجہ واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قال ابن عباس والمفسرون وغیر ھم سمیت سدرۃ المنتھی لان علم الملائکۃ ینتھی الیھا ولم یجاوز ھا احد الا رسول اللہ ﷺ وحکی عن عبداللہ بن مسعود سمیت بذلک لکونھا ینتھی الیھا مایسط من فوقھا وما یصعد من تحتھا من امر اللہ تعالیٰ

(شرح مسلم للنووی، باب الاسراء)

سیدنا ابن عباس، اہل تفسیر اور دیگر اہل علم نے فرمایا ہے۔ سدرۃ المنتھیٰ کے نام کی وجہ یہ ہے کہ ملائکہ کے علم کی انتہا یہی ہے اور اس سے آگے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ یہ منقول ہے جو اوپر سے آتا ہے وہیں آ کر رکتا ہے اور جو نیچے سے جاتا ہے وہ بھی وہیں ٹھہرتا ہے۔

اسی طرح شارح مسلم امام محمد ابی التوفی (۸۲۸) اور امام محمد یوسف سنوسی (المتوفی ۸۹۵) نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ (اکمال و مکمل، ۱: ۵۰۷)

یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ صحابی کا غیر اجتہادی قول، مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ گویا ان کا یہ کہنا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سدرہ سے آگے کوئی نہیں گیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی کہا ورنہ وہ ایسی بات اپنی طرف سے کیسے کر سکتے ہیں؟

محدثین کرام کی تصریح

انہی احادیث مبارکہ اور دلائل کی بناء پر محدثین واہل سیر نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ معراج کی رات سدرہ سے آگے تشریف لے گئے البتہ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی سدرہ سے آگے نہیں گیا۔

۱۔ امام ابوبکر جصاص حنفی (المتوفی، ۳۷۰) مراحل معراج یوں لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ بیداری کے عالم میں بیت المقدس پہنچے پھر آسمان پر پھر سدرہ پر

وبلغ الی العرش ثم الی حیث ماشاء الله تعالیٰ من العلاء

وہاں سے عرش پر پھر وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا تشریف لے گئے۔

(شرح بدء الا مالی، ۲۷۱)

۲۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی، امام المحدثین امام نووی کے حوالہ سے سدرۃ المنتھیٰ کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں کہ ملائکہ کا علم وہاں تک ہی ہے

ولم یجاوزها احد الا رسول الله صلی الله علیه وسلم

اور وہاں سے آگے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں گیا۔

(فتح الباری، ۷: ۱۶۸)

۳۔ امام نجم الدین الغیطی (المتوفی، ۹۸۱) بھی سدرہ کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ولم یجاوزها احد الا رسول الله صلی الله علیه وسلم

چونکہ وہاں سے آگے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں گذرا۔

(المعراج الکبیر، ۳۶)

۴۔ امام شرف الدین حسین طیبی (المتوفی، ۷۴۳) نے امام نووی کے یہی الفاظ نقل کر

WWW.NAFSEISLAM.COM

دیے۔

ولم یجاوز احد الا رسول الله صلی الله علیه وسلم — رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سدرہ سے آگے کوئی نہیں گیا۔

(الکاشف ،۱۱: ۸۴)

۵۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴) کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

(شرح شفاء مع نسیم ،جلد۲،ص۲۵۲)

دوسرے مقام پر حدیث شریک کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

فوق ما ذکر من السماء السابعة والسدرة — پھر آپ ﷺ اس قدر بلند ہوئے کہ ساتویں آسمان اور سدرہ سے آگے تشریف لے گئے۔

(شرح الشفاء ۱:۳۹۷)

۶۔ شارح بخاری امام احمد قسطلانی نے بھی متعدد مقامات پر امام نووی کے الفاظ ذکر کر دیے ہیں۔ (ارشاد الساری،۲:۸:۱۵:۴۸۷)

المواہب میں لکھتے ہیں۔

وجاوز السبع الطباق وجاوز سدرة المنتهیٰ ووصل الی محل من القرب سبق به الاولین و الاخرین — آپ ﷺ سات آسمانوں اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے گذر کر مقام قرب تک پہنچے جو تمام اولین واخرین سے آگے ہے۔

اس کے تحت امام زرقانی (المتوفی ،۱۱۲۲) لکھتے ہیں۔

اذلم یصل الیه نبی مرسل ولا ملک مقرب — کیونکہ وہاں نہ کوئی نبی رسول پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ

(زرقانی علی المواهب ،۸: ۲۱۲)

۷۔ شارح مسلم امام محمد ابی (المتوفی ،۸۲۷) اور امام محمد سنوسی (۸۹۵) نے مقام مستوی کے تحت لکھا

وفی الحدیث بیان علو منزلته ﷺ بحیث انه بلغ من ملکوت السموات مالم یبلغه احد

(اکمال ومکمل ،۱: ۵۲۱)

اس حدیث میں حضور ﷺ کے بلند مقام کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ ملکوت سماوی میں وہاں تک تشریف لے گئے کہ کوئی دوسرا وہاں نہیں پہنچا

۸۔ امام ابوالیث محمد سمرقندی "ولقد رای من ایات ربه الکبری" کی تفسیر میں لکھتے ہیں

وهو الرفرف الا خضر وقد غطی الا فق یجلس رسول الله ﷺ وجاوز سدرة المنتهیٰ

(بحر العلوم،۳: ۳۴۱)

آپ نے سبز رفرف کو دیکھا جس نے افق کو ڈھانپ لیا آپ ﷺ اس پر تشریف فرما ہوئے اور سدرہ سے آگے گزر گئے۔

۹۔ شیخ سلیمان الجمل ساتویں آسمان کے بعد مراحل کا تذکرہ یوں کرتے ہیں

رفعت له سدرة المنتهیٰ ثم جاوز ها الی مستویٰ

(فتوحات احمدیہ شرح الھمزیه)

آپ ﷺ کے سامنے سدرة المنتھیٰ کو لایا گیا پھر آپ وہاں سے آگے مقام مستوی پر تشریف لے گئے۔

۱۰۔ امام عبدالوہاب شعرانی حضور ﷺ کے مقدس فرمان "حتی ظهرت المستویٰ" کے تحت لکھتے ہیں

اشارة لما قلنا من ان منتهی السیر بالقدم المحسوس العرش

یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا منتہی سیر عرش ہے

۱۱۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (المتوفی ،۱۰۳۴) معراج کے بارے لکھتے ہیں

بدولت معراج بدنی مشرف باشدو از عرش و کرسی در گذشت و از مکان وزمان بالا رفت (مکتوبات، ۲۷۲)

جسمانی معراج کا آپ نے شرف پایا اور کرسی و عرش سے آگے تشریف لے گئے اور زمان و مکان سے بالاتر ہو گئے

۱۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) سدرہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وجز حضرت پیغمبر ما صلی الله علیہ والہ وسلم بالا تر ازان ھجکس نرفتہ وآنحضرت بجائے رفت انجاجانیست

ہمارے پیغمبر ﷺ کے علاوہ اس سے آگے کوئی نہیں گیا آپ تو وہاں تشریف لے گئے یہاں جگہ ہی نہیں

(اشعة اللمعات، ۴:۵۳۸)

دوسرے مقام پر حضرت جبریل امین کے الفاظ ''ھذا سدرة المنتھی'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے

اعتذار مفارقت خودو باز پس گردیدن از مصاحبت آں حضرت ﷺ (ایضاً)

انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی جدائی اور پیچھے رہ جانے کی وجہ اور عذر بیان کیا کہ یہ میرا آخری ٹھکانہ ہے

اب تک یہ حقائق سامنے آئے ہیں

۱۔ احادیث سے ثابت ہے حضرت جبریل امین پیچھے رہ گئے اور آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے

۲۔ روایات صحیحہ سے ثابت آپ ﷺ مقام مستوی پر تشریف فرما ہوئے اور وہ سدرہ سے آگے ہے

۳۔حدیثِ تدلی بالاتفاق قربِ الٰہی ہے اور فوق العرش ہے

۴۔سدرہ سے آگے جانے پہ صحابی کا قول بھی موجود ہے

۵۔نورِ عرش سے آگے گزرنا بھی حدیث سے ثابت ہے

جمہور امت کا موقف

انہی دلائل کی وجہ سے جمہور امت کا موقف یہی ہے کہ شبِ معراج حضور ﷺ سدرہ سے آگے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا تشریف لے گئے

امام نجم الدین الغیطی (م:۹۹۹) رقمطراز ہیں

والذی ذهب الیه الجمهور من المفسرین والمحدثین والفقهاء والمتکلمین انهما وقعا فی لیلة واحدة بالروح والجسد معاًفی الیقظة لا فی المنام من مکة الی بیت المقدس الی السموات العلیٰ الی سدرة المنتهیٰ الی حیث شاء العلی الاعلی

جمہور مفسرین ،فقہاء اور علما عقائد کی رائے یہی ہے کہ اسراء ومعراج دونوں ایک ہی رات ،روح وجسم کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئے'' نہ کہ حالت نیند میں ،معراج مکہ سے بیت المقدس وہاں سے آسمانوں پر وہاں سے سدرہ اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا

(المعراج الکبیر ،۵۱)

امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ (۹۴۲) نے بھی اس کو امت کی اکثریت وجمہور کا قول قرار دیا ہے (سبل الهدیٰ،۳:۶۷)

منکر کا معتزلی ہونا

اس وجہ سے بعض اہل علم نے لکھا ہے جو اس کا انکار کرے وہ معتزلی قرار پائے گا یعنی

WWW.NAFSEISLAM.COM

اہل سنت سے خارج ہو جائیگا

مفسر قرآن امام ابوبکر جصاص (۳۷۰) عقیدہ معراج لکھتے ہیں کہ مکہ سے بیت المقدس وہاں سے آسمانوں پر، وہاں سے سدرہ وہاں سے عرش اور پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو معراج ہوئی تو جس نے مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کی معراج کا انکار کیا وہ کافر ہو جائیگا کیونکہ اس نے آیات قرآنیہ کا انکار کیا ہے

ومن صدق الایات واقر ببلوغه الی بیت المقدس لا غیرو انکر ما وراء ذالک من المعارج والمدارج والعروج الی السماء والصعود الی الجنة والعرش والکرسی والحجب واللوح والقلم وغیر ذالک یکون معتزلیا

جس نے آیات کی تصدیق کرتے ہوئے بیت المقدس تک جانا مان لیا لیکن آگے معراج، آسمان پر جانا، جنت، عرش، کرسی، حجاب، لوح اور قلم دیکھنے کا انکار کیا تو ایسا شخص معتزلی قرار پائے گا

WWW.NAFSEISLAM.COM

(شرح بدء الامالی، ۲۷۱)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ کسی بھی محدث نے اس کی بات کی تردید نہیں کی حالانکہ اگر یہ بات قرآن سنت سے ثابت نہ ہوتی تو یہ تمام لوگ اس کی تردید کر دیتے اور پھر امام ابوبکر جصاص حنفی، امام نووی، حافظ ابن حجر عسقلانی، مجد الدین فیروز آبادی، ملا علی قاری اور شیخ طیبی جیسے محدثین بلکہ جمہور امت فقط اسے قبول ہی نہیں کر رہے بلکہ نقل کر رہے ہیں پھر ہمیں کہاں حق پہنچتا ہے کہ ہم اسے قرآن وسنت کے منافی قرار دیتے ہوئے اسے محض شاعری اور مبالغہ کہہ دیں کیونکہ کتاب وسنت کا جو مطالعہ انہیں حاصل ہے ہم اسکا تصور بھی نہیں کر سکتے

شیخ قزوینی کی رائے

اگر کوئی سوال اٹھائے کہ شیخ رضی الدین قزوینی نے سدرہ سے آگے جانے کا انکار کیا (زرقانی، ۸: ۲۲۳)

تو جواباً ہماری گذارشات درج ذیل ہیں

۱۔ یہ ان کی تحقیق تھی انہوں نے یہ بات کی تو اہل علم نے ان کا رد کیا مثلاً امام نور الدین علی مالکی (۱۰۶۶) رقمطراز ہیں

قلت قول القزوینی ومن ارتضی کلامه انه ﷺ لم یتجاوز سدرة المنتهی ممنوع ویؤید المنع ما تقدم من انه ﷺ بعد انتهاء الی سدرة المنتهی غشیته سحابة وارتفت به

میں کہتا ہوں قزوینی اور ان کے متبعین کا قول ''آپ سدرہ سے آگے نہیں گئے'' قابل سماعت نہیں اس لئے کہ پہلے روایات آچکی کہ جب آپ ﷺ سدرہ پر تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ کو سحاب ڈھانپ کر اوپر لے گیا

(جواهر البحار، ۳: ۵۰۰)

۲۔ انہوں نے بھی بالکلیہ انکار نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا اس پر احادیث صحیحہ نہیں ہاں ضعیف موجود ہیں ان کی طرف بالکلیہ انکار کی نسبت کرنے والوں نے جب یہ کہا ان کا کہنا یہ ہے کہ اس بارے میں نہ کوئی حدیث صحیح ہے اور نہ حسن وضعیف

ومن ذکر انه جاوز ذلک فعلیه البیان وانی له به ولم یرد فی خبر ثابت ولا ضعیف انه الی العرش

جو سدرہ سے آگے جانے کا مدعی ہے وہ دلیل لائے لیکن وہ کہاں؟ کیونکہ عرش پر تشریف فرما ہونے پر نہ حدیث صحیح ہے اور نہ ضعیف

ان کا رد کرتے ہوئے امام زرقانی (المتوفی ۱۱۲۲) نے جو کچھ لکھا وہ نہایت ہی قابل توجہ ہے

دعواه انه لم يرد انه جاوز سدرة المنتهى فى حديث ولا حسن ولا ضعيف ولا صحيح فيها نظر

یہ دعوی کہ سدرہ سے آگے جانے پر نہ حدیث ضعیف ہے نہ حسن و صحیح، محل نظر ہے

پھر اس پر دلیل دیتے ہوئے لکھا

فقد اخرج ابن ابی حاتم عن انس انه ﷺ لما انتهى الى سدرة المنتهى غشيته سحابة فيها من كل لون فتأخر جبريل

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا آپ ﷺ جب سدرہ پر پہنچے تو وہاں سحاب نے ڈھانپ لیا اور جبرائیل پیچھے رہ گئے

اس کے بعد فرماتے ہیں جس شیخ قزوینی کے کلام سے تم تائید لا رہے ہو

قد اعترف بورود هذا بقوله واما الى ماوراءها فانما ورد فى اخبار ضعيفة ومنكرة

انہوں نے خود یوں اعتراف کیا ہے کہ سدرہ سے آگے جانے پر ضعیف اور منکر روایات موجود ہیں

(زرقانی، ۸:۲۲۳)

باقی پیچھے تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے کہ بعض روایات میں مثلاً ثم ظهرت لمستوى حتى اسمع فيه صريف الاقلام یہ تو بخاری و مسلم کی متفقہ روایت ہے اور متعدد اہل علم کی تصریحات گزر چکی ہیں۔ کہ مقام مستوی سدرہ سے آگے ہے۔ یہاں نہایت ہی ایک اہم حوالہ امام ابن حجر مکی کا بھی سامنے آجائے تو بہتر ہو جائے گا سدرہ سے آگے جانے کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ جو آیا ہے کہ سدرہ سے آگے کوئی نہیں جا سکتا اس سے مراد زمین سے اعمال لے کر جانے والے فرشتے ہیں ورنہ سرور عالم ﷺ کے بارے میں حدیث میں تصریح ہے کہ آپ سدرہ سے آگے مقام مستوی پر تشریف فرما ہوئے

ویتعین حمله علی انه لا یجاوز ها من الملائکة الذین ینزلون الی الارض ویصعدون بالا عمال لما یاتی من انه ﷺ جاوزها الی مستوی کما فی روایة البخاری	ضروری ہے یہ کہا جائے کہ اس سے مراد زمین پر اترنے والے ملائکہ ہیں جو اعمال لے کر سدرۃ تک ہی جاتے ہیں کیونکہ حدیث میں واضح طور پر ہے کہ آپ ﷺ سدرہ سے گزر کے مقام مستوی پر تشریف فرما ہوئے اور یہ بخاری کی روایت ہے۔
(المنح المکیة ، ۱:۲۱۷)	

ہم اپنی گفتگو کا اختتام امام خفاجی کے اس جملہ پر کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ اس قدر بلندی پر تشریف فرما ہوئے

لا یعلم محله و حقیقته	نہ اس مقام کا ہمیں علم ہے اور نہ اس کی حقیقت کا
(نسیم الریاض ، ۳:۸۸)	

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب ٦

دیدارِ الٰہی اور جمہورِ اہلِ سنت

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے دوسری بات یہ کہی ہے کہ شب معراج میں حضور کو دیدار الٰہی نہیں ہوا جمہور اہل سنت کی رائے بھی یہی ہے۔ (معراج النبی، ۳۴)

ہمیں اس بات سے بھی اختلاف ہے کیونکہ معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی جمہور اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کو شب معراج دیدار الٰہی کا شرف نصیب ہوا

ہم یہاں کچھ آثار صحابہ کا تذکرہ کیے دیتے ہیں

دیدار الٰہی اور آثار مبارکہ

متعدد مندرجہ آثار صحیحہ میں دیدار الٰہی کا تذکرہ موجود ہے

امام نسائی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا خلتِ سیدنا ابراہیم کلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام والرؤیۃ محمد ﷺ دیدار حضور ﷺ کے لئے ہے

امام حاکم نے لکھا یہ امام بخاری کے شرائط کے مطابق صحیح ہے امام ذھبی نے بھی ان کی تائید کی، امام ترمذی نے اسے حسن کہا اور یہ اضافہ بھی نقل کیا انہوں نے فرمایا ہم بنو ہاشم یہ عقیدہ رکھتے ہیں

محمد ﷺ رأى ربه حضور ﷺ نے رب تعالیٰ کا دیدار پایا ہے

(المستدرک، ۱: ۶۵)

امام طبرانی نے سند قوی کے ساتھ انہی سے نقل کیا

النظر لمحمد ﷺ دیدار حضور ﷺ کے لئے ہے۔

(فتح الباری، ۷: ۱۷۴)

۳۔ امام ابن خزیمہ نے اسے ایک اور سند قوی کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

رأی محمد ﷺ ربه

رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا

(فتح الباری ،۷: ۴۹۳)

۴۔ امام ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کیا انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا اور پوچھا

هل رأی محمد ربه فارسل الیه ان نعم

کیا حضور ﷺ نے دیدار الٰہی کا شرف پایا؟ فرمایا ہاں پایا ہے

(فتح الباری ،۸: ۴۹۳)

۵۔ امام عبدالرزاق نے حضرت معمر کے حوالہ سے امام حسن بصری سے نقل کیا

انه حلف ان محمدا رأی ربه

وہ قسم اٹھا کر کہا کرتے حضور ﷺ نے دیدار الٰہی پایا ہے

(مصنف عبدالرزاق)

۶۔ امام ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی دیدار کا اثبات نقل کیا اور لکھا جب ان کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہا جاتا

کان یشتد علیه

تو ان پر گراں گزرتا

WWW.NAFSEISLAM.COM

(فتح الباری ،۸: ۴۹۳)

۷۔ ارشاد نبوی اکبر ہے

شیخ خلال نے کتاب السنۃ میں امام مروزی کے حوالہ سے نقل کیا میں نے امام احمد بن حنبل سے عرض کیا منکرین دیدار الٰہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول لاتے ہیں جس نے کہا حضور ﷺ نے دیدار الٰہی کیا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں سب سے بڑا جھوٹ بولا، تو ان کے قول کا کس طرح رد کیا جائے گا؟ امام نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے خود فرما دیا۔

رأیت ربی	میں نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے

تو

قول النبی ﷺ اکبر من قولها	حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سیدہ کے قول
(فتح الباری، ۸: ۴۹۴)	سے بڑا اور اکبر ہے

ہم نے موضوع کی مناسبت سے یہ آثار ذکر کر دیے ہیں ورنہ خود ڈاکٹر صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ آپ ﷺ کا دیدار پانا؟ صحابہ سے سند کے ساتھ ثابت ہے

شارح مسلم امام نووی کی گفتگو

ہم امت کے مسلمہ محدث شارح مسلم امام نووی (۶۷۶ھ) کے اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کا ترجمہ کر دیتے ہیں اس کے بعد متعدد اہل علم کی تصریحات ذکر کر دیں گے، امام نووی نے پہلے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے کہ دنیا میں دیدار الٰہی ممکن ہے، اس کے بعد شارح مسلم امام محمد بن اسماعیل اصفہانی شافعی (التوفی ۵۳۶ھ) کے حوالہ سے لکھا انہوں نے حضور ﷺ کے دیدار الٰہی کا شرف پانے کے اثبات کو اختیار کیا اور دلائل دیتے ہوئے لکھا اس مسئلہ پر اگرچہ دلائل کثیر ہیں مگر ہم ان میں سے سب سے قوی دلیل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ امام نووی کی گفتگو امام نووی کی گفتگو سے استدلال کر رہے ہیں

اتعجبون ان تکون الخلة	کیا تم متعجب ہو کہ خلت حضرت ابراہیم
لابراهیم والکلام لموسی	کلام حضرت موسیٰ اور دیدار حضور
والرؤیة لمحمد ﷺ	ﷺ کے لئے ہے

حضرت عکرمہ سے ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں آپ کو یہ شرف ملا ہے۔

ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی حرج نہیں شعبہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے

رأى محمد ﷺ ربه — حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے

امام حسن بصری حلف اٹھا کر کہا کرتے حضور ﷺ نے دیدار الٰہی کا شرف پایا اس مسلک کی اصل حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انھی کے ارشاد کی وجہ سے اس مسئلہ میں اپنی سابقہ رائے سے رجوع کرلیا تھا اس بارے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت مقابل نہیں آسکتی کیونکہ انہوں نے ہمیں نہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے دیدار الٰہی نہیں کیا ہاں اپنے قول پر ان آیات قرآنی سے استدلال کیا۔ وما كان لبشر ان بكلمه الله الا وحيا او من وراء حجاب او يرسل رسولا، لا تدركه الابصار ۔اور جب ایک صحابی کوئی قول کرے دوسرا اسکی مخالفت کرے تو وہ حجت نہیں رہتا، تو جب اثبات دیدار میں حضرت ابن عباس سے روایات صحت کے ساتھ ثابت ہیں تو اثبات کی طرف جانا ضروری ہوگا کیونکہ یہ مسئلہ قیاسی اور اجتہادی نہیں کہ عقل وظن سے حاصل ہو بلکہ یہ سماع سے ہی ثابت ہوگا، حضرت معمر بن راشد کے سامنے جب سیدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اختلاف پر بات چلی تو کہنے لگے ہمارے نزدیک سیدہ، حضرت ابن عباس سے زیادہ صاحب علم نہیں، پھر حضرت ابن عباس مثبت جبکہ دوسرے نافی ہیں اور مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے

اسکے بعد امام نووی لکھتے ہیں

فالحاصل ان الراجع عند اكثر العلماء ان رسول الله ﷺ رأى — حاصل کلام یہ ہے اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ شب معراج رسول اللہ

ربـه بـعـينـي رأسـه ليلة الاسراء لحديث ابن عباس وغيره مماقدم واثبات هذا لا يأخذونه الابالسماع من رسول الله ﷺ هذا مما لا ينبغي ان يشتكك	ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف پایا کیونکہ حضرت ابن عباس اور دیگر روایات میں اس کا ثبوت ہے اور انہوں نے اثبات حضور ﷺ سے سن کر ہی کیا ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ وشک مناسب نہیں
(شرح نووی ،باب رأى النبي ربه)	

یہاں بھی امام نووی نے تصریح کر دی ہے کہ اکثر علماء اہلسنت کی یہی تحقیق ورائے ہے، دوسرے مقام پر "مـا كـذب الـفـؤاد مـا رأى" کے تحت لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہاں رؤیت جبریل مراد ہے

ذهب جمهور من المفسرين الى ان المراد انه رأى ربه سبحانه	جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضور ﷺ نے دیدار الٰہی کا شرف پایا ہے
(ایضاً)	

جمہور کی تصریح

ہم یہاں متعدد اہل علم سے تصریحات نقل کیے دیتے ہیں کہ جمہور اہلسنت کا موقف یہی ہے

ا۔ صاحب تحفہ الاعالی، امام تونسی کے حوالہ سے لکھتے ہیں

الصحيح الذي عليه جماهير العلماء ان النبي ﷺ كلمه ربه فسمع كلامه ورأه بعيني رأسه	جمہور علماء کے ہاں صحیح یہی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے رب سے کلام کا بھی شرف پایا اور سر کی آنکھوں سے دیدار بھی کیا
(تحفه ، ۳۹)	

۲۔ خود اس مسئلہ پر علامہ تفتازانی کا رد کرتے ہوئے لکھا

فما قال السعدمن ان الصحيح انه رأى ربه بفؤاده لا بعينه خلاف المشهور الذى عليه الجمهور (ایضاً)	علامہ سعد الدین تفتازانی نے جو کہا صحیح یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کا دیدار دل سے پایا نہ کہ آنکھوں سے، یہ مشہور کے خلاف ہے جس پر جمہور ہیں۔

۳۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ،۱۰۶۹) رقمطراز ہیں

انما الاصح الراجع انه صلى الله عليه وسلم رأى ربه بعينى رأسه حين اسرى به كما ذهب اليه اكثر الصحابة	اصح اور مختار یہی ہے حضور ﷺ نے معراج کی رات سر کی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار پایا اور اکثریت صحابہ کا یہی مذہب ہے

(نسیم الریاض ،۳:۳۰۳)

۴۔ شیخ نجم الغنی رامپوری شرح فقہ اکبر میں اس مسئلہ پر لکھتے ہیں

"بعضوں نے اس مسئلے میں کہ آنحضرت نے اللہ کو دیکھا تھا یا نہیں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ کسی جانب میں دلیل واضح نہیں اور جمہور اثبات کی جانب ہیں"

(تعلیم الایمان،۳۷۶)

۵۔ نامور محقق ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر کہتے ہی دیدار الٰہی کے بارے میں دو مشہور اقوال ہیں

احد هما ان النبى ﷺ رأى ربه عزوجل ليلة المعراج وعلى رأس هولاء ابن عباس وهو	ایک یہ حضور ﷺ نے شب معراج رب عزوجل کا دیدار پایا، ان قائلین کے سرتاج حضرت ابن عباس ہیں یہی اکثر

مذهب اکثر العلماء .... | علماء کا مذہب ہے، دوسرا حضور ﷺ

وثانیهما ان النبی ﷺ لم یر ربه سواء بعینی رأسه ام بقلبه وهو مذهب السیده عائشةوابن مسعود رضی الله عنهما ووافقهما بعض اهل العلم

نے سر کی آنکھوں سے دیدار نہیں پایا بلکہ دل سے پایا یہ مذہب سیدہ عائشہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہے اور بعض اہل علم نے ان کی موافقت کی ہے

(مکانة الصحیحین، ۴۵۶)

۶۔ امام برہان الدین علی حلبی (المتوفی ۱۰۴۴) فرماتے ہیں دیدار الٰہی کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے مگر

فاکثر العلماء علی وقوع ذلک ای انه ﷺ رآه عزوجل بعینی رأسه

اکثر علماء اسی بات کے قائل ہیں حضور ﷺ نے سر کی آنکھوں سے رب تعالیٰ کا دیدار پایا ہے

(انسان العیون، ۱: ۴۰۸)

۷۔ شیخ وحید الزمان نے اس مسلک میں تین مذاہب کا ذکر کیا اور لکھا

الراجع انه رآه بعینه وهو مختار امامنا احمد بن حنبل

(ھدیۃ المہدی، ۸۹)

راجح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار کیا اور ہمارے امام احمد بن حنبل کے ہاں یہی مختار ہے

جمہور صحابہ کی رائے

۸۔ پہلے آپ امام خفاجی کے حوالہ سے پڑھ چکے کہ اکثر صحابہ کی رائے یہی ہے۔ کچھ اہل علم نے جمہور صحابہ کی بھی تصریح کی ہے شیخ صدیق حسن خاں قنوجی (المتوفی ۱۳۰۷) لکھتے ہیں

وحق آنست کہ وے ﷺ خدارابا چشم سر دید جمہور صحابہ بریں اند والا دیدن بدیدہ دل در جمیع احوال بود خصوصیت معراج ندارد و نزد بعض دیدن بدل غیردانستن بدل است

اور حق یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار پایا جمہور صحابہ کی یہی قول ہے ورنہ دل کے ساتھ دیکھنا تو تمام احوال میں تھا معراج کی کیا خصوصیت رہی؟ کچھ دل سے دیدار کے قائل ہیں مگر وہ بھی محض دل کا دیکھنا مراد نہیں لیتے

(بغیۃ الرائد:۴:۷۴)

یہاں شیخ قنوجی نے لفظ حق استعمال کیا جو نہایت ہی قابل توجہ ہے جیسے صاحب تحفہ نے بھی اسی موقف کو لفظ صحیح سے بیان کیا تھا

۹۔ **شیخ اشرف علی تھانوی نے دیدار الہی ثابت کرتے ہوئے فائدہ کے تحت لکھا**

''بعض صحابہ کا نفی رؤیت کی بات کرنا اپنی رائے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لا تدرکه الابصار''

یہ عبارت بھی آشکار کر رہی ہے کہ اکثریت صحابہ کا موقف اثبات دیدار ہے

۱۰۔ **شیخ قنوجی نے ہی دوسرے مقام پر'' ماکذب الفواد ''کی تفسیر میں لکھا**

وحاصل المقالة ان الصحيح ثبوت الرؤية وهو ماجرى عليه ابن عباس حبر الامة وهو الذى يرجع اليه فى المعضلات وقد راجعه ابن عمر فاخبره بانه رأه

حاصل کلام یہ ہے کہ ثبوت دیدار ہی صحیح ہے امت کے سب سے بڑے عالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے اور مشکلات میں انہی کی طرف رجوع ہوتا ہے حضرت ابن

WWW.NAFSEISLAM.COM

ولا يقدح في ذلك حديث عائشة لانها لم تخبر انها سمعت من رسول الله ﷺ انه قال لم ار انما اعتمدت على الاستنباط مما تقدم	عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے سن کر اپنے قول سے رجوع کرلیا تھا حدیث سیدہ عائشہ سے یہ رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ سے نقل نہیں کیا کہ میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا ہاں انہوں نے خود متعدد نصوص سے استنباط کیا ہے
(فتح البیان، ۶:۴۴۹)	

۱۱۔ یاد رہے یہ عبارت انہوں نے حاشیہ الجمل سے لی ہے اور شیخ جمل نے خطیب کے حوالہ سے لکھا ہے (الجمل علی الجلالین، ۴:۲۹)

۱۲۔ امام زین العابدین بن محمد برزنجی مدنی (المتوفی، ۱۲۱۴ھ) لکھتے ہیں دیدار کے بارے میں اختلاف مشہور ہے لیکن

والصحیح انه رأه بعین رأسه بلا ریب ولا اشتباه	صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار کا شرف پایا اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں
(جواہر البحار، ۳:۵۳۱)	

۱۳۔ امام جلال الدین السیوطی (المتوفی ،۹۱۱) کے الفاظ بھی ملاحظہ کرلیں کیا حضور نے اس رات دیدار کا شرف پایا؟ اس بارے میں دو معروف اقوال ہیں

فاثبت ذلک ابن عباس وطائفة وانكرته عائشة والصحيح ثبوتها	حضرت ابن عباس اور ایک جماعت اثبات کی قائل اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار فرماتی ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ دیدار ہوا ہے
(الآية الكبرى ،۷۵)	

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

تمام اہل علم نے اسی موقف کو مختار نہیں بلکہ لفظ صحیح کے ساتھ تعبیر کیا جو دوسرے موقف کی کمزوری کو اشکار کررہا ہے

سوال: یہ کہنا کہ یہ صحابہ کا استنباط تھا رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی نص نہیں اگر ہوتی تو وہ بیان کرتے حالانکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے "ولقد رأہ نزلة اخری" کا مفہوم پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد جبریل امین ہیں، اسی لئے امام ابن حجر عسقلانی نے امام نووی اور ابن خزیمہ کی گفتگو نقل کر کے لکھا

وھو عجیب فقد ثبت ذلک عنھا	یہ عجیب کلام ہے سیدہ سے صحیح مسلم میں ہے
فی الصحیح مسلم ... فقالت انا	امت میں سے سب سے پہلے میں نے آپ
اول ھذہ الامة سأل رسول ﷺ	ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ
من ذلک فقال انه ھو جبریل	نے فرمایا اس سے مراد جبریل ہے

(فتح الباری، ۸: ۴۹۳)

الغرض جب سیدہ نے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ذکر کر دیا ہے تو اب کہنا کہ یہ ان کا فقط استنباط ہے کہاں درست رہے گا؟

جواب: محدثین نے کہا یہ سوال اٹھانا عجیب ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ جو نص ذکر کر رہی ہیں اس کا تعلق مخصوص آیت (دنا فتدلی) سے ہے اس سے مطلق رؤیت کی نفی نہیں ہوتی حالانکہ گفتگو مطلق رؤیت و دیدار کے بارے میں ہے یعنی ہم سیدہ کی اس نص کو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں دیدار اس آیت کے علاوہ دلائل سے ثابت جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے

(زرقانی علی المواہب)

بعض کی کمزور گفتگو

جب آپ محدثین کے حوالہ سے سوال و جواب پڑھ چکے تو ہم یہاں سید مودودی کا ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں جس کا جائزہ قارئین خود لیں، وہ دیدار الٰہی کی نفی میں لکھتے ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

''دوسری روایات جو ہم نے اوپر نقل کی ہیں تو ان میں سب سے زیادہ وزنی روایتیں وہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ سے منقول ہوئی ہیں کیونکہ انہی دونوں نے بالاتفاق خود رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ان دونوں مواقع پر آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ جبریل کو دیکھا تھا اور یہ روایات قرآن مجید کی تصریحات اور ارشادات سے پوری طرح مطابقت رکھتی ہیں

(تفہیم القرآن، ۵:۱۰۵)

پیچھے آپ نے پڑھا محدثین فرماتے ہیں ان کی بات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ دونوں آیات میں قرب جبریل مراد ہے اس سے مطلقاً رؤیت کی نفی ماننا سراسر زیادتی ہے۔سید صاحب کی نظر اعتراض پہ گئی مگر جواب او جھل رہا جس کی وجہ سے انہوں نے نہایت ہی کمزور بات کردی۔

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب ۷

حدیثِ شریک پر اعتراضات کا
علمی و تحقیقی جواب

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

روایت بخاری "دنا الجبار رب العزة" پر کچھ اہل علم نے اعتراضات وارد کیے ہیں ان تمام اعتراضات کے محدثین نے مسکت جوابات بھی دیئے بلکہ امام ابوالفضل محمد بن طاہر مقدسی (م۔۵۰۷) نے اس موضوع پر مستقل کتاب "الا نتصار لا مامی الامصار" بھی لکھی جو اگرچہ ہم تک نہیں پہنچی لیکن متعدد اہل علم نے ان کے جوابات نقل کیے ہیں ہمارے دور کے اہل علم نے صرف اعتراضات کو دیکھا لیکن ان کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش ہی نہیں فرمائی، اسی وجہ سے وہ ان جوابات سے آگاہ نہ ہوسکے

یہاں سید مودودی کا ایک اقتباس نقل کر دیتے ہیں جس سے یہ بات نہایت ہی آشکار ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہیں "علاوہ ان اعتراضات کے جو اس روایت کی سند اور مضمون پر امام خطابی، حافظ ابن حجر، ابن حزم اور حافظ عبدالحق صاحب الجمع بین الصحیحین نے کیے ہیں سب سے بڑا اعتراض اس پر یہ وارد ہوتا ہے"

(تفہیم القرآن،۵:۵۰۵)

ہم اس مقالہ میں متذکرہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کیے دیتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے

حدیث شریک کی صحت

اگر ذہن میں جائے حدیثی تدلی "دنا الجبار رب العزة" کی صحت پر اعتراضات ہیں جیسا کہ سید مودودی کے اقتباس میں آیا ہے جب اتنے بڑے بڑے محدثین اسے تسلیم نہیں کرتے تو تم کیوں اس سے استدلال پر زور دے رہے ہو؟

اس سلسلہ میں ہماری گزارشات درج ذیل ہیں

nafseislam
WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۔ اس سے انکار نہیں متعدد محدثین نے اسے قبول کرنے سے احتراز کیا ہے اور اس پر مختلف اعتراضات وارد کیے ہیں مگر جب متعدد محدثین نے ان تمام اشکالات کے جوابات دے دیے ہیں تو پھر انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ چونکہ وہ جوابات ان کے سامنے نہیں آئے لہذا ہم نے مرعوب ومتاثر ہو کر اس حدیث کا انکار کر دیا بلکہ ہمارے دور کے بعض علماء نے بھی کہہ دیا کہ یہ حدیث شریک قابل قبول نہیں

۲۔ اعتراضات کی فہرست

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم اختصار کے ساتھ اس پر وارد کردہ تمام اعتراضات نقل کر کے محدثین کے اطمینان بخش جوابات نقل کیے دیتے ہیں تا کہ معاملہ نہایت ہی واضح ہو جائے آیئے اعتراضات کی فہرست ملاحظہ کیجئے

۱۔اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج بعثت سے پہلے ہوئی کیونکہ اس میں قبل ان یوحی الیہ کے الفاظ ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں

۲۔اس کے الفاظ "دنا الجبار رب العزة "متفرد ہیں یعنی شریک کے علاوہ کسی راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے

۳۔اس میں ہے معراج خواب میں ہوئی نہ کہ بیداری میں

۴۔اس روایت کا دیگر روایات سے ان چیزوں میں اختلاف ہے

۱۔مقام سدرۃ المنتہی

۲۔حضرت انبیاء علیہم السلام سے ملاقات

۳۔نیل وفرات کا محل

۴۔شق صدر کا تذکرہ

۵۔نہر کوثر آسمان پر ہے حالانکہ وہ جنت میں ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

جوابات سے پہلے مکمل حدیث کے متن کا مطالعہ کرلیں تاکہ معاملہ آسان ہوجائے

قال الإمام البخاري رحمه الله تعالى : حدثنا عبد العزيز بن عبد الله حدثني سليمان عن شريك بن عبد الله أنه قال : سمعت ابن ماللك يقول : ليلة أسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة : أنه جاءه ثلاثة نفر قبل أن يوحى إليه ، وهو نائم في المسجد الحرام ، فقال أولهم : أيهم هو ؟ فقال أوسطهم : هو خيرهم ، فقال أحدهم : خذوا خيرهم ، فكانت تلك الليلة ، فلم يرهم حتى أتوه ليلة أخرى ، فيما يرى قلبه وتنام عينه ولا ينام قلبه — وكذلك الأنبياء تنام أعينهم ولا تنام قلوبهم ، فلم يكلموه حتى احتملوه ، فوضعوه عند بئر زمزم ، فتولاه منهم جبريل ، فشق جبريل ما بين نحره إلى لبته ، حتى فرغ من صدره وجوفه ، فغسله من ماء زمزم بيده ، حتى أنقى جوفه ، ثم أتي بطست من ذهب فيه تَوْرٌ من ذهب ، محشواً إيماناً وحكمة ، فحشا به صدره ولغاديده — يعني عروق حلقه — ثم أطبقه.

ثم عرج به إلى السماء الدنيا ، فضرب باباً من أبوابها ، فناداه أهل السماء : من هذا ؟ فقال : : جبريل . قالوا : ومن معك ؟ قال : معي محمد ، قال : وقد بعث ؟ قال : نعم . قالوا : فمرحباً به وأهلاً ، فيستبشر به أهل السماء ، لا يعلم أهل السماء بما يريد الله به في الأرض حتى يعلمهم .

فوجد في السماء الدنيا آدم ، فقال له جبريل : هذا أبوك ، فسلم عليه ، فسلم عليه ، ورد عليه آدم ، وقال : مرحباً وأهلاً بابني ، نعم الابن أنت .

WWW.NAFSEISLAM.COM

فإذا هو في السماء الدنيا بنهرين يطردان ، فقال : ما هذان النهران يا جبريل ؟ فقال : هذان النيل والفرات عنصرهما .

ثم مضى به في السماء فإذا بنهر آخر عليه قصر من لؤلؤ وزبرجد ، فضرب يده فإذا هو مسك أذفر ، قال : ما هذا يا جبريل ؟ قال : هذا الكوثر الذي خبأ لك ربك .

ثم عرج إلى السماء الثانية ، فقالت الملائكة له مثل ما قالت له الأولى: من هذا ؟ قال : جبريل ، قالوا : ومن معك ؟ قال : محمد صلى الله عليه وسلم ، قالوا : وقد بعث إليه ؟ قال : نعم ، قالوا : مرحباً به وأهلا .

ثم عرج به إلى السماء الثالثة ، وقالوا له مثل ما قالت الأولى والثانية ،

ثم عرج به إلى الرابعة ، فقالوا له مثل ذلك .

ثم عرج به إلى السماء الخامسة ، فقالوا مثل ذلك .

ثم عرج به إلى السادسة ، فقالوا له مثل ذلك .

ثم عرج به إلى السماء السابعة فقالوا له مثل ذلك ، كل سماء فيها أنبياء قد سماهم ، فوعيت منهم إدريس في الثانية ، وهارون في الرابعة ، وآخر في الخامسة لم أحفظ اسمه ، وإبراهيم في السادسة ، وموسى في السابعة بفضل كلامه لله . فقال موسى : رب لم أظن أن ترفع عليَّ أحداً ،

ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه إلا الله ، حتى جاء سدرة المنتهى ، ودنا الجبار رب العزة ، فتدلى حتى كان قاب قوسين أو أدنى ، فأوحى الله فيما أوحى خمسين صلاة على أمتك كل يوم وليلة .

ثم هبط حتى بلغ موسى ، فاحتبسه موسى ، فقال : يا محمد ماذا

WWW.NAFSEISLAM.COM

عهد إليك ربك ؟ قال : عهد إليّ خمسين صلاة كل يوم وليلة ، قال : إن أمتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم ، فالتفت النبي صلى الله عليه وسلم إلى جبريل كأنه يستشيره في ذلك . فأشار إليه جبريل : أن نعم ، إن شئت ، فعلا به إلى الجبار ، فقال وهو مكانه : يا رب خفف عنا ، فإن أمتي لا تستطيع هذا ، فوضع عنه عشر صلوات ، ثم رجع إلى موسى ، فاحتبسه ، فلم يزل يردده موسى إلى ربه حتى صارت إلى خمس صلوات ، ثم احتبسه موسى عند الخمس ، فقال : يا محمد والله لقد راودت بني إسرائيل قومي على أدنى من هذا فضعفوا ، فتركوه ، فأمتك أضعف أجساداً وقلوباً وأبداناً وأبصاراً وأسماعاً ، فارجع فليخفف عنك ربك ، كل ذلك يلتفت النبي صلى الله عليه وسلم إلى جبريل ليشير عليه ، ولا يكره ذلك جبريل ، فرفعه عند الخامسة ، فقال : يارب إن أمتي ضعفاء أجسادهم وقلوبهم وأسماعهم وأبدانهم ، فخفف عنا ، فقال الجبار : يا محمد ، قال : لبيك وسعديك ، قال : إنه لا يبدل القول لدي ، كما فرضت عليك في أم الكتاب ، قال : فكل حسنة بعشر أمثالها ، فهي خمسون في أم الكتاب ، وهي خمس عليك . فرجع إلى موسى فقال : كيف فعلت ؟ فقال : خفف عنا ، أعطانا بكل حسنة عشر أمثالها ، قال موسى : قد والله راودت بني إسرائيل على أدنى من ذلك فتركوه ، ارجع إلى ربك ، فليخفف عنك أيضاً .

پہلے اعتراض کا جواب

اولاً ۔ یہ اعتراض شیخ ابن حزم نے یہ کہتے ہوئے اٹھایا ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے معراج قبل از بعثت ہوئی حالانکہ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے اور اس کے بارے

میں اہل علم کے درمیان اتفاق ہے

حالانکہ ان کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کیونکہ اسراء ومعراج کی تاریخ میں اہل علم کے درمیان بہت زیادہ اختلاف ہے، آیئے کچھ اقوال ملاحظہ کر لیجئے

۱۔ امام نووی اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں اسراء اعلان نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال ہوا بعض نے کہا بارھویں سال، بعض نے ایک سال اور تین ماہ بعد کہا، اس کے علاوہ بھی اقوال موجود ہیں، ماہ ربیع الاول کی ستائیس رات تھی، یہ واقعہ دو دفعہ ہوا ایک دفعہ خواب میں جبکہ دوسری دفعہ بیداری میں

ورأى ﷺ ربه سبحانه وتعالىٰ ليلة الاسراء بعين رأسه هذا هو الصحيح الذى قاله ابن عباس واكثر الصحابة والعلماء اجمعين	شب معراج رسول اللہ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف پایا یہی صحیح ہے اور یہ حضرت ابن عباس، اکثر صحابہ اور علما امت کا موقف ہے

(فتاویٰ امام نووی، ۱۷:۱۸)

WWW.NAFSEISLAM.COM

نوٹ

حضرت امام نووی کی یہ عبارت بلکہ فتویٰ بھی ہماری تائید کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کا سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی کا شرف پانا جمہور اور امت کی اکثریت کا موقف ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے

۲۔ امام ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ام سلمۃ، ابن عباس، سیدہ عائشہ اور ام ہانی رضی اللہ عنھم سے نقل کیا، یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے

حضرت ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے ہے کہ یہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ

رمضان کا واقعہ ہے،   (الطبقات،۱:۲۱۳)

۳۔ امام بیہقی نے، امام سدی کے حوالہ سے نقل کیا آپ ﷺ کی ہجرت سے سولہ ماہ پہلے شب معراج، بیت المقدس میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

(دلائل النبوۃ،۲:۱۰۷)

۴۔ شیخ ابن سید الناس نے امام زہری کے حوالہ سے لکھا یہ واقعہ اعلان ہجرت کے پانچویں سال کا ہے۔   (عیون الاثر،۱:۱۴۳)

۵۔ امام ابن کثیر نے ابن عساکر سے اوائل بعثت نقل کیا   (البدایہ،۳:۱۰۸)

۶۔ امام ابن اسحاق نے اعلان نبوت کے دس سال بعد کا واقعہ بیان کیا

(فتح الباری،۷:۲۱۳)

۷۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں متعدد اہل علم نے اسے ایک سال قبل از ہجرت لکھا، بعض نے اس سے پہلے کا بھی قول کیا، اس کے بعد سیدہ کے قول ''آپ ﷺ کا جسد اطہر گم نہ پایا'' پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا معراج کے وقت تو سیدہ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں پھر تاریخ اسراء میں اختلاف ہے امام زہری اور ان کے موافقین کے مطابق اعلان نبوت کے ڈیڑھ سال بعد کا واقعہ ہے بعض نے پانچ سال قبل از ہجرت اور بعض نے ایک سال قبل از ہجرت کہا مختار پانچواں سال ہے   (الشفاء)

امام قسطلانی نے المواھب میں لکھا، امام قرطبی اور نووی نے اس قول (پانچواں سال) کو ترجیح دی ہے   (المواھب)

اس وجہ سے حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابن حزم کا رد کرتے ہوئے لکھا

وبالغ ابن حزم فنقل الا جماع فیه   ابن حزم نے مبالغہ کرتے ہوئے اس پر

وھو مردود فان فی ذلک   اجماع نقل کر دیا اور یہ باطل ہے کیونکہ

اختلافاً کثیر أیزید علی عشرۃ اقوال — اس میں تو دس سے زیادہ اقوال موجود ہیں (فتح الباری، ۷:۲۱۳)

یاد رہے ممکن ہے اس اختلاف کی وجہ ابتدا بعثت یا تاریخ ہجرت کی وجہ سے کہ وہ ربیع الاول میں تھی یا محرم میں اس طرح بھی ممکن ہے ابتداوحی کی تاریخ میں اختلاف کی وجہ سے ہو بعض نے رویائے صادقہ سے ابتدا کی ہو اور بعض نے نزول قرآن سے

ثانیاً سابقہ گفتگو سے اشکار یہی ہو رہا ہے کہ یہ اختلاف موجود ہے کہ اسراء ومعراج ایک دفعہ ہے یا متعدد دفعہ اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے یہ واقعہ ایک دفعہ خواب میں ہوا تا کہ استعداد و مشق اور تیاری کا کام دے اور پھر دوسری دفعہ بیداری میں ہوا جیسا کہ پیچھے امام نووی کے حوالہ سے گزرا

حافظ ابن کثیر البدایہ میں ایک نوٹ کے تحت لکھتے ہیں

واقعہ اسراء جو بعد میں ہوا اس کا پہلے وقوع خواب میں ہو ہم اس کے منکر نہیں کیونکہ آپ کے بارے میں ہے جو آپ ﷺ بصورت خواب دیکھتے وہ مثل صبح ظہور پذیر ہو جاتا جیسا کہ وحی کے بارے میں ہے ابتدا خواب سے ہوئی پھر بیداری میں قرآن کا نزول شروع ہوا یہ تمام اس لیے تھا کہ بچپن میں آپ سے معجزات اور ارہاصات، کا ظہور ہو اور آپ کو استقامت، پختگی اور مانوسیت حاصل ہو جائے (البدایہ، ۳:۱۱۴)

پھر تفسیر میں لکھتے ہیں

اہل علم کا اختلاف ہے کیا اسراء بدن وروح دونوں کو ہوئی یا فقط روح کو، اہل علم کی اکثریت اس پر ہے کہ دونوں کو بیداری کی حالت میں معراج ہوئی نہ کہ خواب میں لیکن وہ اس کا انکار نہیں کرتے کہ پہلے آپ نے خواب میں، کی اور بعد میں حالت بیداری میں (ممکن ہے دونوں حاصل ہوں (تفسیر ابن کثیر، ۳:۲۳)

امام ابوبکر بن العربی، سہیلی، ابن سید الناس، شارح بخاری شیخ مہلب اور بہت بڑی جماعت علما نے اس قول کی تائید کی ہے، امام ابن العربی فرماتے ہیں

ان ذلک کلہ کان مرتین مرة فی المنام توطئة واخری فی الیقظة

یہ دو دفعہ ہوا ایک دفعہ خواب میں بطور تیاری جبکہ دوسری دفعہ بیداری کے عالم میں ہوا

(العجالة السنية، ۱۷)

شیخ مہلب نے شرح بخاری میں جماعت علماء سے نقل کیا اسراء دو دفعہ ہے

مرة فی نومه ومرة فی یقظته ببدنه ﷺ

ایک دفعہ خواب جبکہ دوسری دفعہ حالت بیداری میں جسم اطہر کے ساتھ ہوا

امام سہیلی یہ اقوال نقل کرکے لکھتے ہیں

هذا القول هو الذی یصح وبه تتفق معانی الاخبار

اسی قول کو صحیح قرار دینا چاہیے اور اس سے تمام روایات میں تطبیق وموافقت ہو جاتی ہے

(الروض الانف، ۳:۲۵۸)

امام زرقانی نے امام ابونصر بن قشیری سے نقل کیا، ان سے پہلے شیخ ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں کہا

کان للنبی ﷺ معاریج منها ما کان فی الیقظة ومنها ما کان فی المنام

حضور ﷺ کے متعدد معراج ہیں کچھ حالت بیداری میں اور کچھ حالت خواب میں

(شرح المواہب، ۶:۵)

امام طیبی لکھتے ہیں

اگر کوئی سوال اٹھائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت مالک بن صعصعة

سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں معراج کی رات حطیم میں تھا جبکہ حدیث ابوذر میں ہے میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی تو یہ تضاد ہے

اس کا جواب یہ ہے رسول اللہ ﷺ کو معراج دو دفعہ ہوئی ایک حالت بیداری میں جو حضرت مالک سے مروی ہے اور حالت نیند میں جس کا تذکرہ دوسری روایت میں ہے (الکاشف)

حافظ ابن حجر عسقلانی کا میلان بھی اس طرف ہے، امام ابو شامہ نے معراج پر مستقل کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے

اہم نوٹ

لیکن یہ بات واضح رہے کہ جمہور محدثین، فقہاء اور متکلمین کے ہاں صحیح ثابت امر یہی ہے کہ اسراء ومعراج ایک ہی دفعہ اور ایک ہی رات، بدن اور روح دونوں کے ساتھ، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے لامکاں تک ہوئی

ثالثاً

یہاں شیخ ابن حزم کے اس دعویٰ کی تردید بھی ضروری ہے کہ اس روایت کے راوی فقط شریک ہیں جو قابل قبول نہیں حالانکہ یہ دعویٰ بھی ان وجوہ کی بنا پر مردود ہے

ا۔ امام ابوالفضل بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں

کہ ایسی بات ابن حزم سے پہلے شریک کے بارے میں کسی نے نہیں کہی بلکہ ائمہ جرح وتعدیل نے ان کی توثیق کرتے ہوئے انھیں نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنی تصانیف میں ان کی روایت ذکر کی اور انھیں حجت سمجھا، امام عبداللہ بن احمد دورقی، عثمان دارمی اور عباس دوری نے امام یحیی بن معین سے ان کے بارے میں نقل کیا ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں

امام ابن عدی کہتے ہیں یہ اہل مدینہ میں مشہور ہیں ان سے امام مالک اور دیگر ثقہ لوگوں نے روایت لی ہے جب ان سے کوئی ثقہ روایت کرے تو بلا تامل قبول کیا جائے ہاں اگر ان سے کوئی ضعیف روایت کرے تو پھر معاملہ اور ہے

اس کے بعد شیخ ابن طاہر کہتے ہیں زیر بحث روایت کا معاملہ تو یہ ہے

وحدیثه هذا رواه عنه ثقة وهو سليمان بن بلال — کہ اسے تو ثقہ نے ان سے روایت کیا ہے اور وہ سلیمان بن بلال ہیں

اور فرماتے ہیں اگر ہم قبل ان یوحی الیہ (معراج نزول وحی سے پہلے ہوئی) میں ان کا تفرد مان بھی لیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ تمام روایت کو نہ مانا جائے

فوهم الثقة موضع من الحديث لايسقط جميع الحديث ولاسيما اذا كان الوهم لايستلزم ارتكاب محذور — کیونکہ اگر ثقہ کو حدیث کے کسی حصہ میں وھم ہو جائے تو اس سے تمام حدیث ساقط نہیں ہو جاتی خصوصاً جب اس کے ماننے سے کسی ممنوع کا ارتکاب بھی نہ رہا ہو

اگر اس ضابطہ سے ہم ہٹ جائیں تو پھر ائمہ کی ایک پوری جماعت کی روایات کو ترک کرنا پڑ جائے گا ممکن ہے وہ بعد ان اوحی الیہ (معراج بعد از نزول وحی ہوئی) کہنا چاہ رہے تھے لیکن بعد کی جگہ لفظ قبل کہہ گئے (فتح الباری، ۱۳۰)

۲۔ امام خطابی، ابن حزم، عبدالحق اور نووی کا دعوی کہ شریک متفرد ہیں، بھی درست نہیں حافظ ابن حجر ان کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فی دعوی التفرد نظر فقد وافقه كثير بن خنيس عن انس كما اخرجه سعيد بن يحيى بن سعيد — ان کے دعویٰ تفرد پر اعتراض ہے کیونکہ حدیث شریک کی کثیر بن خنیس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت

الاموی فی کتاب المغازی من طریقہ (فتح الباری،۱۳) سے موافقت کی ہے جسے سعید بن یحیی بن سعید اموی نے کتاب المغازی میں اپنی سند سے نقل کیا ہے

بلکہ امام ابن مردویہ نے تفسیر میں اس موافقت کو نقل کیا ہے۔(الدر المنثور،۴:۱۳۹)

رابعاً

شیخ ابن حزم کا یہ کہنا اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج اور پانچ نمازوں کی فرضیت قبل از بعثت ہوگئی تھی جو درست نہیں

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ ان کا اس روایت سے اپنا استنباط اور فہم ہے اس کی تردید خود اس روایت کے الفاظ بھی کررہے ہیں کیونکہ اس میں بعثت کی تصریح موجود ہے پھر دیگر روایات میں تطبیق دیتے ہوئے جو کچھ محدثین نے کہا وہ بھی ان کے موقف کا رد ہے آیئے الفاظ حدیث پر غور کرتے ہیں، فرشتوں نے پوچھا جبریل تیرے ساتھ کون ہے کہا میرے ساتھ محمد ہیں پوچھا وقد بعث ؟ انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں! فرشتوں نے مرحبا کہا یہ سوال و جواب ہر آسمان پر ہوا جو واضح کررہا ہے کہ معراج اور نمازوں کی فرضیت بعد از بعثت ہے لہذا ابن حزم کا طعن ختم ہو جاتا ہے

رہا یہ سوال کہ ''قبل ان یوحی الیہ'' اور ''وقد بعثت'' میں تعارض ہے کیونکہ پہلے جملہ میں قبل از بعثت اور بعد کے جملہ میں بعد کا ذکر ہے یہ تعارض بھی ختم ہوسکتا ہے کیونکہ یہ تعارض تب ہے جب انھیں اپنے ظاہر پر محمول رکھا جائے جیسے کہ منامی معراج والوں نے کہا حالانکہ یہ قول جمہور محدثین ،فقہا اور متکلمین کے مخالف ہے لہذا ایسی تاویل ضروری ہے جس سے دونوں میں موافقت ہو جائے ،ضابطہ بھی یہی ہے جہاں تک ہو سکے متعارض نصوص میں تطبیق پیدا کی جائے اگر تطبیق نہ ہو سکے تو پھر کسی کو ضابطہ کے مطابق ترجیح دی جائے البتہ دلیل

قاطع کے بغیر کسی بھی نص کو ترک کر دینا ہرگز درست نہیں ہوتا کیونکہ کس نص پر عمل دوسری نص سے اولی نہیں ہوسکتا

زیر بحث معاملہ میں دونوں کے درمیان اجتماع ہوسکتا ہے آیئے تطبیق دیتے ہیں

ہم یہ کہتے ہیں کہ نزول وحی سے پہلے یعنی قبل از بعثت تین فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے اور چلے گئے پھر وہ دوسری دفعہ بعثت کے بعد آئے اور معراج اس دوسری آمد کے بعد ہوئی متفقہ روایات میں ہے کہ وحی کی ابتدا خواب کی صورت میں شروع ہوئی پھر غار حرا میں حضرت جبریل امین بیداری کی حالت میں آئے اس طرح حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور میں سویا ہوا تھا پھر وہ چلے گئے اس کے بعد وہ دوبارہ آئے اور یہ وقت اور تھا تو اب تعارض وتضاد کہاں رہ گیا، روایت کا متن دیکھیں تو جب وہ پہلی رات آئے تو محض تعارف حاصل کیا

فقال اولهم ایهم هو؟ فقال ان میں سے پہلے نے پوچھا ان میں کون ہیں اوسطهم هو خير هم فقال احد هم ؟ بتایا درمیان والے جوان سے بہتر ہے ایک نے کہا ان سے بہتر ہے ایک نے کہا ان سے خذوا خيرهم بہتر ہے ایک نے کہا ان سے بہتر کو لو

''فلم یر هم حتی اتوه ليلة اخرىٰ '' پھر آپ نے انھیں نہ دیکھا حتیٰ کہ کسی دوسری رات میں پھر آئے

اب یہاں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ معراج قبل از بعثت ہوئی اس رات تو سوائے گفتگو کے کچھ بھی نہ ہوا، حافظ ابن حجر عسقلانی ان الفاظ پر لکھتے ہیں

(فلم یرهم) ای بعد ذلک (حتى پھر آپ نے انھیں نہ دیکھا یعنی اس کے بعد اتوه ليلة اخرى) ولم يعين المدة (حتیٰ کہ وہ دوسری رات آپ

التی بین المجیئن فیحمل علی ان المجئی الثانی کان بعد ان اوحیٰ الیه وحینئذ وقع الاسراء والمعراج

(کے پاس آئے) آپ نے دونوں آمدوں کی درمیانی مدت کا تعین نہیں فرمایا لہذا ان کی دوسری آمد کو بعداز بعثت مانا جائے گا اور اس وقت معراج ہوئی

آگے لکھتے ہیں

واذا کان بین المجیئین مدة فلا فرق فی ذلک بین ان تکون تلک المدة لیلة واحدة اولیالی کثیرة اوعدة سنین ولهذا ترتفع الاشکال عن روایة شریک ویحصل به الوفاق ان الاسراء فی الیقظة بعد البعثة وقبل الهجرة

جب دونوں آمدوں کے درمیان مدت ہے تو اب کیا فرق پڑتا ہے وہ ایک رات کی بھی ہو سکتی ہے اور کثیر راتیں بلکہ کئی سال بھی ہو سکتی ہے اس سے روایت شریک پر وارد اعتراض ختم اور دیگر کے ساتھ موافقت ثابت کہ معراج بیداری میں بعداز بعثت اور قبل از ہجرت ہی ہوئی ہے

لہذا امام خطابی اور ابن حزم وغیرہ کا یہ دعویٰ کہ شریک نے اجماع کی مخالفت کرتے ہوئے معراج کو قبل از بعثت قرار دیا ہے، غلط ثابت ہو گیا

WWW.NAFSEISLAM.COM

بعض شارحین نے کہا جن دو راتوں میں ملائکہ آئے ان کے درمیان سات یا آٹھ یا نو یا دس یا تیرہ کا فاصلہ ہے اس سے مراد سال لئے جائیں نہ کہ راتیں، شیخ ابن قیم نے اس حدیث کے تحت اس پر جزم کیا ہے معراج بعداز بعثت پر قوی دلیل اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں پس جبریل امین نے فرشتوں نے پوچھا ابعث کیا آپ کو مبعوث کیا گیا ہے؟ انھوں نے جواباً کہاں ہاں! یہ واضح کر رہے ہیں کہ معراج بعداز بعثت ہوئی لہذا الفاظ میں ہماری تاویل ہی یقینی ٹھہری۔ (فتح الباری، ۱۳)

بلکہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں "فاوحی اللہ فیما اوحی خمسین

صلاۃ"   (اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر وحی فرمائی اس میں پچاس نمازیں بھی تھیں)اور نمازوں کی فرضیت قبل از بعثت نہیں بلکہ ان کی فرضیت شب معراج میں ہوئی یہ اجماع ہے تو اس مفہوم کی بنا پر نصوص میں موافقت ہو جائے گی اور حضرت شریک بھی متفرد نہ رہے

خامساً

اس روایت مین الفاظ ہیں "وھو نائم فی المسجد الحرام" (آپ مسجد حرام میں نیند فرما رہے تھے)اس سے بعض نے استنباط کیا کہ یہ الفاظ بتا رہے ہیں معراج حالت نیند میں ہوئی اور یہ یقیناً حضرت شریک کا تفرد ہے

جواباً عرض ہے ان کا تفرد نہیں بلکہ اس میں تو ان کے ساتھ بڑے بڑے ثقہ شامل ہیں مثلاً

ا۔ حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں ہمیں حضرت انس بن مالک نے انھیں حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بتایا حضور ﷺ نے فرمایا میں بیت کے پاس نوم و بیداری کے درمیان تھا

بخاری کے الفاظ ہیں معراج کی شب

انا فی الحطیم مضطجعاً   میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا

(صحیح البخاری ، کتاب بدالخلق)

۲۔ امام بیہقی ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم ، ابن عساکر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

انا نائم عشاء بالمسجد الحرام اذا اتانی آت فایقظنی فاستیقظت   میں رات کو مسجد حرام میں سویا ہوا تھا کہ آنے والا آیا ار اس نے بیدار کیا اور میں بیدار ہو گیا

(دلائل النبوۃ،۲:۱۳۶)

(الدر المنثور،۴:۱۴۲)

۳۔ امام ابن اسحاق، ابن سعد، ابن عساکر اور بیہقی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضور ﷺ معراج پر ہمارے گھر سے تشریف لے گئے

نام عندنا تلک اللیلة صلی العشاء ثم نام فلما کان قبل الفجر انبھناہ للصبح فقام فلما صلی الصبح قال

(الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۱۴)

(عیون الاثر، ۱:۱۴۰)

اس رات آپ ﷺ ہمارے ہاں سوئے، آپ عشاء پڑھ کر آرام فرما ہوئے۔ فجر سے پہلے نماز صبح کے لئے آپ بیدار ہوئے نماز ادا کی اور پھر معراج کی تفصیل بیان کی

امام ابویعلی، ابن عساکر اور ابن سید الناس نے بھی اسطرح کی روایت نقل کی

۴۔ امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے امام حسن بصری سے مرسلاً نقل کیا رسول ﷺ نے فرمایا

انا نائم فی الحجر جاء نی جبریل علیه السلام فو کز بین کتفی

(دلائل النبوة، ۲:۱۱۹)

میں سویا تھا جبریل امین آئے اور انھوں نے کاندھے پکڑ کر مجھے بیدار کیا

ان تمام روایات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں مراد ابتدائی حالت ہے یعنی آپ ﷺ آرام فرما تھے، حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر بیدار کیا پھر بیداری میں معراج ہوا آپ قبل از فجر واپس تشریف لاکر آرام فرما ہو گئے جب صبح ہوئی تو واقعہ معراج سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

کچھ لوگوں کی رائے

بعض لوگوں نے روایت شریک سے حالت خواب میں معراج پر استدلال کیا ہے ان میں امام ابو محمد حسین بغوی بھی ہیں، انھوں نے مذکور اعتراض کے جواب میں کہا ہے درست نہیں کیونکہ اس میں حالت خواب میں معراج کا تذکرہ ہے اور وہ قبل از وحی ہی ہے کیونکہ

حدیث کے آخری الفاظ ہیں "فاسقیظ وھوبالمسجدالحرام" (آپ ﷺ بیدا ہوئے تو مسجد حرام میں تھے البتہ بعداز بعثت بیداری میں معراج ہوئی جیسا کہ فتح مکہ کی، پہلے سال خواب کی صورت میں اور عملاً آٹھویں سال میں ہوئی لیکن ان کا یہ کہنا کہ قبل از وحی ہے درست نہیں کیونکہ حدیث میں الفاظ ہے قد بعث ؟قال نعم جیسا کہ پہلے گزرا ہے لہذ الفظ نائم کو ابتدائی حالت پر ہی محمول کرنا چاہیئے پھر جب جبریل امین نے آپ کو بیدار کیا تو پھر تمام مراحل میں بیداری رہی ورنہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جماعت کروانا حالت نیند میں کیسے معقول ہوگا ؟ پھر تو ملاء اعلیٰ کے تمام معاملات ،خصوصی وحی کا حصول اور حضرت موسیٰ کا بار بار واپس لوٹانا بھی حالت نیند میں ہی ہوگا؟

پھر یہ بھی ذہن میں رہے آیات قرآنی سے واضح ہے کہ معراج رات کے کچھ حصہ میں ہوئی نہ کہ تمام رات قاضی عیاض لکھتے ہیں احادیث میں جوالفاظ آئے ہیں بین النائم والیقظان ،وھو نائم ،ثم اسقیظت ان میں منامی معراج والوں کے لئے دلیل نہیں، ممکن ہے جب فرشتہ آیا اس وقت یہ کیفیت تھی یا جب معراج شروع ہوئی اس وقت یہ حال تھا

لیس فی الحدیث انه کان نائمافی القضیة کلها	حدیث میں اس پر کوئی دلیل نہیں کہ آپ ﷺ تمام واقعہ میں حالت نیند میں تھے

آخری الفاظ "ثم استقیظت وانا فی المسجدالحرام" تو یہاں بمعنی اصبحت ہو یعنی گھر پہنچے کے بعد سونے سے بیدار ہوا، اس پر دلیل ہے کہ معراج تمام رات نہ تھی ،دوسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے

مما کان غمره من عجائب ماطالع من ملکوت السموات والارض وخامرا باطنه من مشاهدة الملاء الاعلی	آپ ﷺ نے عجائبات سماوی اور ارضی کا مشاہدہ کیا اور ملا اعلیٰ اور آیات الہیہ کو دیکھا اس کی وجہ سے ابھی اس

ومارأى من آيات ربه الكبرىٰ فلم يستفق ويرجع الى حال البشرية الا وهو بالمسجد الحرام

مستی سے افاقہ نہ ہوا تھا، جب آپ اس حالت سے حالت بشری کی طرف لوٹے تو مسجد حرام میں تھے

تیسرا مفہوم یہ ہوسکتا ہے یہاں نوم سے لیٹنا مراد ہو اس معنی کی تائید امام عبد بن حمید والی وایت کر رہی ہے جو ھمام سے نقل کی ہے

بینما انا مضجطع — اس وقت میں لیٹا ہوا تھا

شیخ ھد بہ نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں ایک روایت میں ہے

بین النائم و الیقطان — میں نیند کرنے والے اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا

چونکہ غالبًا سونے کی ہی حالت ہوتی ہے لہذا اسے نائم کے ساتھ تعبیر کر دیا

(الشفاء مع شرح علی قاری، ۱:۴۱۲)

امام حسن بصری کی روایت

پیچھے امام حسن بصری سے مرسلاً روایت گزری اس کی تفصیل ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں حجر کے پاس سویا تھا جبریل نے مجھے قدم ہلا کر بیدار کیا میں بیٹھ گیا مجھے کچھ دکھائی نہ دیا میں پھر لیٹ گیا دوبارہ انھوں نے بیدار کیا میں بیٹھ گیا مگر کوئی دکھائی نہ دیا، میں پھر لیٹ گیا تیسری دفعہ انھوں نے مجھے بیدار کیا میں اٹھا تو انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ چلا

(سیرت ابن ھشام)

اس روایت سے بات آشکار ہو جاتی ہے کہ یہ ابتدائی حالت کا بیان ہے نہ کہ دائمی نیند کا۔

۴۔ ایک اور مفہوم

بعض محدثین نے "استفیط وھو فی المسجد الحرام" کا ایک اور

خوبصورت مفہوم بیان کیا جب آدمی کسی کی طرف کاملاً اس طرح متوجہ ہو کہ کسی دوسرے کام کی طرف توجہ ہی نہ ہو تو جب وہ دوسری طرف متوجہ ہو تو اس کے لئے "استیقظ" کالفظ بولا جاتا ہے یعنی آپ ﷺ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوئے اور اس کا یہ معنی حدیث پاک میں بھی موجود ہیں حافظ ابن کثیر اس کی تائید میں یہ حدیث لائے حضرت ابو اسید اپنے بچے کو گڑتی دلانے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں لائے، اسے آپ کی ران مبارک پر بٹھایا آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھے، حضرت ابوسعید نے بچے کو اٹھالیا

ثم استيقظ رسول الله ﷺ فلم يجد الصبي فسأل عنه آپ ﷺ متوجہ ہوئے اور بچہ نہ تھا پوچھا بچہ کہاں ہے؟

(البدایہ، ۳، ۱۴)

اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا حضرت شریک اس میں متفرد ہر گز نہیں

سادساً۔ بوقت معراج شق صدر

اس روایت پر یہ اعتراض بھی ہے کہ دیگر روایات میں اس موقع پر شق صدر کا ذکر نہیں جب کہ اس میں ہے یہ سوال قاضی عیاض نے بھی اٹھایا

وهذا انما كان وهو صبي وقبل الوحي (الشفاء) یہ تو بچپن میں اور نزول وحی سے پہلے کا معاملہ ہے

یعنی صرف دو اوقات میں شق صدر ہوا، حالانکہ ثقہ راویوں نے صحابہ سے اس موقع پر بھی اس کا تذکرہ کیا ہے مثلاً

ا۔ امام زہری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے گھر کی چھت پھاڑ کر جبرائیل آئے

فخرج صدري ثم غسله بماء زم زم (بخاری ومسلم) انہوں نے میرا سینہ شق کیا پھر اسے زم زم سے غسل دیا

۲۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت مالک بن صعصعۃ سے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیت اللہ کے پاس نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا، میرے پاس ایمان وحکمت سے بھرا ہوا سونے کا تھال لایا گیا

فشق من النحر الی مراق البطن پھر میرے سینے کو پیٹ تک کھولا گیا

(بخاری ومسلم)

۳۔ امام احمد نے زہری سے نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ میں تھا میرے گھر کی چھت پھاڑ کر جبرائیل آئے

فخرج صدری اور انہوں نے میرا سینہ چاک کیا

(مسند احمد، ۵:۱۴۳)

اسے عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں بھی ذکر کیا اور اس کے تمام راوی، رواۃ صحیح ہیں
(مجمع الزوائد، ۱:۱۶۵)

بلکہ قاضی عیاض نے روایت شریک پر اگرچہ طعن کیا لیکن حضرت ثابت بنانی کی روایات پر اعتماد کیا جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی، حالانکہ حضرت ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا

فانطلقو ابی الی زم زم فشرح عن صدری فرشتے مجھے زم زم کے پاس لائے پھر میرا سینہ کھولا گیا (مسلم، باب الاسراء)

امام بزار، ابویعلی، ابن جریر، محمد بن نصر مروزی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے "سبحان الذی اسری بعبدہ" کی تفسیر میں نقل کیا، جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس حضرت میکائیل علیہم السلام کے ساتھ آئے جبرائیل علیہم السلام نے اُن سے زم زم لانے کے لئے کہا تا کہ سینہ اقدس کو دھویا جائے

فشق عنه بطنه فغسله ثلاث مرات پھر آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا

اوراسے تین دفعہ غسل دیا (تفسیر ابن کثیر، ۳:۱۷)

(الدرالمنشور، ۴:۱۴۴)

حافظ عراقی نے اس انکاروطعن کارد کرتے ہوئے کہا

قد انكر وقوع الشق ليلة الا سراء ابن حزم و عياض وادعا ان ذلك تخليط من شريک وليس كذلك فقد ثبت في الصحيحين من غير طريق شريک

شب معراج میں ابن حزم اور قاضی عیاض نے شق صدر کا انکار کرتے ہوئے کہا، کہ یہ شریک کا اختلاط ہے حالانکہ بات یوں نہیں بخاری اور مسلم میں شریک کے علاوہ راویوں سے بھی یہ ثابت ہے

(شرح الشفاء لعلی قاری، ۱:۴۱۴)

شارح مسلم امام قرطبی فرماتے ہیں

لا يلتفت لا نكار الشق ليلة الاسراء لان راو ته ثقات مشا هير

(المفهم، ۱:۳۸۳)

شب معراج انکارشق کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ یہ بات مشہور ثقہ راویوں سے منقول ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں، قاضی عیاض نے راجح قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ شق صدر بچپن میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ہی ہوا تھا، لیکن امام سہیلی نے ان کارد کیا اور کہا، کہ یہ واقعہ دو دفعہ ہوا اور صواب بھی یہی ہے، امام طیالسی اور حارث نے مسانید میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، غار حرا میں جبرائیل علیہم السلام قرآنی وحی لے کر آئے ،وہاں دوسری دفعہ شق صدر ہوا، امام ابونعیم نے لکھا، جب ۲۰ سال کی عمر میں حضرت عبدالمطلب کے ساتھ سفر کیا تب بھی شق ہوا (فتح الباری، ۱۰)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں، بعض نے شب معراج شق صدر کا انکار کیا ہے مگر

ولا انكار في ذالك فقد تواردت

انکار درست نہیں کیونکہ اس کے بارے

الروایات (فتح الباری، ۷) میں روایات موجود ہیں

آسمانوں پر مقاماتِ انبیاء

اس روایت پر یہ اعتراض بھی ہوا کہ اس میں انبیاء کرام علیھم السلام کے جو مقامات ذکر ہوئے وہ دیگر روایات کے مخالف ہیں۔ کیونکہ ہر آسمان پر انبیاء تھے، حضرت ادریس علیھم السلام دوسرے پر تھے، حضرت ہارون علیھم السلام چوتھے، پر پانچویں کا نام یاد نہیں، چھٹے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام جبکہ ساتویں پر حضرت موسیٰ علیھم السلام حالانکہ دیگر روایات میں ہے کہ پہلے پر حضرت آدم علیھم السلام، دوسرے پر حضرت یحیٰ علیھم السلام اور حضرت عیسیٰ علیھم السلام تیسرے پر حضرت یوسف علیھم السلام، چوتھے پر حضرت ادریس علیھم السلام، پانچویں پر حضرت ہارون علیھم السلام، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیھم السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیھم السلام کا تذکرہ ملتا ہے۔ الغرض حضرت شریک اسے محفوظ نہ رکھ سکے

ان کی موافقت

جواباً گزارش ہے کہ متعدد دیگر راویوں نے اس عدم ضبط میں ان کی موافقت کی ہے

مثلاً

۱۔ بخاری و مسلم میں امام زہری نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ آسمانوں پہ آپ ﷺ نے حضرت آدم علیھم السلام، حضرت ادریس علیھم السلام، حضرت موسیٰ علیھم السلام، حضرت عیسیٰ علیھم السلام، اور حضرت ابراہیم علیھم السلام سے ملاقات کی۔ یہاں پر ان کے مقامات کا تذکرہ نہیں، ہاں! اتنا ہے کہ آسمان دنیا پر حضرت آدم علیھم السلام اور چھٹے پر حضرت ابراہیم علیھم السلام تھے۔ یہاں چھٹے پر حضرت ابراہیم علیھم السلام کا تذکرہ ہے جو روایت شریک ہے موافق ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان ابراهيم فى السادسة عند شجرة طوبى — حضرت ابراہیم علیہم السلام چھٹے آسمان پر طوبیٰ کے درخت کے پاس تھے

(فتح الباری، ۱۱۰)

۳۔ امام نسائی نے یزید بن مالک سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ کی آسمان دنیا پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحیٰ علیہ السلام سے، پھر تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر حضرت ہارون علیہ السلام، پانچویں پر حضرت ادریس علیہ السلام، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

(سنن نسائی، باب فرض الصلاۃ)

آئمہ امت کی تحقیق

رہا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ساتویں آسمان پر ہونا جس پر روایت کے الفاظ ہیں

وموسى فى السابعة بفضل كلامه لله — اور حضرت موسیٰ علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے فضلیت کلام کی وجہ سے ساتویں آسمان پر تھے

WWW.NAFSEISLAM.COM

اگر تو معراج متعدد مان لیے جائیں تو اشکال ختم ہو جاتا ہے اور اگر ایک ہی تسلیم کیا جائے، تو پھر ائمہ امت نے روایات معراج خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتویں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چھٹے آسمان پر ہونے کے درمیان خوبصورت تطبیق دی ہے

۱۔ امام نووی تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں اگر معراج ایک ہی دفعہ ہے

فلعله وجده فى السادسة ثم ارتقى ابراهيم ايضاً الى السابعة — ممکن ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے پھر وہ ساتویں آسمان

پر تشریف لے آئے (شرح مسلم، ۲:۲۹)

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ان کے درمیان موافقت ہوسکتی ہے کہ عروج کے وقت سیدنا موسیٰ علیہ السلام چھٹے پر اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں پر ہوں جیسا کہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ سے ظاہر ہے اور واپسی ونزول کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتویں پر ہوں، کیونکہ روایات میں فرضیت نماز کے حوالہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کچھ بھی منقول نہیں، ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملتا ہے اور نزول میں ساتواں آسمان پہلے ہے ممکن ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں ہوں اور انہوں نے وہاں ہی نمازوں کے بارے میں آپ ﷺ سے گفتگو کی، یوں بھی ممکن ہے عروج کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے پر تھے، پھر آپ ﷺ کے ساتھ ساتویں پر گئے کیونکہ کلام الٰہی کی وجہ سے انہیں یہ فضیلت حاصل ہے

وظهرت فائدة ذالک فی کلامه مع المصطفیٰ فیما یتعلق با مر الله فی الصلاة والعلم عند الله تعالیٰ

اس کا فائدہ بایں طور ظاہر ہوا کہ انہیں امت پر فرضیت نماز کے حوالہ سے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ مکالمہ کا خوب موقعہ ملا واللہ اعلم

(فتح الباری، ۱۳۰)

جب روایات کے درمیان تطبیق ہے اور محدثین نے اسے تسلیم و بیان کر دیا ہے تو پھر اس روایت کو چھوڑنے کا کیا معنیٰ؟

ثامناً۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جگہ

روایت شریک میں الفاظ ہیں، ساتویں آسمان کے بعد

ثم علابه فوق ذلک بما لا یعلمه الا الله حتی جاء سدرة المنتهیٰ

پھر آپ ﷺ اس قدر اوپر گئے کہ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، حتیٰ

کہ مقام سدرہ آ گیا

حالانکہ دیگر تمام روایات میں سدرہ ساتویں بلکہ بعض میں چھٹے آسمان پر ہے یعنی روایت شریک ان تمام کے خلاف ہے۔

ہم کچھ روایات سامنے لاتے ہیں پھر ان میں موافقت واضح کریں گے۔

۱۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے الفاظ نقل کئے ہیں

رفعت الی سدرة المنتهیٰ — پھر مجھے سدرۃ المنتھیٰ کی طرف بلند کیا گیا

(بخاری و مسلم)

۲۔ امام ابن شہاب کہتے ہیں، مجھے ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو حبہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فيه صريف الاقلام — پھر مجھے بلند کیا گیا یہاں تک میں مقام مستوٰی میں پہنچا وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی

WWW.NAFSEISLAM.COM

۳۔ حضرت ابن حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنھما سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا

ثم انطلق بی جبريل حتى اتى سدرة المنتهیٰ — پھر مجھے جبریل لے کر چلے حتیٰ کہ مقام سدرہ پر پہنچے

یہ الفاظ بھی نشاندہی کر رہے ہیں کہ مقام مستوٰی کے بعد سدرہ پر لے جایا گیا

۴۔ امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم صعد بی فوق سبع سموات — پھر مجھے ساتویں آسمان کے اوپر لے جایا
فاتینا سدرة المنتھیٰ — گیا تو ہم سدرۃ پر پہنچے
(سنن نسائی ،باب فرض الصلاۃ)

اس روایت کے الفاظ میں شریک کی روایت سے بھی زیادہ صراحت ہے، کہ سدرہ، سماوات سبع سے اوپر ہے

۵۔ ہاں! سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے،

انتھیٰ به الی سدرة المنتھیٰ وھی فی السماء السادسة — جب رسول اللہ ﷺ مقام سدرۃ پر پہنچے جو چھٹے آسمان پر ہے
(مسلم ، کتان الایمان)

آیئے جوابات کی طرف

جب روایات سامنے آگئیں تو اب جوابات سماعت کریں

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، ممکن ہے بیان کرنے میں تقدیم وتاخیر ہوگئی ہو سدرۃ کا ذکر پہلے کے بجائے بعد میں ہوگیا پھر اصل یوں ہو

حتی جاء سدرة المنتھیٰ ثم علا به فوق ذلک بما لا یعلمه الا الله — یہاں تک کہ مقام سدرہ آگیا ۔پھر اسقدر بلندی نصیب ہوئی جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا

(فتح الباری ،۱۳)

۲۔ ممکن ہے اس روایت شریک میں سدرہ کے اوپر والے حصہ کا بیان ہو اور بقیہ ساتویں آسمان والی روایات میں اس کے نیچے کا ذکر ہو (فتح الباری،۱۳)

واقعتہً اگر ہم ان تمام روایات کو سامنے رکھیں اور ان کے الفاظ پر غور کریں تو

معاملہ آشکار ہوجاتا ہے

(۱)ثم علابہ فوق ذلک (۲) ثم صعد بہ فوق سبع سموات (۳)ثم رفعت الی سدرۃ المنتھیٰ (۴)ثم عرج بی حتیٰ ظھرت لمستوی (۵) ثم انطلق بی جبریل حتی تاتی سدرۃ المنتھیٰ

ان تمام جملوں کے الفاظ واضح کررہے ہیں آپ ﷺ ساتویں آسمان پر تھے ،وہاں سے آپ کوسدرہ کے اوپر والے حصہ پر لے جایا گیا

لینظر الیھا من اعلا ھا کما نظر الیھا من اسفلھا فتکون نظرتہ نظرۃ احاطۃ

تاکہ آپ کو اس کے اوپر کا مشاہدہ کروایا جائے جیسا کہ نیچے والے حصہ کا مشاہدہ کروایا،تاکہ آپ کا مشاہدہ کامل ہوجائے

پھرایک روایت کے الفاظ ہیں

ثم رفعت لی سدرۃ المنتھیٰ

پھر میرے لئے سدرۃ المنتھیٰ ظاہر کی گئی

WWW.NAFSEISLAM.COM

یادرہے رفع ،صعد ، علا، عرج اور ظھر قریب المعنیٰ الفاظ ہیں،

اب مفہوم یہ ہوا کہ آپ ﷺ کو بلند کیا اور تمام سدرہ ،آپ کے سامنے لائی گئی تو اب سدرہ ساتویں آسمان پر ہی ہوئی نہ کے اس کے اوپر

چھٹے اور ساتویں میں تطبیق

اب رہ جاتا ہے معاملہ چھٹے اور ساتویں کا تو یہاں محدثین نے تطبیق یوں دی کہ اس کی جڑ اور اصل چھٹے پر اور ٹہنیاں اور شاخیں ساتویں پر ہیں (شرح نووی ۳،۲)

حضرت ملاعلی قاری نے دیگر روایات کو بھی سامنے رکھتے ہوئے یوں تطبیق دی

ان مبداها فی الا رض ومعظمها فی السماء والسادسة وانتهاء ها ومحل اثمارها وغثیان انوارها فی السماء السابعة

اس کی اصل زمین میں، بڑا حصہ چھٹے آسمان پر اور اس کی انتہاء پھل اور انوار ساتویں پر ہے

(شرح الشفاء، ۱:۳،۳)

کیا اب واضح نہیں ہو جاتا کہ روایت شریک ہرگز دیگر روایات کے مخالف نہیں

تاسعاً۔ نیل وفرات کا مقام

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اس روایت میں نیل وفرات کا ذکر آسمان دنیا پر ہے جبکہ دیگر روایات میں ہے کہ میں جب سدرہ پر پہنچا تو وہاں چار انہار جاری تھیں، دو باطنی اور دو ظاہری۔ نیل و فرات

یہاں بھی اہل علم نے تطبیق دے دی ہے

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی موافقت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

ان اصل نبعهما من تحت سدرة المنتهٰی، مقرهما فی السماء الدنیاء و هنا ینزلان الی الارض

ان کا اصل سرچشمہ سدرۃ المنتھٰی کے نیچے ہے اور ان کی جائے قرار آسمان دنیا اور وہاں سے زمین پر بھی آتی ہیں

(فتح الباری.۱۳:۳)

۲۔ دوسرے مقام پر امام ابن دحیہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے ان دونوں انہار کو سدرہ کے پاس جنتی انہار کے ساتھ دیکھا اور آسمان دنیا پر بھی

و اراد بالعنصر امتیاز هما بسماء الدنیا

اس سے مراد آسمان دنیا پر ان کا امتیاز ہے

(فتح الباری،۷)

WWW.NAFSEISLAM.COM

۳۔ امام بدرالدین عینی نے بھی یہی تطبیق دی ہے (عمدۃ القاری، ۲۵:۲:۱۷)

خلاصہ یہ ہے کہ نیل وفرات ساتویں آسمان میں سدرۃ کی اصل سے نکلتی ہیں، پھر وہاں سے آسمان دنیا پر، وہاں سے زمین پر اترتی ہیں، گویا ایک روایت میں ان کی اصل اور روایات شریک میں ان کے مقر (بہنے کی جگہ) کا ذکر ہے

عاشراً۔ اپنے رب کی بارگاہ میں

اس روایت میں الفاظ ہیں کہ

فعلا به الیٰ الجبار فقال و هو مكانه يا رب خفف عنا

آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں پہنچے اور اس جگہ کہا، میرے رب! ہم پر تخفیف فرما۔

امام خطابی فرماتے ہیں، اس میں لفظ مکان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، جو ہرگز مناسب نہیں

انما هو مكان النبی ﷺ فی مقامه الاول الذی قام فيه قبل هبوطه

مکان کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہونی چاہیئے کہ اس مقام پر گئے جس پر واپسی سے پہلے تھے

اس کے جواب میں محدثین فرماتے ہیں، اس روایت میں بھی مکان کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہی ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

و هذا الاخير متعين و ليس في السياق تصريح با ضافة المكان الی الله تعالیٰ

یہاں آخری مفہوم (مکان نبی) ہی مراد ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت پر کوئی تصریح موجود نہیں

(فتح الباری، ۱۳)

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر زید مجدہ نے اس تطبیق پر یوں دلیل بیان کی ہے کہ "قال" کا فاعل حضور ﷺ ہیں کیونکہ بلندی آپ کو ہی ملی تھی "ھو" کا عطف "قال" میں ضمیر پر ہے، کیونکہ قریب وہی ہے لہٰذا اب عبارت یوں ہوگی

فعلا جبریل بالنبی الی الجبار فقال رسول اللہ ﷺ و ھو الی رسول اللہ فی مکانہ الذی وقف فیہ فی المرۃ الاولی التی خاطب و کلم فیھا ربہ عزو جل و ذلک لا نتقالہ من السماء السادسۃ الی ما فوق السماء السابعۃ فی المکان الذی خاطبہ فیہ و اوحی الیہ و ھو فیہ	جبریل نے حضور ﷺ کو بارگاہ الٰہی کی طرف بلند کیا اور رسول اللہ ﷺ اس جگہ تشریف فرما ہوئے جس میں پہلی دفعہ تھے اور اللہ نے کلام اور مخاطبت کا شرف عطا کیا تھا۔ پھر چھٹے آسمان سے ساتویں آسمان پر اس جگہ جانا تھا جہاں مخاطبت اور وحی کا حصول ہوا تھا۔

(مکانۃ الصحیحین، ۴۴۴)

۱۱۔ حضرت موسیٰ کا پھر واپس جانے کا مشورہ

اس روایت میں ہے جب آخری دفعہ آپ ﷺ نے نمازوں میں کمی کا عرض کیا تو فرمان جاری ہوا یہ پانچ ہیں اب ہمارے ہاں قول میں تبدیلی نہیں۔ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے پھر واپس جانے کا کہا، حالانکہ دیگر روایات میں نہیں اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے بعد واپس کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے؟ یہ اعتراض شیخ داؤدی نے کیا ہے۔

ہماری گذارشات درج ذیل ہیں

اولاً: حضرت شریک اس بات میں بھی منفرد نہیں، جبکہ دیگر راویوں نے بھی یہ بات نقل کی

ہے مثلاً

۱۔ حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بتایا میں اپنے رب تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا، حتیٰ کہ فرمان ہوا اے محمد ﷺ!

انھن خمس صلوات کل یوم ولیلة قال فنزلت حتی انتھیت الی موسیٰ فاخبرته فقال ارجع الی ربک فاسأله التخفیف فقال رسول اللہ ﷺ فقلت قد رجعت الی ربی حتیٰ استحییت منه (مسلم، باب الاسراء)

یہ شب و روز میں پانچ نمازیں ہیں، میں واپس لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بتایا، وہ کہنے لگے کہ اپنے رب کے پاس پھر جاؤ اور کمی کی درخواست کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اتنی دفعہ گیا ہوں اب مجھے حیا آتا ہے۔

۲۔ امام زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں نے واپس آ کر موسیٰ علیہ السلام کو بتایا، تو کہنے لگے اپنے رب کے حضور جا کر کمی کرواؤ، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔

فراجعت ربی فقال ھی خمس و ھی خمسون لا یبدل قول لدی قال فرجعت الی موسیٰ فقال ارجع ربک فقلت استحییت من ربی (بخاری و مسلم)

میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوا تو فرمایا یہ پانچ ہیں اور یہ پچاس ہی ہیں میرے ہاں تو ان کی تبدیلی نہیں، فرمایا میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے کہا، واپس اپنے رب کے پاس جاؤ میں نے کہا اب مجھے رب سے حیا آتی ہے

۳۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، انھوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ پانچ کے بعد بھی واپسی کا مشورہ دیا

فاتیت موسیٰ فقال ما صنعت ! قلت جعلھا خمساً فقال مثلہ قلت فسلمت (بخاری و مسلم)

میں موسیٰ علیھم السلام کے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا بنا میں نے بتایا پانچ کردی گئ ہیں انھوں نے پہلے کی طرح واپسی کا مشورہ دیا تو میں نے انھیں (الوداعی) سلام کیا

۴۔ حضرت یزید بن ابی مالک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کے ہاں حاضر ہو کر کمی کا عرض کیا تو فرمایا جب میں نے آسمان اور زمین پیدا کی

فرضت علیک و علی امتک خمسین صلاۃ خمس بخمسین فقم بما انت و امتک فعرفت انھا من اللہ صری فرجعت الی موسیٰ فقال ارجع فعرفت انھا من اللہ صری فلم ارجع (سنن نسائی، باب فرض الصلاۃ)

تم پر اور تمھاری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تو اب پانچ پچاس کا درجہ رکھتی ہیں انھیں لے جاؤ اور ان کو تم بھی اور تمہاری امت بھی بجا لائے میں نے محسوس کیا اب یہ اللہ کی طرف سے حتمی معاملہ ہے میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا، وہ کہنے لگے تم واپس جاؤ میں محسوس کر رہا تھا کہ یہ اللہ کی طرف سے حتمی ہے لہٰذا میں واپس نہ گیا

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

جب اکثر روایات میں یہ الفاظ موجود ہیں تو اس روایت کا انفراد کیسے؟

رہا یہ اعتراض کہ جب رب نے حتماً فرما دیا تو پھر موسیٰ علیہ السلام نے واپسی کا مشورہ کیوں دیا؟

تو اس کے جواب میں گذارش یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامل توجہ حضور ﷺ کی امت کیلئے تخفیف اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف تھی اور پھر ہر بار نمازوں میں مسلسل کمی بھی واقع ہو رہی تھی، انکے ذہن میں بنی اسرائیل بھی تھے جو دو نمازیں بھی ادا نہیں کرتے تھے، ان چیزوں

کے پیش نظر انہوں نے پھر جانے کا کہا،

یہ بھی ممکن ہے کہ اس ذریعہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اس عمل کا ازالہ کرنا چاہ رہے ہوں جو حضور ﷺ کے جاتے وقت ہوا تھا اور ان سے پوچھ بھی ہوئی تھی حضور ﷺ نے بتایا جب میں ان کے پاس سے گزرا تو وہ رو دیئے

قیل لہ ما یبکیک قال ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنۃ من اللہ اکثر ممن یدخلھا من امتی

پوچھا گیا تم کیوں روئے ہو؟ عرض کیا، اس لئے کہ ایک نوجوان کو میرے بعد مبعوث کیا گیا مگر ان کی امت، میری امت سے زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوگی

بلکہ امام بزاز اور طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کان موسیٰ اشد ھم علی حین مررت بہ وخیر ھم لی حین رجعت الیہ (تفسیر ابن کثیر، ۱: ۲۰)

گزرتے وقت موسیٰ علیہ السلام مجھ پر سب سے زیادہ رشک کر رہے تھے، مگر واپسی پر سب سے زیادہ خیر چاہنے والے تھے

الغرض! یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے سوال میں الحاح وزاری ہے جو اللہ کی طرف سے مطلوب بھی ہے اس وجہ سے انہوں نے پھر جانے کا کہا

WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک اور وہم

بعض کا خیال ہے کہ اس وقت آپ ﷺ تنہا ہی آرام فرما تھے، حالانکہ حدیث شریک میں ہے کہ وہاں آپ کے ساتھ کچھ اور بھی تھے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی حضرت شریک منفرد نہیں، بلکہ ان کے موافق دیگر روایات موجود ہیں

۱۔ حضرت قتادہ نے حضرت انس سے انھوں نے حضرت مالک بن صعصعۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

بینا انا عند البیت بین النائم والیقظان یعنی رجلاًبین رجلین

میں بیت کے پاس سونے اور بیداری کی حالت یعنی دو آدمیوں کے درمیان تھا

مسلم کے الفاظ ہیں

بینا انا عند البیت بین النائم والیقظان اذاسمعت قائلاًیقول احد الثلاثةبین الر جلین فاتیت فانطلق بی

میں بیت کے پاس سونے اور بیداری کے درمیان تھا میں نے کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا یہ دو کے درمیان تیسرے ہیں پاس آئے اور مجھے لے چلے

(البخاری ، کتاب بد الخلق)

۲۔ حضرت میمون بن سیاہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، حضرت جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام آپ کے پاس آئے اور کہا، ان میں سے کون ہیں، اس وقت قریش کعبہ کے اردگرد سوئے تھے، کہنے لگے

امر نا بسید هم ثم ذهبا ؟ثم جاؤا وهم ثلا ثه فالقوه فقلبو ا فطهره

ہمیں ان کے سردار کے بارے میں حکم دیا گیا ہے پھر وہ چلے گئے پھر آئے اور وہاں تین افراد تھے

(فتح الباری ، ۱۳ : ۴۸۰)

۳۔ امام ابن مردویہ نے کثیر بن خنیس سے ، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مسجد میں سویا ہوا تھا تو میں نے تین آدمی دیکھے جو میری طرف آئے ، پہلے نے کہا یہ وہی ہیں اوسط نے کہا، ہاں آخری نے کہا!

خذوا سید القوم

ان میں سے سردار کو لے لو

(فتح الباری ، ۱۳ : ۴۸۰)

حافظ ابن حجر اس پر لکھتے ہیں یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ لوگوں کے درمیان تھے جن کی تعداد کم از کم دو تھی ، اور روایات میں ملتا ہے کہ اس وقت آپ کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا

حضرت حمزہ اور چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب ہوئے تھے (ایضاً)

لہٰذا معترض کا روایت پر اعتراض ختم ہو گیا، بلکہ روایت میں موجود الفاظ کی صحت واضح ہو گئی

۱۳۔مخلوق سے مشابہت

اس مبارک حدیث کے ان الفاظ پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے

ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى اليه فيما اوحى خمس صلاة

اور جب رب العزت قریب ہوا حتیٰ کہ فاصلہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم ہو گیا تو اللہ نے وحی فرمائی جس میں پچاس نمازیں تھیں

امام خطابی کہتے ہیں، بخاری میں اس سے بڑھ کر ذوق پر گراں اور واضح طور پر عیب دار کوئی روایت نہیں کیونکہ اس میں قرب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے

فان الدنو يوجب تحديد المسافة الذى يوجب التشبيه والتمثيل بالمخلوق الذى تعلق من فوق الى اسفل

قرب، مسافت کی تحدید کا سبب اور تدلی مخلوق کے ساتھ تشبیہ ثابت کر رہی ہے کیونکہ اس کا معنی اوپر سے نیچے آنا ہے

(الكرمانى على البخارى، ۲۵:۲۰۷)

اور دوسرا اس میں "وهو مكانه" کے الفاظ بھی ہیں (الکرمانی علی البخاری، ۲۵:۲۰۷)

انہوں نے جو اعتراضات اٹھائے ہیں وہ درج ذیل ہیں

۱۔دنو سے مسافت کا تعین اور تدلی سے تشبیہ لازم آ رہی ہیں

۲۔اس روایت سے معراج خواب معلوم ہوتی ہے

۳۔یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں، یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی نہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

۴۔حضرت شریک کثیر التفرد ہیں اور یہ ان کی مناکیر میں سے ہے

۵۔تدلی سے مراد حضرت جبریل کی تدلی ہے اور یہ روایت اس کے مخالف ہے

۶ صراحۃً کہیں بھی تدلی کی نسبت اللہ کی طرف ثابت نہیں

جوابات سنیے

۱۔یہ حکم مرفوع میں ہے

یہ حکم مرفوع ہی میں ہے، ان کا اس روایت کو موقوف قرار دے کر نا قابل استدلال قرار دینا درست نہیں کیونکہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ صحابی کا غیر قیاسی قول حکم مرفوع میں ہوتا ہے کیونکہ ایسی بات وہ اپنی طرف سے نہیں کر سکتے، یا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی یا کسی اور صحابی سے سنی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، زیادہ سے زیادہ یہ روایت مرسل صحابی ٹھرے گی، اور یہ تمام کے ہاں بالا تفاق مقبول ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی (م۔۸۵۵) اعتراض کے جواب میں رقمطراز ہیں

وما نفاه من ان انسالم یسند هذه القصة الی النبی ﷺ لا تاثیر له فادنی امره فیما ان یکون مرسل صحابی فاما ان یکون تلقا ها عن النبی ﷺ او عن صحابی فاما ان یکون تلقا ها عنه و مثل ما اشتملت علیه لا یقال بالرائی فیکون لها حکم الرفع

یہ اعتراض کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے نہیں کی، اس کا کوئی وزن نہیں، اسے کم سے کم بھی درجہ دیا جائے تو مرسل صحابی ہے، یا تو انہوں نے حضور علیہ السلام سے سنی، یا کسی صحابی سے جنہوں نے حضور علیہ السلام سے سنا، اس میں بیان شدہ بات قیاسی نہیں تو یہ حکم رفع میں ہوگی

اور اگر ان کا اعتراض مان لیا جائے اور ایسی روایات کو حکم رفع میں تسلیم نہ کیا جائے

WWW.NAFSEISLAM.COM

وهو خلاف عمل المحدثين قاطبة | تو یہ تمام محدثین کے عمل کے خلاف ہوگا
لہذا ان کا یہ اعتراض باطل ہے

فاقل احواله الا رسال والمرسل من الصحابی یستدل عند عامة الحدیث والفقه کما ان هذا مما لا مجال للرائی فیه فهو محمول علی الرفع حکماً ایضاً عند عامة اهل العلم با لحدیث فتعلیل الخطابی بذلک مر دود والله اعلم

کم ازکم اس کا حال ارسال ہے اور تمام محدثین اور فقہا کے ہاں مرسل صحابی مقبول ہے، جیسا کہ اصول ہے کہ صحابی کا غیر قیاسی قول علماء محدثین کے ہاں مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے لہذا خطابی کی یہ بیان کردہ علت مردود ہے واللہ اعلم

(فتح الباری، ۱۳: ۴۸۳)

۲۔ معراج منامی کا اس سے ثبوت نہیں ہوتا

ان کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ اس روایت سے معراج منامی کا اثبات ہوتا ہے، کیونکہ انہیں "**وهو نائم فی المسجد**" سے مغالطہ ہوا ہے حالانکہ اس سے ابتدائی حالت مراد ہے۔ اس کے بعد جبریل امین نے براق پر سوار کیا وہاں سے لے کر مکہ واپسی تک بیداری میں سفر ہوا اس کے بعد آپ آرام فرما ہوئے، پھر بیدار ہو کر لوگوں کو اطلاع دی۔ یا اس کا معنی یہ ہے

افاق من شغل باله وفکره وحاله | آپ ﷺ کا دل فکر اور حال میں اپنی مشغولیت سے فارغ ہوا

اس پر تفصیلی گفتگو پہلے گزر چکی ہے

۳۔ موافق شواهد موجود ہیں

حضرت شریک کو اس میں متفرد قرار دینا بھی درست نہیں، پہلے شیخ ابن حزم کے اعتراض پر جو گفتگو آئی تھی اسے ملاحظہ کریں، وہاں ہم نے کثیر بن خنیس والی روایت ذکر کی ہے، اس کے الفاظ ہیں

فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبده ما اوحی ففر من علّی وعلی امتی خمسین صلاة

اور قرب ہوا حتی کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا اور اس نے اپنے کامل بندے پر وحی کی جو کرنا تھی، مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں لازم کیں

امام ابن جریر طبری نے اس کے دیگر متابع بھی نقل کیے ہیں ملاحظہ کیجیے

حضرت میمون بن سیاہ کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

فدنا ربک عزوجل فکان قاب قوسین او ادنی

تمہارا رب عزوجل قریب ہوا حتیٰ کہ فاصلہ دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی کم ہو گیا

(جامع البیان، ۲۷:۶۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں شیخ اموی نے مغازی میں اپنی سند امام بیہقی نے محمد ابی سلمہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مبارک ارشاد "ولقد رآه نزلة اخری" کے تحت نقل کیا

دنا منه ربه

حضور ﷺ کا رب آپ کے قریب ہوا

اس پر بھی لکھا گیا

وهذا سند حسن وهو شاهد قوی لروایة شریک

یہ سند حسن ہے اور روایت شریک پر قوی شاهد ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

اس کے بعد فرماتے ہیں

امام خطابی کا یہ قول کہ "روایت شریک سلف وخلف کے مخالف ہے" محل نظر ہے اس کے موافق روایات موجود ہیں جیسا کہ اوپر آیا (فتح الباری، ۱۳: ۴۱۳)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

دنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ — اللہ سبحانہ وتعالیٰ قریب ہوا

(الدر المنثور، ۶: ۱۲۳)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے انہی سے "ثم دنا فتدلی" کی تفسیر یوں نقل کی ہے

ھو محمد ﷺ دنا فتدلی الی ربہ عزوجل — حضور ﷺ خوب قریب ہوئے، اپنے رب عزوجل کے

(ایضاً، ۷: ۶۴۵)

امام ابن المنذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا شب معراج حضور ﷺ

اقترب من ربہ فکان قاب قوسین او ادنی (ایضاً) — اپنے رب کے قریب ہوئے حتی کہ فاصلہ دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی کم رہ گیا

امام بیہقی نے حضرت ثابت بنانی سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

فدنا فتدلی فاوحی الی عبدہ ما اوحی فرض علی فی کل یوم خمسون صلاۃ (دلائل النبوۃ، ۲: ۳۸۴) — اور وہ قریب ہوا اور اپنے بندے پر وحی فرمائی جو فرمانا تھی اور پھر یہ ہر روز پچاس نمازیں فرض فرمائیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان موافق متابع اور شواہد کی موجودگی میں حضرت شریک کو متفرد قرار دینا سراسر زیادتی کے علاوہ کیا ہے؟

۴۔ دیگر آیات واحادیث کا کیا بنے گا؟

ان کا یہ کہنا کہ لفظ تدلی یا لفظ دنو سے تشبیہ اور تحدید مسافت لازم آجاتی ہے تو یہ بھی قابل سماعت نہیں، کیونکہ اگر اس بنا پر روایات کو مسترد کرنا شروع کردیا جائے تو پھر متعدد آیات اور احادیث کا کیا بنے گا؟ جن میں ایسی چیزوں کا ذکر ہے، یہ احادیث ہیں جنہیں تمام لوگوں نے قبول کیا ہے، حالانکہ ان میں بھی یہی چیز موجود ہے مثلاً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا بندہ میرے بارے میں جو گمان رکھتا ہے اس کے مطابق اس کے پاس ہوتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ ایک بالعشت میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف بازو کے برابر بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل پڑے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

(بخاری، مسلم)

WWW.NAFSEISLAM.COM

بلکہ ان کے علاوہ کثیر احادیث ہیں کیا ان تمام کو رد کردیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ کسی عالم بشمول امام خطابی نے ایسی بات نہیں کی، البتہ جو ان احادیث میں تاویل کی گئی ہے اس کے مطابق مذکورہ روایت میں بھی تاویل کی جائے گی

۵۔ تدلی کی نسبت

یہ کہنا کہ تدلی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کہیں نہیں، محل نظر ہے کیونکہ ابھی گذرا کہ حضرت انس ،حضرت ابن عباس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنھم کی روایات میں صراحتہً یہ نسبت موجود ہے، ہاں مراد شدت قرب ہے

۶۔ دیدار الٰہی ماننے والے

امام خطابی نے کہا علماء نے تدلی کی نسبت جبریل امین کی طرف مانی ہے ۔یہ صرف ان لوگوں کو قول ہے جو دیدار الٰہی کے قائل نہیں جنہوں نے دیدار مانا (اور یہ جمہور امت کا موقف ہے جیسا کہ تفصیل سے گزر چکا ہے) وہ یہ قول نہیں کرتے .ان کے ہاں اس کی نسبت خصوصاً احادیث میں باری تعالیٰ کی طرف ہے، البتہ تاویل کرتے ہیں

امام سہیلی دنا الجبار رب العزة" میں کے تحت لکھتے ہیں

فیقال فیه من التاویل ما یقال فی قوله ینزل ربنا کل لیلة الی سماء الدنیا

یہاں وہی تاویل کی جائے جو "ینزل ربنا کل لیلة" (ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتا ہے) میں کی جاتی ہے۔

(الروض الانف، ۳:۲۷)

امام نقاش نے امام حسن بصری سے نقل کیا

دنا من عبده محمد ﷺ فتدلی فقرب منه فأراه ما شاء ان یرید من قدرته و عظمته

وہ اپنے عبد محمد ﷺ کے قریب ہوا، اور اس نے مشاہدہ کروایا اپنی قدرت و عظمت کا جس قدر چاہا

امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بندوں کے قرب میں حدود ہوتی ہے جبکہ

الدنو من الله لا حدله

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرب کی حد نہیں ہوتی

(الشفاء،۱،۴۳۳)

امام کرمانی یہاں 'دنو و تدلی" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

مجاز عن القرب المعنوی لا ظهار عظیم منزلته عند ربه تعالیٰ والتدلی

اس قرب معنوی سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی قدر و منزلت ہے، تا کہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

طلب زيادة القرب و قاب قوسين بالنسبة الى النبى ﷺ عبارة عن لطف المحل و ايضاح المعرفة و ما بالنسية الى الله اجابة سؤاله و رفع درجته

اس کا اظہار ہو، تدلی سے مراد زیادتی قرب ہے۔ قاب قوسین کے الفاظ حضور ﷺ کی نسبت سے ہیں جن سے مراد مقام لطف اور ایضاح معرفت ہے اور بنسبت اللہ تعالیٰ، دعا کا قبول فرمانا اور بلند درجہ عطا کرنا ہے

(الکرمانی، ۲۵: ۲۰۶)

اسی طرح امام رازی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

هو محمد ﷺ دنا فتدلى من ربه

حضور ﷺ اپنے رب کے قریب ہوئے

اس کے بعد کہتے ہیں

الثانى الدنو و التدلى بمعنى واحد كانه قال دنا فقرب

دوسرا معنی یہ ہے کہ دنو و تدلی کا ایک مفہوم ہے گویا فرمایا خوب قریب ہوئے

(مفاتيح الغيب، ۲۷: ۲۳۹)

ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان معاملات و کیفیات سے کماحقہ آگاہ نہیں ہو سکتے یاد رہے پہلے ہم بڑی تفصیل سے واضح کر آئے ہیں کہ حدیث تدلی سے مراد قرب الٰہی ہی ہے، نہ کہ قرب جبریل۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سربسجود ہیں کہ اس نے ہمیں حدیث مذکورہ کے حوالہ سے شرح صدر عطا فرمایا اور اس پر تمام وارد شدہ اعتراضات کا جواب دینے کی توفیق بخشی، اہل علم سے گذارش ہے کہ اسے پھیلائیں، تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو اور اللہ نے سرور عالم ﷺ کو شب معراج میں جو شان و مقام عطا فرمایا ہے وہ اسے دل و جان سے تسلیم کریں، ہمیں یہ سبق بھی حاصل کرنا چاہیئے کہ کسی بھی حدیث کے انکار میں جلد بازی سے کام نہ لیں کیونکہ اس سے امت کو سخت نقصان ہو سکتا ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

تقریباًان انتالیس صحابہ کرام سے واقعہ معراج مروی ہے، حضرت ابی بن کعب، اسامہ بن زید، انس بن مالک، بریدہ، بلال بن حمامہ، بلال بن سعد، جابر بن عبد اللہ، حذیفہ بن یمان، سمرۃ بن جندب، سہل بن سعد، شداد بن اوس، صہیب بن سنان، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو، عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن ابی اوفی، عبد اللہ بن اسعد بن زرارۃ، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمن بن عابس، عباس بن عبدالمطلب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، مالک بن صعصعہ، ابو بکر الصدیق، ابو الحمرا، ابو ایوب انصاری، ابو الدرداء، ابو ذر غفاری، ابوسعید خدری، ابوسفیان بن حرب، ابوسلمہ، ابوسلمی واعی، ابویعلی انصاری، اسماء بنت ابی بکر، ام المومنین عائشہ صدیقہ، ام کلثوم بنت رسول اللہ، ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنھم

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

باب ۸

واقعہ معراج کی تفصیل

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

حضور ﷺ نے فرمایا میں حطیم کعبہ میں تھا حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام اپنے ساتھی فرشتہ کے ساتھ آئے ان میں سے ایک نے کہا، ان لیٹنے والوں میں کون ہیں؟ دوسرے نے کہا درمیان والے اور وہی افضل ہیں، ایک رات ایسا ہوا، پھر وہ دکھائی نہ دیئے، حتیٰ کہ وہ دوبارہ ایک رات آئے تو پہلے نے کہا وہ کون ہیں؟ دوسرے نے بتایا درمیان والے ہیں اور کہا یہی افضل ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرشتے چھت پھاڑ کر آئے تھے۔

مقام زمزم پر

وہاں سے مجھے مقام زمزم پر لے گئے اور وہاں لٹا کر حضرت جبریل امین نے شق صدر کیا، انھوں نے حضرت میکائیل کو زمزم لانے کا کہا، انھوں نے میرے دل کو نکالا اور اسے تین دفعہ غسل دیا اور اس میں سے کچھ نکالا، حضرت میکائیل تین دفعہ زمزم لائے اس کے بعد

اتی بطست من ذھب ممتلی حکمۃ و ایمـانـاً فـافـرغـه فی صدره و ملأ علماًو حلماً و یقینا و اسلاماً

سونے کا تھال حکمت وایمان سے بھرا لایا گیا اور اسے میرے سینہ میں انڈیل دیا گیا تو وہ علم حکم، یقین اور اسلام سے مالا مال ہو گیا

پھر میرے سینہ کو سی دیا گیا، پھر میرے دونوں کاندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر مزین کی گئی

WWW.NAFSEISLAM.COM

براق کی حاضری

پھر تیار سواری براق لائی گئی جس کے منہ میں لگام، وہ سفید اور طویل چوپایہ اس کا قد گدھے سے بلند اور خچر سے کم تھا، اس کا قدم حد نگاہ پر پڑتا تھا

له جناحان فی فخذیه یحفز بهما رجلیه

اس کی رانوں کے پاس پر تھے جن سے وہ پاؤں ڈھانپتا تھا

امام ثعلبی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس سے نقل کیا، اس کے رخسار انسان، چار پائے اونٹ، اور دم گائے کی طرح تھی

سب سے معزز سوار

جب آپ ﷺ اس پر سوار ہونے لگے تو اس نے کچھ حرکت کی حضرت جبریل امین علیہ السلام نے اسے متوجہ کیا اور کہا تجھے علم نہیں

فواللہ ما رکبک خلق قط اکرم علی اللہ منہ

اللہ کی قسم تجھ پر ان سے بڑھ کر اللہ کے ہاں معزز کوئی سوار نہیں ہوا

اس پر براق حیا کیوجہ سے پانی پانی ہو گیا اور باوقار انداز سے آپ ﷺ کو اپنے اوپر سوار کیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے

کانت الانبیاء ترکبھا قبلہ

اس پر پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام نے بھی سواری کی تھی

حضرت سعید بن میسب اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا قول ہے کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سواری تھی

کان یزور علیھا البیت الحرام

جس پر وہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے جاتے تھے

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت جبریل نے رکاب تھامی

امام ابو سعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں نقل کیا جب حضور ﷺ براق پر سوار ہونے لگے تو

فکان الاخذ برکابہ جبریل و بزمام البراق میکائیل

اس کی رکاب حضرت جبریل امین اور اس کی لگام حضرت میکائیل علیہما السلام نے پکڑی

پھر ہم چلے اور یہ دونوں فرشتے میرے دائیں بائیں تھے

یہ شہر طیبہ

حتیٰ کہ ہم کھجوروں والی سرزمین پر پہنچے تو انھوں نے مجھے وہاں اتر کر نماز کی ادائیگی کا کہا میں نے وہاں اتر کر نوافل پڑھے پھر سوار ہوا تو پوچھا حضور اس جگہ کے بارے میں جانتے ہیں، کہا نہیں، بتایا

صلیت بطیبة والیھا المھاجر — آپ نے مقام طیبہ میں نماز ادا کی اور یہی آپ کی جائے ہجرت ہے

شجر موسیٰ علیہ السلام

ہم آگے چلے، براق کی رفتار کا یہ عالم کہ حد نگاہ پر اس کا قدم پڑتا۔ ایک جگہ پر حضرت جبریل امین نے مجھے اتر کر ادائیگی نماز کا کہا، میں نے اتر کر نماز ادا کی پھر سوار ہوئے تو انھوں نے پوچھا آپ جانتے ہیں یہ مقام کون سا ہے؟ فرمایا نہیں، عرض کیا

صلیت بمدین عند شجر موسیٰ — جہاں آپ ﷺ نے نماز ادا کی یہ مدین میں شجر موسیٰ کی جگہ ہے

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جاتے ہوئے اس درخت کے نیچے ٹھہرے تھے۔

یہ طور سینا ہے

آگے بڑھے تو جبریل امین نے کہا یہاں اتر کر نماز ادا کیجیئے، میں نے نماز ادا کی انھوں نے پوچھا اس مقام کے بارے میں آپ جانتے ہیں فرمایا نہیں تو انھوں نے بتایا

صلیت بطور سینا، حیث کلم اللہ موسیٰ — یہ طور سینا کا مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت

پھر آگے ایک جگہ آئی کہ وہاں محلات تھے ہم نے اتر کر نماز ادا کی تو جبریل امین نے اس مقام کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ جہاں آپ نے نماز ادا کی ہے

بیت لحم حیث ولد عیسیٰ — یہ حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت بیت لحم ہے

جنات کا بھاگنا

ہم براق پر جارہے تھے ایک جن نظر آیا جس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا جب میں اس طرف متوجہ ہوتا تو وہ مجھے دکھاتا جبریل امین کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ، میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ ان کے پڑھنے سے اس کا شعلہ بجھ جائے اور یہ نیچے گر جائے فرمایا ضرور تو انھوں نے یہ کلمات بتائے

اعوذ بوجه الله الکریم وبکلمات الله التامات لایجاوز ھن برولا فاجر من شرما ینزل من السماء ومن شرما یعرج فیھا ومن شرما ذرافی الارض ومن شرما یخرج منھا ومن فتن اللیل والنھار ومن طوارق اللیل والنھار الاطارقا یطرق بخیر یا رحمن

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کریم کی ذات اور اللہ کے کامل کلمات کے جن سے نہ کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ فاجر اس شر سے جو آسمان سے اترتا ہے اور اس شر سے جو آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، اس شر سے جو زمین میں پیدا ہوا، اس شر سے جو زمین سے نکلتا ہے اور رات و دن کے فتنوں سے، اور رات و دن کے آنے والوں سے البتہ جو رات کو خیر کے ساتھ آنے، اے رحمت کرنے والے۔

یہ کلمات پڑھنے کی دیر تھی وہ جن بھاگ نکلا اور اس کا شعلہ بجھ گیا

یہ مجاھد ہیں

چلتے چلتے ایک قوم پر آئے جو ایک دن فصل بوتے اور دوسرے دن کاٹ لیتے اور جیسے ہی فصل کاٹتے وہ دوبارہ پہلے کی طرح لہلہانے لگ جاتی، میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟

بتایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد و محنت کرتے تھے ان کی نیکیاں نو سو گنا بڑھا دی گئیں ہیں، جو کچھ انھوں نے خرچ کیا وہ تمام ذخیرہ ہو گیا

یہ خوشبو کس کی ہے

اس کے بعد آپ ﷺ نے خوشبو پائی تو پوچھا یہ خوشبو کس کی ہے؟ عرض کیا یہ فرعون اور اس کی اولاد کی خادمہ کی خوشبو ہے ایک دن یہ فرعون کی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی، تو وہ ہاتھ سے گر گئی اس نے اٹھاتے ہوئے کہا

باسم اللہ تعس فرعون — اللہ کے نام سے فرعون کی بربادی ہو

دختر فرعون نے کہا

اولک رب غیر ابی ؟ — کیا میرے والد کے علاوہ بھی تیرا رب ہے

اس نے کہا ہاں

ربی و ربک اللہ — میرا اور تیرا بھی رب اللہ ہے

اس خاتون کے دو بیٹے اور خاوند تھا فرعون نے انھیں بلا کر دین تبدیل کرنے کے لئے کہا ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا انھوں نے کہا ہم دین نہیں بدلیں گے اور اگر تم قتل کر دے گا تو یہ تیرا ہم پہ احسان ہوگا، فرعون نے تانبے کی دیگ بنوائی اسے گرم کیا اور اس میں انھیں یکے بعد دیگرے ڈالنا شروع کیا جب سب سے چھوٹے بچے کو ڈالا تو اس نے والدہ سے مخاطب ہو کر کہا

یا امہ قعی ولا تقاعسی فانک الحق — اماں جاں اس میں جلدی آؤ دیر نہ کرو کیونکہ تم حق پر ہو

چار بچوں کا کلام

گود میں چار بچوں نے کلام کیا، مذکور، سیدنا یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والا، حضرت جریج کا گواہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تارک نماز کی سزا

پھر آپ ﷺ کا گزر ایسے لوگوں پہ ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھے جیسے ہی انھیں کچلا جاتا وہ دوبارہ جڑ جاتے اور پھر انھیں کچل دیا جاتا میں نے پوچھا جبریل یہ کون؟ بتایا

هولاء الذين تتشاقل رؤسهم عن الصلاة المكتوبة

یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز کے لئے بوجھل ہو جاتے

یعنی نماز ادا نہ کرتے تھے

تارک صدقات کی سزا

پھر ایسی قوم پر آئے ان کے آگے اور پیچھے پیوند تھے اور وہ اونٹ اور بکریوں کی طرح چرتے تھے اور دوزخ کے پتھر وانگارے چر رہے تھے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ صدقات نہ ادا کرنے والے لوگ ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کسی سے یہ ظلم نہیں فرماتا

زنا کی سزا

پھر ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سامنے پکا ہوا حلال گوشت اور اس کے ساتھ ناپاک کچا گوشت بھی ہے وہ لوگ ناپاک کھا رہے تھے اور پاکیزہ چھوڑ رہے تھے جبریل سے پوچھا بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو حلال بیویوں اور مردوں کو چھوڑ کر غیر کے ساتھ رات بسر کرتے تھے

راہ کاٹنے والے

پھر راستے میں ایک ایسی لکڑی آئی، ہر گزرنے والی شے اس سے اڑتی فرمایا جبریل یہ کیا؟ عرض کیا یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو راستہ میں بیٹھ کر لوگوں کو تنگ کرتے ہیں پھر یہ ارشاد الٰہی پڑھا

ولا تقعدوا بكل صراط توعدون
(سورۃ الاعراف ، ۸۶)

اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیروں کو ڈراؤ

سود خوار کی سزا

پھر ایسے لوگوں سے گزر ہوا جو خون کی نہر میں غوطے کھا رہے تھے اور انھیں پتھر مار کر اس میں ڈالا جاتا جبریل امین نے پوچھنے پر بتایا

هذا اكل الربا — یہ سود خوار ہے

خائن کی سزا

پھر آپ ﷺ گزر ایسے شخص پر ہوا جس نے لکڑیوں کا اتنا بڑا گٹھا جمع کر رکھا ہے کہ اسے وہ اٹھا نہیں رکھتا اور وہ اس میں اضافہ کرتا جا رہا ہے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا اس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور یہ ان کی ادائیگی پر قادر نہ تھا لیکن لوگوں سے اور امانتیں کے لیتا تھا

فتنہ پرور مقررین کی سزا

پھر آپ ﷺ کا گزر ایسی قوم سے ہوا جن کے جبڑے اور زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کترے جا رہے تھے جیسے وہ کٹتے دوبارہ اپنی جگہ پر آجاتے اور اس میں کوئی وقفہ تک نہ تھا پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا

هئولاء خطباء الفتنة خطباء امتك — یہ فتنہ پرور خطباء ہیں یہ وہ مقررین ہیں جو
يقولون مالا يفعلون — کہتے اس پر خود عمل نہ کرتے

غیبت کرنے والوں کی سزا

اس کے بعد ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے پوچھا جبریل امین یہ کون ہیں؟ عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں
ياكلون لحوم الناس ويقعون في — جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں

اعراضهم   کو پاماں کرتے

بری بات پر شرمندگی

اس کے بعد مجھے چھوٹا سا سوراخ دکھایا جس سے بہت بڑا بیل نکلا، اب وہ بیل اس میں دوبارہ داخلہ کی کوشش کرنے لگا لیکن داخلہ کہاں، پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا یہ وہ بندہ ہے

یتکلم بالکلمة العظیمة ثم یندم علیها   جس نے کوئی بڑی بات کر دی پھر شرمندہ ہو کر اسے واپس لینا چاہتا ہے مگر واپسی کہاں

Nafse Islam

جنت کی خوشبو

پھر ایک وادی سے گزر ہوا جس کی خوشبو ومہک خوب اور کستوری کی طرح تھی پھر آواز بھی تھی پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے میرے رب مجھے حسب وعدہ عطا فرما، میرے پاس کمرہ جات، برتن، حریر، سندس، عبقری، لؤلؤ مرجان، چاندی، سونا، اکواب، صحاب، اباریق، مراکب، شھد، پانی، وعدہ اور شراب کثرت کے ساتھ ہے پھر رب العزت کا ارشاد ہوا، ہر مسلمان مرد عورت، ہر مومن مرد عورت، جو مجھ پر اور میرے رسل پر ایمان لائے، نیک عمل کیے، میرا کسی کو شریک نہ بنایا، میرے سوا کسی کو اپنا معبود نہ بنایا یہ تمام تیرے ہیں، جو مجھ سے ڈر گیا وہ امن پا گیا، جس نے مجھ سے مانگا اسے میں عطا کرتا ہوں جس نے مجھے قرضہ دیا میں اس کا بدلہ دیتا ہوں جس نے مجھ پر بھروسہ کیا میں اس کے لئے کافی ہوں

WWW.NAFSEISLAM.COM

انی انا اللہ لا الہ الا انا لا اخلف المیعاد   یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود مقصود نہیں اور میں ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا

اھل ایمان فلاح پا گئے بزرگ و برتر ہے اللہ کی ذات اقدس اور سب سے زیادہ خوبصورت پیدا کرنے والا ہے جنت عرض کرے گی میں اس پر نہایت ہی خوش ہوں

دوزخ کی بدبو

پھر میرا گزر ایسی وادی سے ہوا جس کی آواز بری اور وہاں بدبو تھی، میں نے پوچھا جبریل امین یہ کیا؟ بتایا یہ دوزخ کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے اے رب مجھے حسب وعدہ عطا فرما میرے سنگل، بیڑیاں، شعلے، گرمی، تپش، ضریع، عناق، اور عذاب میں کثرت ہے، میری گہرائی بہت، گرمی سخت تو مجھے وعدہ کے مطابق عطا فرما، فرمان ہوا ہر مشرک مرد عورت ہر کافر مرد عورت اور خبیث مرد عورت

وکل جبار لایومن بیوم الحساب — اور ہر وہ متکبر تیرا ہے جو روز قیامت پر ایمان نہ لایا

دجال کا حال

پھر آپ ﷺ کو دجال دکھایا گیا صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسا تھا؟ فرمایا اس کا جثہ بہت بڑا، سرخ رنگ، اسکی ایک آنکھ تھی گویا چمکدار ستارہ، اس کے بال گھنے درخت کی شاخوں کی طرح اور وہ عبدالعزی بن قطن کے مشابہ تھا

خوبصورت ستون

پھر آپ ﷺ نے ایک سفید ستون دیکھا جو موتیوں کی طرح اور اسے ملائکہ نے اٹھایا ہوا تھا پوچھا تم نے یہ کیا اٹھا رکھا ہے؟ عرض کیا

عمود الاسلام امرنا ان نضعه بالشام — یہ اسلام کا ستون ہے ہمیں اسے شام میں گاڑنے کا حکم دیا گیا ہے

یہود کی آواز

پھر اچانک مجھے دائیں جانب سے آواز آئی میری طرف دیکھو مجھے آپ سے کام ہے لیکن میں نے اس کا نوٹس ہی نہ لیا پوچھا جبریل یہ کیا؟ بتایا یہ یہود کی آواز تھی مگر آپ اس

طرف متوجہ ہوتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی ،اس طرح آگے ہوا تو جبریل نے بتایا یہ نصرانیت کی آواز تھی

دنیا کی حالت

پھر میں نے ایک عورت دیکھی جس کے بازو ننگے تھے اور وہ ہر زینت الٰہی سے مزین تھی اس نے مجھے آواز دے کر متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن میں اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوا جبریل امین نے بتایا یارسول اللہ ﷺ یہ دنیا تھی اگر آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے لاختارت امتک الدنیا علی الاخرۃ تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر پسند کر لیتی

ابلیس لعین

راستہ میں ایک طرف سے آواز آئی یا محمد ادھر آؤ تو جبریل امین نے کہا حضور آپ آگے چلیے اس راستہ کو ترک نہ فرمادیں پوچھا یہ کس کی آواز تھی؟ بتایا یہ اللہ کا دشمن شیطان لعین ہے اور وہ آپ کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا

WWW.NAFSEISLAM.COM

بوڑھی عورت

پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی اور آواز دے کر مجھے متوجہ کرنے کی کوشش کرنے لگی لیکن میں اس طرف متوجہ نہ ہوا پوچھا جبریل یہ کون ہے؟ بتایا

انہ لم یبق من عمر الدنیا الامابقی من عمر تلک العجوز دنیا کی عمر اب اتنی ہی رہ گئی ہے جسقدر اس بوڑھی عورت کی .

ہر طرف سے سلام

پھر میں ایسی مخلوق خدا کے ہاں پہنچا جنھوں نے مجھے ان الفاظ میں سلام کیا السلام

علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر ، جبریل امین نے جواب دینے کا کہا میں نے سلام کا جواب دیا پھر دوسرا گروہ ملا انھوں نے بھی اس طرح سلام کیا پھر تیسرے گروہ سے بھی ایسا ہی ہوا پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیھم السلام ہیں

قبر میں نماز

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب آپ ﷺ کا گزر ہوا تو فرمایا ان کی قبر سرخ ٹیلے کے پاس اور یہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے ان کا لمبا قد گنگھریلے بال قبیلہ شنوأہ لوگوں کی طرح تھا اور وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے آپ کو شرف فضیلت دی ہے اور سلام کہا آپ نے جواب دیا انہوں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں بتایا یہ احمد ہیں انہوں نے نبی عربی کہہ کر خوش آمدید کہا اور کہا آپ نے امت سے خوب بھلائی کی ہے، برکت کی دعا دی اور کہا اپنی امت کے لئے آسانی مانگنا، آگے چلے تو پوچھا یہ کون؟ بتایا یہ موسیٰ بن عمران تھے انھیں خطاب کون کر رہا تھا؟ بتایا ان کا رب فرمایا یہ اسقدر اپنے رب کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہیں جبریل نے عرض کیا

ان اللہ تعالیٰ قد عرف لہ حدتہ اللہ تعالیٰ ان کی جلالی طبیعت سے آگاہ ہیں

رب سے ملاقات کی رات

پھر آگے بڑا درخت آیا جس کا پھل روشن چراغ کی طرح تھا اس کے نیچے ایک بزرگ اپنے بچوں سمیت تشریف فرما تھے انہوں نے جب روشنی اور نور دیکھا تو پوچھا جبریل تمہارے ساتھ کون ہیں بتایا یہ تمہارے صاحبزادے احمد ہیں کہنے لگے مرحبا نبی عربی تم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا امت کی خوب بھلائی کی اے بیٹے

انک لاق ربک اللیلۃ آج رات تم ، اپنے رب سے ملاقات

کرنے والے ہو

اور تمہاری امت آخری اور سب سے کمزور ہے جہاں تک ہو سکے اس کے لئے معاملات میں آسانی پیدا کرواؤ پھر برکت کی دعا دی پھر ہم چلے اور بیت المقدس پہنچے، باب یمانی سے داخل ہوئے

دو چمکتے نور

وہاں میرے دائیں اور بائیں جانب دو چمکتے نور تھے جبریل سے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا دائیں جانب آپ کے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کا محراب اور بائیں طرف آپ کی بہن مریم کی قبر ہے جبریل امین صخرہ کے پاس آئے اور ہاتھ سے سوراخ کر کے براق باندھ دیا روایت مسلم میں ہے

فربطه بالحلقة التي تربط بها الانبياء — اس حلقہ کے ساتھ باندھا تھا جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے

حوروں سے ملاقات

جب آپ ﷺ صخرہ مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو جبریل امین نے کہا حضور آپ اپنے رب سے حوروں کو دکھانے کے بارے میں عرض کریں فرمایا ٹھیک ہے جبریل نے کہا حضور ان خواتین کی طرف تشریف لے جائیں اور سلام فرمایئے وہ تمام صخرہ کے بائیں طرف تھیں آپ ﷺ تشریف لے گئے سلام فرمایا انہوں نے جواباً سلام عرض کیا فرمایا تمہارا تعارف؟ عرض کیا خیرات حسان ہم اچھے لوگوں کی بیویاں، جن کے ظاہر و باطن میلے نہیں ہوتے اور انہوں نے استقامت کے ساتھ زندگی بسر کی، وہ بوڑھے نہ ہونگے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے ان پر موت نہیں آئے گی

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

ادائیگی نماز

پھر حضور ﷺ اور جبریل علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی ،تھوڑی دیر بعد وہاں کثیر لوگوں کا اجتماع ہو گیا آپ نے دیکھا کوئی نبی حالت قیام ،کوئی حالت رکوع اور کوئی حالت سجدہ میں تھے پھر مؤذن نے اذان دی تکبیر کہی گئی وہ تمام صفیں بنا کر انتظار کرنے لگے کہ آج کون امامت کرواتا ہے؟

فاخذہ جبریل بیدہ فقدمہ فصلی بھم رکعتین — جبریل امین نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر آگے کیا کہ ان تمام کو دو رکعتیں پڑھائیں

دوسری روایت میں ہے تکبیر کہی گئی

فتدافعوا حتیٰ قدموا محمدا ﷺ — تمام نے جماعت کروانے سے انکار کیا یہاں تک کہ سب نے حضور ﷺ کو آگے کیا

تمام انبیاء وملائکہ کی امامت

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ہے وہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان دی، آسمانوں سے ملائکہ آگے اور انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے قبور سے جمع کیا

فصلی النبی ﷺ بالملائکۃ والمرسلین — تو آپ ﷺ نے ملائکہ اور رسلاں کرام کو جماعت کروائی

جبریل امین نے پوچھا حضور اقتدا کرنے والوں کو جانتے ہو؟ فرمایا نہیں عرض کیا

کل نبی بعثہ اللہ تعالیٰ — تمام انبیاء تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا

حضرات انبیاء علیہم السلام کے خطبات

امام حاکم نے روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنھما سے نقل کیا پھر ارواح انبیاء سے ملاقات ہوئی ان تمام نے اپنے رب کی ثنا کی آخر

میں سرور عالم ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے اپنے اوپر ہونے والے خصوصی انعامات الٰہیہ کا تذکرہ کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے

بھذا فضلکم محمد ﷺ ان کی بنا پر حضور ﷺ کو تم فضیلت دی گئی ہے

قیامت کا تذکرہ

پھر حضرات انبیاء علیھم السلام کے درمیان قیامت کا تذکرہ ہوا سبھی نے سیدنا ابراہیم علیھم السلام کی طرف رجوع کیا انہوں نے فرمایا میں اس کے وقت کے بارے میں علم نہیں رکھتا اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح رجوع ہوا تو انہوں نے بھی یہی کہا پھر حضرت عیسیٰ علیھم السلام سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس کے وقوع کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مجھ سے جو عہد لے گئے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ دجال قیامت سے پہلے آئے گا، وہ مجھے دیکھ کر یوں پگھل جائے گا جیسے رصاص اور اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرمادے گا حتیٰ کہ ہر

پتھر پکار کر کہے گا اے مسلمان فلاں کافر میرے نیچے چھپا ہوا ہے اسے پکڑ کر قتل کردو اللہ تعالیٰ تمام کفار کو ہلاک فرمادے گا پھر لوگ اپنے گھروں اور اوطان کی طرف آجائیں گے

WWW.NAFSEISLAM.COM

یاجوج وماجوج کا خروج

پھر یاجوج وماجوج نکلیں گے اور ہر شہر میں جائیں گے ہر شی کو ہلاک کرتے ہوئے تمام پانی پی جائیں گے تو لوگ میرے پاس آکر شکایت کریں گے میں دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ انھیں ہلاک فرمادے گا حتیٰ کہ تمام زمین ان کی بدبو سے بھر جائے پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا جو ان کے اجسام کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ بھی عہد لیا جب یہ معاملہ ہو جائے تو قیامت اس طرح قریب ہوگی جیسے کہ حاملہ کی کامل مدت کامل ہونے والی ہو وہ نہیں جانتی کہ ولادت صبح ہوگی یا شام

حضور ﷺ کی پیاس

اس موقعہ پر آپ ﷺ نے پیاس محسوس کی تو دائیں بائیں دو پیالے پیش کیے گئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شہد تھا دوسری روایت میں تین پیاسوں کا تذکرہ ہے ان کے منہ ڈھانپے ہوئے تھے آپ ﷺ نے تھوڑا سا پانی پیا ایک روایت میں ہے کہ پانی کے پیالہ سے کچھ نہ پیا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش ہوا تو آپ نے اس سے سیر ہو کر پیا پھر شراب والا پیالہ پیش کیا گیا فرمایا اب سیر ہو چکا ہوں اسے نہیں پیوں گا حضرت جبریل امین نے عرض کیا

ستحرم علی امتک عنقریب یہ شراب آپ کی امت پر حرام کر دی جائے گی

ایک روایت میں ہے دوسری جگہ شہد کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے تھوڑا سا شہد لیا پھر دودھ پیا تو جبریل امین نے آپ ﷺ کے کاندے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اصبت الفطرة ولو شربت الخمر لغویت امتک آپ نے فطرت کے مطابق کیا اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی

دوسری روایت میں ممنبر کے ساتھ تکیہ لگانے والے بزرگ نے جبریل امین سے کہا

اخذ صاحبک الفطرة وانه مهدی تمہارے ساتھی نے فطرت کے مطابق کیا یہ تو ہدایت یافتہ ہیں

پھر سیڑھی لائی گئی

پھر وہ سیڑھی لائی گئی جس پر ارواح انبیاء علیھم السلام اوپر جاتی ہیں ایسی خوبصورت سیڑھی مخلوق نے نہیں دیکھی اس کی سیڑھیاں سونے اور چاندی کی تھیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابو سعید نے شرف المصطفیٰ میں یوں روایت نقل کی ہے جنت الفردوس سے موتیوں سے مرصع سیڑھی لائی گئی دائیں اور بائیں بھی ملائکہ تھے

آسمان دنیا پر

آپ ﷺ اور جبریل امین آسمان دنیا کے دروازے تک پہنچے جسے باب الحفظہ کہا جاتا ہے وہاں صاحب سماء الدنیا فرشتہ مقرر اور اس کا نام اسمعیل ہے امام بیہقی نے سیدنا جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے اس فرشتہ کے بارے میں نقل کیا یہ ہوا میں رہتا ہے نہ یہ آسمان پر گیا اور نہ زمین پر کبھی اترا البتہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اس دن یہ زمین پر آیا اس کے تحت ستر ہزار ایسے فرشتے کہ جن میں سے ہر ایک کے تحت ایک لاکھ فرشتے ہیں جبریل امین نے دستک دی پوچھا گیا کون؟ بتایا جبریل پوچھا گیا

ومن معک ؟ تمہارے ساتھ کون ہیں؟

انہوں نے حضور ﷺ کا اسم گرامی لیا پوچھا انھیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں فرشتے نے اھلاً و سھلاً مرحبا کہا

سیدنا آدم سے ملاقات

WWW.NAFSEISLAM.COM

اللہ تعالیٰ ہمارے اخ اور خلیفہ کو سلامت رکھے کسقدر اعلی بھائی اور خلیفہ ہیں آنا مبارک ہو یہ کہتے ہوئے آئے اور دروازہ کھول دیا گیا، ملاقات ہوئی تو وہ حضرت آدم علیہ السلام اسی صورت پر تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں تخلیق فرمایا، ان پر ان کی اہل ایمان اولاد کی ارواح کو پیش کیا جاتا تو فرماتے یہ روح اور نفس طیب ہے اسے علیین میں لے جاؤ جب اہل کفر کی ارواح پیش کی جاتیں تو فرماتے یہ ناپاک ہیں انھیں سجین میں لے جاؤ ان کے دائیں کچھ گروہ، اور دروازہ تھا جس سے مہک آرہی تھی، ان کے بائیں بھی گروہ اور بد بو آنے والا دروازہ تھا اپنے دائیں دیکھ کر مسکراتے اور خوش ہوتے جبکہ بائیں طرف دیکھ کر غمگین ہوتے اور روتے

حضور ﷺ نے سلام کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور کہا مرحبا ابن صالح و نبی صالح پوچھا یہ کون ہین ؟ بتایا یہ تمہارے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کے ارد گرد ارواح اولاد ہیں دائیں طرف والے جنتی جبکہ بائیں والے دوزخی ہیں، اس لئے دائیں دیکھ کر خوش اور بائیں دیکھ کر رو دیتے ہیں، دائیں طرف والا دروازہ جنت کا ہے جب اس میں اولاد داخل ہوتے دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، بائیں والا دوزخ کا ہے اس میں اولاد کو داخل ہوتے دیکھ کر غمگین اور پریشان ہوتے ہیں

حلال چھوڑنے والے

کچھ تھوڑی ہی دور گئے تھے تو دیکھا دستر خوان پر تازہ گوشت ہے لیکن اس کے قریب کوئی نہیں جبکہ دوسرے دستر خوان پر بدبودار گوشت ہے اور اسے لوگ کھا رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ آپ کی امت ایسے لوگ ہیں

یتر کون الحلال ویأتون الحرام　　جنھوں نے حلال چھوڑ کر حرام کو اپنایا

بعض روایات میں دوسرے دستر خوان پر مردار کے گوشت کا تذکرہ ہے پوچھنے پر بتایا یہ زانی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کے حرام کو حلال کرلیا اور اللہ تعالیٰ کے حلال فرمودہ کو چھوڑ دیا

سود کھانے والے

پھر ہم آگے بڑھے کچھ لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھڑوں کی طرح ان میں سانپ تھے جو باہر سے نظر آتے، ان میں سے کوئی اٹھنے کی کوشش کرتا تو وہ گر پڑتا اور دعا کرتا یا اللہ قیامت قائم نہ ہو۔۔۔ جبریل نے بتایا یہ سود خور لوگ ہیں اور ایسے لوگ اس طرح کھڑے ہوتے جیسے شیطان نے انھیں مس کیا ہو

کمزور کا مال کھانے والے

تھوڑی دور آگے تو دیکھا کچھ لوگوں کے ہونٹ اونٹوں کی طرح تھے وہ منہ کھولتے تو اس کے اندر پتھر ڈالے جاتے (ایک روایت میں جھنم کے پتھروں کا ذکر ہے) جوان کے نیچے سے نکل جاتے وہ بارگاہ الٰہی میں پچھتاوا کرتے ہوئے رو رہے تھے پوچھنے پر بتایا یہ لوگ

یـا کلون اموال الیتا می ظلماً انما — یتامیٰ کا مال ظلماً کھاتے اور یہ اپنے پیٹوں
یأکلون فی بطونهم نارا — میں آگ بھرتے اور یہ جہنم میں داخل
وسیصلون سعیرا — ہونگے

زنا کار عورتیں

آگے بڑھے تو عورتوں کو اس حال میں دیکھا بعض پستان سے اور بعض پاؤں سے باندھ کر اور الٹی لٹکی ہوئیں تھیں اور وہ بارگاہ الٰہی میں رو رہی ہیں پوچھنے پر بتایا یہ عورتیں زنا کار ہیں

طعن کرنے والے

کچھ آگے گے تو کچھ لوگ دیکھے جن کے پہلوں کا گوشت کاٹ کاٹ کر ان کے منہ میں یہ کہتے ہوئے ڈالا جا رہا تھا کہ اپنے بھائی کا گوشت کھا جبریل امین نے بتایا یہ طعن وغیبت کرنے والے لوگ ہیں

دوسرے آسمان پر

پھر دوسرے آسمان کے پاس گئے جبریل امین نے دستک دی پوچھا کون بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے حضور ﷺ کا اسم گرامی لیا پوچھا گیا، کیا انھیں بلایا گیا ہے کہا ہاں پہلے آسمان کی طرح وہاں بھی استقبال ہوا خوش آمدید اور مرحبا کہا وہاں حضرت عیسیٰ اور حضرت زکریا علیھم السلام سے ملاقات ہوئی، وہ ایک دوسرے کے صورت

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

،لباس اور بالوں میں مشابہ تھے،ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ بھی تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قدر اتنا بڑا نہیں،سرخ وسفید رنگ اور وہ حضرت عروہ بن مسعود کے ہم شکل تھے ،دونوں کو سلام کہا انھوں نے سلام کا جواب دیا،اخ صالح اور نبی صالح کہہ کر مرحبا کہا اور خریت کی دعا کی

تیسرے آسمان پر

پھر تیسرے آسمان کی طرف روانگی ہوئی وہاں بھی سابقہ طریق کے مطابق استقبال اور سوال وجواب ہوئے وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی،ان کے ساتھ کچھ لوگ تھے سلام ودعا ہوئی ان کے حسن کا کیا کہنا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ خوبصورت

قد فضل الناس بالحسن کا لقمر — لوگوں پر انھیں حسن میں اس طرح

لیلۃ البدر علی سائر الکواکب — فضلیت حاصل ہے جیسے چوندویں کے چاندکو باقی ستاروں پر ہے

پوچھنے پر جبریل امین نے بتایا یہ آپ کے بھائی یوسف ہیں

چوتھے آسمان پر

اس آسمان پر بھی خوب استقبال ہوا،سوال وجواب کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی سلام ودعا کے بعد وہاں سے روانگی ہوئی پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیھم السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے بھی دیگر انبیاء علیھم السلام کی طرح آپ ﷺ کو مرحبا اور خوش آمدید کہا،ان کی داڑھی مبارک کا نصف سفید اور نصف سیاہ اور اس کی لمبائی ان کے ناف کے قریب تک تھی،ان کے اردگرد کچھ بنو اسرائیل تھے اور وہ انھیں خطاب فرما رہے تھے سلام ودعا کے بعد وہاں سے روانگی ہوئی

چھٹے آسمان پر

پھر چھٹے آسمان کی طرف بڑھے ، جبریل نے دستک دی سوال وجواب ہوئے دروازہ کھلا ، وہاں کچھ انبیاء کے ساتھ ان کی امتیں دکھائی گئیں کچھ کے ساتھ زیادہ اور کچھ کے ساتھ کوئی نہ تھا پھر بہت بڑا گروہ گزرا پوچھا یہ کون؟ بتایا حضرت موسیٰ اور ان کی قوم ہے لیکن تم سر اقدس اٹھاؤ میں نے دیکھا ایک بڑی جماعت ایک جانب سے دوسری جانب تک افق کو گھیرے ہوئے ہیں بتایا گیا یہ آپ کی امت ہے ان کے علاوہ ستر ہزار ہیں جو جنت میں بلا حساب داخل ہونگے حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی ، ان کا قد لمبا ، قبیلہ شنوہ ، کے مردوں کی طرح تھے ، آپ نے سلام کہا انھوں نے اخ صالح اور نبی صالح کہتے ہوئے جواب دیا اور خریت کی دعا کی اور کہنے لگے لوگ کہتے ہیں اللہ کے ہاں موسیٰ کا ان سے زیادہ مرتبہ ہے حالانکہ معاملہ یہ ہے

بل هذا اکرم علی الله منی

کہ یہ ہستی اللہ کے ہاں مجھ سے زیادہ مقام رکھتی ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM

جب آپ ﷺ آگے گزرے تو وہ رو دیے ان سے رونے کی وجہ سے پوچھی گئ تو فرمایا یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے لیکن ان کی امت ، میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی ، بنواسرائیل یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ہاں اولاد آدم میں موسیٰ کا مقام زیادہ ہے اور یہ شخصیت میرے بعد دنیا میں آئی

وانا فی اخری فلو انه فی نفسه لم ابال ولکن مع کل نبی امته

ورنہ میں پیچھے تھا اگر فقط ان کی ذات افضل ہوتی تو کوئی بات نہ تھی مگر یہاں تو ہر نبی کے ساتھ اس کی امت بھی ہے

ساتویں آسمان پر

جب ساتویں آسمان تک پہنچے تو وہاں ، عد ، برق اور صواعق کو پایا جبریل امین نے

دستک دی سوال و جواب کے بعد دروازہ کھولا گیا وہاں کثرت کے ساتھ تسبیحات کی آواز سنائی دی اللہ رب العزت کے جلال وھیبت کے آثار بھی نمایاں تھے، وہاں حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جنت کے دروازے کے قریب کرسی پر بیت المعمور سے ٹیک لگا کے تشریف فرما تھے،ان کی امت کے کچھ لوگ وہاں تھے سلام ودعا ہوئی انہوں نے ابن صالح کہہ کرخوش آمدید کہا اور فرمایا اپنی امت سے کہو جنت میں خود پودے لگائے کیونکہ اس کی مٹی خوب زرخیز اور زمین کشادہ ہے پوچھا جنت کے پودے کیا ہیں؟ بتایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ

دوسری روایت میں ہے فرمایا اپنی امت کو میرا سلام پہنچاؤ اور بتاؤ جنت کی زمین خوب زرخیز اور میٹھا پانی ہے اور اس کے پودے سبحان اللہ الحمد اللہ اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں ان کے پاس کچھ لوگوں کے چہرے کاغذ کی طرح سفید تھے، کچھ کے رنگ میں کمی تھی یہ اٹھے اور نہر میں داخل ہوگے نکلے تو ان کا رنگ بھی خالص ہو چکا تھا انھوں نے تین دفعہ ایسا کیا تو ان کا رنگ بھی دیگر ساتھیوں کی طرح ہو گیا اور وہ آکر ان کے ساتھ بیٹھ گئے پوچھا سفید چہروں والے اور یہ رنگ میں کمی والے کون اور یہ انہار کیا ہیں ؟بتایا یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جن کے ایمان ظلم کے ساتھ ملوث نہ ہوئے اور کمی والے وہ ہیں جن کی نیکیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی پھر انہوں نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا یہ نہریں اول رحمت دوسری نعمت اللہ جبکہ تیسری شراب طہور، بتایا گیا یہ آپ اور آپ کی امت کا مقام ہے اچانک دیکھا ان کے ساتھ امت کے دو گروہ ہیں ایک کے کپڑے کاغذ کی طرح تھے جبکہ دوسروں پر رمد کپڑے تھے تو وہ بیت المعمور میں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ سفید لباس والے بھی داخل ہوئے جبکہ رمد کپڑے والے روک دیئے گئے حالانکہ وہ بھی خیر پر ہی تھے۔انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بیت المعمور میں نماز ادا کی اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر ان کی تا قیامت باری نہیں آتی پھر وہاں سے وہ باہر آئے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

جبریل اور خشیت الٰہی

طبرانی میں سند صحیح کے ساتھ روایت ہے میں شب معراج جب ملاء اعلیٰ سے گذرا تو میں نے جبریل امین کو

کا لحلس البالی من خشیة الله — خشیت الٰہی میں باریک تنکا کی طرح دیکھا

(مجمع الزوائد، ۱:۷۸)

دوسری روایت کے الفاظ ہیں

کانہ حلس لاطئی — گویا وہ باریک نمدہ ہے

پھر دودھ، شہد اور شراب پیالوں میں لایا گیا آپ ﷺ نے دودھ لیا جبریل امین نے عرض کیا

اصبت اصاب الله بک امتک علی الفطرة — آپ نے درست کیا اللہ تعالیٰ آپ کی برکت سے آپ کی امت کو فطرت پر قائم رکھے

دوسری روایت میں ہے

ھذہ الفطرة التی انت علیھا و امتک — یہی فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ کی امت ہے

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

سدرۃ المنتھیٰ

پھر سدرۃ المنتھیٰ کو ہمارے سامنے لایا گیا، جو کچھ زمین سے اوپر جاتا ہے اس کی انتہا یہی ہے اسی طرح جو کچھ اوپر سے نیچے آتا اسے وہاں سے حاصل کیا جاتا ہے وہ ایک درخت ہے جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں پانی جس کی تروتازگی میں ہی نہیں آتی دودھ کی نہریں جن کے ذائقہ میں تبدیلی نہیں آتی ،شراب کی نہریں جن میں پینے والوں کے لئے لذت ہے اور خالص شہد کی نہریں، اس کے سایہ میں اگر مسافر ستر سال چلے تو وہ ختم نہ ہو اس کا پھل ھجر کے مٹکوں

اوراس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں

تکا دالو رقة تغطی هذه الامة   اس کا ایک پتہ اس امت کوڈھانپ سکتا ہے

امام طبرانی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں

الواقة منها تظل الخلق   تمام مخلوق اس کے ایک پتہ کے سایہ میں آسکتی ہے

اس کے ہر پتہ پر فرشتہ ہے۔اسے ایسے رنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے جس کا بیان نہیں ہوسکتا، جب اللہ تعالیٰ کے امر نے اسے ڈھانپ لیا تو اس میں تبدیلی آگئی بعض روایات میں ہے کہ وہ یاقوت وزبرجد بن گئی کوئی آدمی اس کی حسن کی تعریف کرنے پر قادر نہیں، اس میں سونے کے پروانے تھے، ایک روایت میں سونے کی مکڑی کا ذکر ہے بتایا گیا

هذه السدرة ينتهي اليها كل احد من امتک خلاعلی سبیلک   یہ سدرہ ہے آپ کے نقش قدم پر چلنے والا امتی یہاں تک آسکتا ہے

اس کی اصل سے چار نہریں بہہ رہی ہیں دو باطنی اور دو ظاہری پوچھا جبریل ان کی تفصیل کیا ہے؟ بتایا باطنی جنتی ہیں اور ظاہری نیل وفرات، دوسری روایت میں کے اس کے اصل سے چشمہ نکل رہا ہے اس کا نام سلسبیل ہے، اس میں سے دو نہریں پھوٹتی ہیں ان میں ایک کوثر ہے، اس پر سبز پرندے اور اس کے برتن سونے اور چاندی کے ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے میں نے برتن میں کچھ پانی لے کر پیا تو وہ

احلی من العسل واشد ریحا من المسک   شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے کہیں خوشبودار تھا

جبریل امین نے بتایا

هذا النهر الذی خبأہ لک ربک — یہی نہر ہے جسے تمہارے رب نے تمارے لئے محفوظ کرر کھا ہے

اور دوسری نہر رحمت ہے اس میں آپ نے غسل کیا تو آپ کے تمام زندگی کو عصمت حاصل ہوگی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے یہاں جبریل کو چھ صد پروں کے ساتھ دیکھا ان میں سے ایک پر افق کو ڈھانپ لیتا ہے، ان کے پروں سے اسقدر موتی اور یاقوت جڑتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

جنت کا دورہ

پھر کوثر سے ہوتے ہوئے جنت میں داخل ہوئے اس کی نعمتوں کا کیا کہنا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور کسی بشر کے دل میں ان کا تصور گزر سکتا ہے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا

الصدقة بعشر امثالها والقرض بثمانية عشر — صدقہ پر اجر دس گنا جبکہ قرض پر اٹھارہ گنا ہے

پوچھا قرض، صدقہ سے افضل کیسے؟ عرض کیا، مانگنے والا ممکن ہے اس وقت بھی مانگے جب اس کے پاس ہو مگر مقروض مجبوراً قرض لیتا ہے، ایک لڑکی نے آپ کا استقبال کیا فرمایا تم کون ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں زید بن حارثہ کی خادمہ ہوں فرمایا لوگوں کو جنت کے بارے میں کیا بتاؤں؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ انھیں بتائیں وہ نہایت ہی کشادہ جگہ ہے اس کی مٹی کستوری ہے، پھر اس کے اندر ایک آواز سنی پوچھا تو بتایا گیا

بلال المؤذن — یہ تمہارے موذن بلال کی آواز ہے

دوزخ کا مشاہدہ

پھر آپ کے سامنے دوزخ کو لایا گیا جس میں اللہ تعالیٰ کا غضب، قہر اور ناراضگی کے مظاہر تھے اگر اس میں پتھر اور لوہا ڈالا جائے تو وہ اسے نگل جائے وہاں پر لوگ مردار کھا رہے

تھے پوچھا کون لوگ ہیں بتایا یہ لوگوں کا گوشت کھانے والے (غیبت کرنے والے) ہیں ایک آدمی کو دیکھا جو سرخ اور پیلی آنکھوں والا تھا پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں پھر آپ نے خازن جھنم کو دیکھا جس کے چہرے پر غضب کے آثار تھے پھر دوزخ کو ڈھانپ دیا گیا

بادل نے ڈھانپ لیا

پھر واپسی سدرہ پر ہوئی اسے انوار خلاق نے ڈھانپ رکھا تھا اور اس پر ملائک کا اسقدر جھرمٹ تھا کہ اس کے ہر پتہ پر ملائکہ تھے

فغیثیھا سحابة من کل لون — اسے بادل نے ڈھانپ لیا جس میں ہر رنگ تھا

ایک حدیث میں ہے جبریل امین نے بتایا

ان ربک یسبح — آپ کا رب تسبیح کر رہا ہے

پوچھا کونسی تسبیح؟ بتایا

سبوح قدوس، رب الملائکة والروح سبقت رحمتی غضبی — وہ پاکیزہ و پاک ہے فرشتوں اور روح کا رب ہوں اور میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے؟

سدرہ سے آگے

پھر مجھے آگے عروج بخشا گیا حتی کہ مقام مستویٰ آیا جس پر میں نے اقلام تدبیر کی آواز سنی اور پھر میں نے

رجلاً مغیباً فی نور العرش — نور عرش میں ایک شخص کو گم پایا

پوچھا کیا یہ فرشتہ ہے بتایا گیا یہ فرشتہ نہیں کیا یہ نبی ہیں؟ بتایا نہیں پھر کون ہے؟

ھذا رجل کان فی الدنیا لسانہ

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

رطب من ذکر اللہ وقلبہ معلق
بالمساجد ولم یستتسب لوالدیہ
قط

دیدار اور کلام کا شرف

پھر آپ ﷺ کو دیدار الٰہی کا شرف ملا تو آپ ﷺ حالت سجدہ میں گر گئے اور اپنے رب سے ہمکلامی کا شرف بھی نصیب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد عرض کیا لبیک یارب فرمایا مجھ سے مانگو عرض کیا آپ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور انہیں عظیم سلطنت عطا کی ،آپ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا، حضرت داود کو ملک عظیم دیا، لوہا ان کے لئے نرم کر دیا، ان کے لئے جنات، انسان، شیاطین اور پہاڑ مسخر کر دیے، حضرت سلیمان کو عظیم سلطنت دی ہوا بھی ان کے تابع کر دی، وہ کچھ انھیں دیا کہ بعد میں جو کسی کے لئے مناسب نہیں، حضرت عیسیٰ کو تورات وانجیل دی وہ مردوں کو تیرے اذن سے زندہ کر دیتے، انھیں اور ان کی والدہ کو شیطان سے محفوظ رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قد اتخذتک حبیبا
ہم نے آپ کو اپنا حبیب بنایا

اور تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنایا، تمہارے لئے تمہارا سینہ کھول دیا، تمہارے بوجھ ختم کر دیے، تمہارا ذکر تمہارے لئے اس طرح بلند کر دیا

لاذکر الا ذکرت معی
میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی کیا جائے گا

تمہاری امت کو سب سے بہتر امت بنایا وہ اول بھی ہیں اور آخر بھی، ان کے خطبہ میں یہ ضرور ہوگا کہ تم میرے عبد ورسول ہو، آپ کی امت، کے بعض لوگوں کے سینوں میں میری کتاب ہوگی

وجعلتک اول النبیین خلقاً آخر
هم بعثاً
میں نے تمہیں خلقت میں پہلا نبی اور بعثت میں آخری نبی بنایا

آپ کو سبع مثانی عطا کیا جو پہلے کسی نبی کو نہ ملا، تمہیں کوثر دی تمہیں یہ آٹھ چیزیں دیں اسلام، ہجرت، جہاد، صدقہ، نماز، رمضان، نیکی کا حکم، برائی سے روکنا، زمین آسمان کی تخلیق کے وقت سے ہی آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازوں کی فرضیت کا فیصلہ کیا

چند خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے یہ فضیلتیں عطا فرمائی ہیں مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا، تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنایا، ایک ماہ کی مسافت تک دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب قائم کیا، میرے لئے غنائم کو حلال کیا جبکہ یہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھے، میرے لئے مسجدوں کو پاکیزہ اور سجدہ گاہ بنایا مجھے فواتح، خواتم اور جامع کلمات سے نوازا

عرضت علی امتی فلم یخف علی التابع والمتبوع
اور مجھ پر میری امت پیش کی گئی ان میں سے کوئی تابع اور متبوع مجھ پر پوشیدہ نہ رہا

میں نے انھیں دیکھا وہ ایسی قوم پر آئے جو بالوں والا جوتا پہنے تھی، ایسی قوم پر بھی آئے جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی تھیں گویا ان کی آنکھیں سوئی سے سی گئیں ہیں

فلم یخف علی ماھم لاقون من بعدی
اور مجھ پر ان پر آنے والے حالات بھی پوشیدہ نہ رہے

(مجمع الزوائد، ۲: ۴۰۳)

پھر مجھے تین انعامات سے نوازا گیا، مرسلین کی سربراہی، متقین کی امامت، روز قیامت روشن اعضاء والوں کی قیادت، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے رسول

اللہ ﷺ کو پانچ نمازیں اور سورہ بقرہ کی آخری آیات مبارکہ عطا کی گئی، آپ کی امت میں سے جو شرک کا مرتکب نہ ہو اس کے گناہوں کی مغفرت

ثم انجلت عنه السحابة

پھر بادل آپ ﷺ سے جدا ہو گیا

حضرت جبریل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر واپس لوٹے حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے خاموشی اختیار کی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے جو تمہارے لئے بہتر معاون ثابت ہوئے انھوں نے پوچھا کیا بنا؟ تمہارے رب نے آپ اور آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر اور میری امت پر شب و روز پچاس نمازیں لازم کیں ہیں عرض کیا اپنے رب کے پاس جا کر اپنے اور امت کے حق میں کمی کرواؤ کیونکہ تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، مجھے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ ہے میں نے بنو اسرائیل کو دیکھا وہ اس سے کہیں کم پر عمل نہ کر سکے اور تارک قرار پائے آپ کی امت تو ان سے اجسام، ابدان، قلوب، ابصار اور سماع میں کمزور ہے، حضور ﷺ نے حضرت جبریل کی طرف مشورہ کی نظر سے دیکھا تو انہوں نے تائید کرتے ہوئے کہا اگر تم پسند کرو

WWW.NAFSEISLAM.COM

پھر واپس لوٹ کر سدرہ پر گئے

فغشيته السحابة وخر ساجدا

تو بادل نے ڈھانپ لیا اور آپ حالت سجدہ میں جھک گئے

اور عرض کیا میرے رب ہم پر تخفیف فرما ایک روایت میں ہے کہ میری امت پر تخفیف فرما کیونکہ یہ تمام سے ضعیف ہے فرمایا تم پر پانچ کی کمی کر دیتے ہیں پھر بادل پیچھے ہٹا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور پانچ کی کمی کا بتایا انھوں نے عرض کیا دوبارہ جا کر اور کمی کروالو کیونکہ تمہاری امت انکی طاقت نہیں رکھتی

فلم یزل یرجع بین موسیٰ وبین ربه یحط عنه خمساً حتی قال یامحمد لبیک وسعدیک قال ھن خمس صلوات کل یوم ولیلة لکل صلاة عشر فتلک خمسون صلاة لا یبدل القول لدی ولا ینسخ کتابی تخفیفا عنک کتخفیف خمس صلوات

پھر میں موسیٰ اور اپنے رب کے پاس بار بار آتا جاتا رہا اور پانچ پانچ کی کمی ہوتی رہی حتیٰ کہ فرمایا یا محمد میں نے عرض کیا رب کریم میں حاضر ہوں فرمایا ہر دن رات میں پانچ نمازیں ہیں اور یہی پچاس ہیں کیونکہ ہمارا فیصلہ بدلتا نہیں اور نہ ختم ہوتا ہے ہاں آپ پر ہم تخفیف فرماتے ہیں جیسے پانچ نمازیں

جس نے نیکی کا ارداہ کیا لیکن اسے بجالا نہ سکا اس کے لئے نیکی لکھ دی جائے گی اگر اس نے عملاً وہ نیکی کردی تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتیں ہیں، جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن کی نہیں تو اس کی برائی نہیں لکھی جاتی اور اگر عملاً برائی کردی تو ایک ہی لکھی جائے گی پھر واپس حضرت موسیٰ علیھم السلام کے پاس آکر بتایا تو انھوں نے کہا

ارجع الی ربک فاسأله التخفیف

پھر اپنے رب کے پاس جاکر کمی کروالو

فرمایا اب مجھے واپس جاتے ہوئے حیا آتا ہے اب میں خوش و مطمئن ہوں

فنادی منادان قد امضیت فریضتی و خففت عن عبادی

آواز دینے والے نے فرمایا میں نے اپنا فیصلہ محکم کردیا اور اپنے بندوں پر تخفیف فرمادی

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر زمین پر جاؤ

ایک کا نہ مسکرانا

جب واپس لوٹے تو ہر آسمان والوں نے آپ ﷺ کو مبارک دی، مسکرا کر خوشی کا

اظہار کیا اور دعا خیر سے الوداع کیا مگر ایک نہ مسکرایا اور وہ دوزخ کا خازن تھا، جبریل امین نے بتایا

لم یضحک منذ خلق ولو ضحک لاحد یضحک الیک

جب سے اس کی تخلیق ہوئی یہ مسکرائے نہیں اگر یہ کسی کے ساتھ مسکراتے تو آپ کے ساتھ ضرور مسکراتے

جب آسمان دنیا سے نیچے آئے تو دھواں اور آوازیں سنیں پوچھا یہ کیا؟ جبریل امین نے عرض کیا یہ شیاطین ہیں؟ جو اولاد آدم پر اپنی کمندیں ڈال رہے ہیں

لا یتفکرون فی ملکوت السموات والارض ولولا ذلک لراُوا العجائب

آسمانوں وزمین کے ملکوت میں تفکر تدبر نہیں کرتے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ عجائبات کو دیکھ پاتے

راستہ میں قافلہ قریش

واپسی پر راستہ میں قریش کا قافلہ مکہ کی طرف آرہا تھا ایک اونٹ پر دو مشکیزے تھے ایک سبز اور دوسرا سفید تھا، جب ان کے برابر آئے ان کا وہ اونٹ بدکا تو مٹکے ٹوٹ گئے، اس وقت ان کا ایک اونٹ بھی گم تھا آپ ﷺ نے انھیں سلام کیا بعض نے کہا

هذا صوت محمد ﷺ

یہ آواز محمد ﷺ کی محسوس ہوتی ہے

ابوجہل کا تمسخر

آپ ﷺ فجر سے پہلے مکہ واپس آئے اور معراج کی تفصیل بتائی تو ابوجہل نے آکر تمسخر کرتے ہوئے کہا آج کوئی اہم خبر ہے فرمایا ہاں کہنے لگا کونسی؟ فرمایا آج رات میں نے سیر کی ہے؟ کہنے لگا کہاں کی؟ فرمایا بیت المقدس تک، کہنے لگا وہاں سے تم صبح تک واپس بھی آگے، فرمایا ہاں کہنے لگا جو مجھے بتایا ہے کیا پوری قوم کو بھی بتاؤ گے؟ فرمایا ہاں اس میں تمام لوگوں

کو جمع کرلیا اور کہنے لگا وہ بات انھیں بھی بتاؤ جو مجھے بتائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے، پوچھنے لگے کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک، کہنے لگا پھر تم وہاں سے صبح تک واپس بھی آ گئے، فرمایا ہاں اس پر تمسخر اڑاتے ہوئے کسی نے تالی بجائی اور کسی نے متعجب ہوکر سر پر ہاتھ رکھ دیے، معطم بن عدی کہنے لگا اس سے پہلے تمہاری کچھ باتیں اچھی تھیں مگر آج والی بات تو سراسر جھوٹ ہے اس لئے میں آپ کے جھوٹا ہونے کا اعلان کرتا ہوں ہم تو اگر تیز اونٹ پر بیت المقدس پر جائے تو آتے جاتے مہینے لگ جائیں اور تم نے یہ سارا سفر ایک ہی رات میں طے کرلیا لات وعزیٰ قسم میں اس بات کی ہرگز تصدیق نہیں کرسکتا

سیدنا ابو بکر کی تصدیق

وہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے انھوں نے مطعم بن عدی کی گفتگو سنی تو فرمایا مطعم تو نے جو کچھ کہا غلط کہا

انا اشهد انه صادق

میں اعلان کرتا ہوں حضور ﷺ صحیح فرما رہے ہیں

مخالفین کہنے لگے ذرا بیت المقدس کے بارے میں تفصیل بتاؤ، اس کے دروازے، کھڑکیاں، فرش اور ارد گرد کونسے پہاڑ ہیں؟ حضور ﷺ ابھی اس کی ہیئت اور تفصیل کی طرف متوجہ ہی ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی آپ ﷺ نے تفصیل بیان کرنا شروع فرمائی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ یہ جملہ کہتے

صدقت اشهد انک رسول الله ﷺ

آپ ﷺ صحیح فرما رہے ہیں، میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں

مخالفین نے بھی تسلیم کیا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں صحیح صحیح تفصیل دی ہے پھر مخالفین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم اتنے بڑے دانشمند ہو کر یہ کہہ رہے ہوں کہ ایک رات میں بیت المقدس ہو کر صبح تک واپس آگئے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں

انی لا صدقه فیما هو ابعد من ذلک اصدقہ میں تو ان کی اس سے بھی دور والی خبروں بخبر السماء فی غدوة وراحة کو مانتا ہوں کیونکہ میں تو صبح وشام ان کی آسمانی اطلاعات پر ایمان رکھتا ہوں

اس تصدیق کی بنا پر ان کا نام صدیق پڑ گیا

قافلہ کے بارے میں سوال

اچھا بتاؤ راستے میں قریش کا قافلہ تھا، کہاں تھا اس کی آمد کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ تمہارا قافلہ مقام روحا پر تھا ان کی اونٹنی گم تھی جس کی وہ تلاش کر رہے تھے ان کے پڑاؤ کی جگہ کوئی نہ تھا وہاں پانی کا پیالہ تھا میں نے اس سے پانی پیا، پھر فلاں قافلہ تھا ان کے اونٹ پر دو پانی کے مٹکے تھے سبز اور سفید، جب ہم اس کے برابر آئے تو وہ اونٹ بدکا اور دونوں مٹکے ٹوٹ گئے، فلاں قافلہ مقام تنعیم پر تھا۔ پوچھا وہ قافلہ، مقام ثنیہ سے کب آئے گا فرمایا بدھ کے دن، جب بدھ کا دن آیا تو قریش نے اسے دیکھنا شروع کر دیا حتی کہ دن ڈوبنے کے قریب چلا گیا مگر قافلہ نہ آیا آپ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ نے سورج کو قافلہ آنے تک رک جانے کا حکم دیدیا قافلہ پہنچا تو ان پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی مثلاً تمہارا اونٹ گم ہوا تھا؟ کیا تمہارے پانی کے مٹکے ٹوٹے تھے؟ کیا تمہارے پاس پانی کا پیالہ تھا؟ ان تمام نے وہی بتایا جو حبیب خدا ﷺ کی زبان سے نکلا تھا اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی

WWW.NAFSEISLAM.COM

وما جعلنا الرءیا التی ارینک الافتنة للناس

اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمھیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کی خاطر

(الاسراء، ۶۰)

دولہا سے بڑھ کر خوشبو

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ کا جسم اقدس ہمیشہ سے خوشبودار تھا مگر شب معراج کے بعد

ریحہ عروس واطیب من ریح عروس

آپ کے جسم اقدس کی خوشبو دولہا کی خوشبو سے بھی بڑھ کے تھی

مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب جسم نبوی کی خوشبو کا مطالعہ کریں

جواہر البحار، ۳: ۴۶۳، ۴۷۸

تکمیل بروز پیر عید الاضحیٰ ۱۴۲۴ جامع رحمانیہ شادمان لاہور بوقت 11 بجے دن ۲ فروری ۲۰۰۴

WWW.NAFSEISLAM.COM

ماخذ و مراجع

قرآن	
زادالمسیر	امام ابن جوزی
المستدرک	امام حاکم
مسلم	امام مسلم
بخاری	امام بخاری
عمدۃ القاری	ملاعلی قاری
مرقاۃ المفاتیح	امام رازی
الرسالۃ القشیریہ	امام قیشری
مفاتیح الغیب	امام رازی
شرح قصیدہ بردہ	شیخ زادہ
الکشاف	علامہ جاراللہ زمخشری
المعراج الکبیر	امام نجم الدین الغیطی م:۹۹۹ھ
جواہر البحار	شیخ یوسف بن اسماعیل
فضائل بیت المقدس	شیخ ابوالعامی مقدسی ۴۹۲ھ
اعلام الساجد	امام بدرالدین زرکشی
معالم التنزیل	امام مبغوی
نسیم الریاض	امام شہاب الدین احمد خفاجی ۱۱۸۳ھ
المعجم الکبیر للطبرانی	امام طبرانی
روح المعانی	علامہ محمود آلوسی ۱۲۷۰ھ
مسند احمد	امام احمد حنبل

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

فتح البیان	شیخ صدیق حسن خاں قنوجی
تفسیر القرآن بکلام الرحمان	شیخ ثناء اللہ امرتسری
الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ	امام قاضی عیاض: ۶۵۵ھ
جامع البیان	امام ابن جریر طبری
فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی ۸۵۲
الجامع لاحکام القرآن	امام قرطبی
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی
البدایہ	امام ابن کثیر
شرح مسلم	امام قرطبی
الدر المنثور	امام جلال الدین سیوطی م:۹۱۱ھ
مجمع الزوائد	امام نور الدین ھیثمی
تفسیر القرآن العظیم	امام ابن کثیر م:۷۷۴ھ
کتاب العظمۃ	امام ابو الشیخ اصبہانی
زوائد مسند لابن احمد	شیخ عبد اللہ بن احمد
دلائل النبوۃ	امام بیہقی
المفہم	امام عبد اللہ قرطبی
بہجۃ النفوس	امام محمد ابن ابی جمرہ اندلسی
العقیدۃ الطحاویہ	امام طحاوی
عقائد نسفی	امام نسفی
اصول الدین	
منح الروض الازہر	ملا علی قاری
السراج الوہاج فی الاسراء والمعراج	

WWW.NAFSEISLAM.COM

شرح جوھرۃ التوحید	شیخ ابراہیم بیجوری
النبراس	علامہ عبدالعزیز پرہاروی
تحفۃ الاعالی حاشیہ خوء المعالی	
الایۃ الکبری	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
انسان العیون	
اکمال المعلم	قاضی عیاض اندلس
المنہاج	امام نووی
اللباب فی علوم الکتاب	امام ابن عادل حنبلی
التذکرۃ	امام قرطبی
سیرت المصطفی	مولانا محمد ادریس کاندھلوی
لوامع الانوار البھیۃ	علامہ سفارینی
سبل الھدی والرشاد	امام محمد بن یوسف صالحی
ھذا الحبیب یا محب	شیخ ابوبکر الجزائری
نشر الطیب	شیخ محمد اشرف علی تھانوی
رفع الخفاء	شیخ محمد بن حسن کردی
المواھب اللدنیہ	امام قسطلانی
زاد المعاد	شیخ ابن قیم
مدارج السالکین	شیخ ابن قیم
فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی
مکانۃ الصحیحین	ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر
فتاوی عزیزی	شاہ عبدالعزیز دہلوی
مختصر سیرۃ الرسول	شیخ عبداللہ بن محمد نجدی

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

تفہیم القرآن	مولانا سید مودودی
الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی
الاسراء والمعراج	شیخ ناصر الدین البانی
اکمال و مکمل	امام ابی
الکاشف	امام طیبی
ارشاد الساری	امام قسطلانی
بحر العلوم	امام سمرقندی
فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ	شیخ جمل
مکتوبات	شیخ احمد، مجدد الف ثانی
اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
شرح بدء الامالی	امام ابو بکر جصاص
زرقانی علی المواہب	امام زرقانی مالکی
المنح المکیۃ	امام ابن حجر مکی
المستدرک	امام حاکم
مصنف	امام عبد الرزاق
تعلیم الایمان	مولانا نجم الغنی رامپوری
ہدیۃ المہدی	شیخ وحید الزماں
بغیۃ الرائد	شیخ صدیق حسن خاں
الجمل علی الجلالین	شیخ جمل
فتاویٰ امام نووی	امام نووی
الطبقات الکبریٰ	امام ابن سعد
دلائل النبوہ	امام بیہقی

WWW.NAFSEISLAM.COM

عیون الاثر	امام ابن سید الناس
العجالۃ السنیۃ	حافظ عراقی
الروض الانف	امام سہیلی
الدر المنثور	امام جلال الدین سیوطی
سیرت ابن ہشام	امام ابن ھشام
سنن نسائی	امام نسائی
الکرمانی علی البخاری	امام یوسف کرمانی
وھو بالافق الاعلی	شیخ محمد علوی مالکی
النور الوھاج	امام اجھوری مالکی

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM